بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

باب الإمامة

الفصل الأول فی أوصاف الإمام

(امام کے اوصاف کا بیان)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	امام کے اوصاف	۳۳
۲	اوصافِ امامت	۳۴
۳	امام کس کو بنائیں؟	۳۵
۴	امامت کی شرائط	۳۶
۵	دیوبندی عالم کی امامت	۳۷
۶	مقیم کی امامت اولی ہے یا مسافر کی؟	۳۸
۷	امامت کی تمنا	۳۹

۸ صحیح گواہی دینے والے کی امامت ۴۰
۹ غیر حافظ کی امامت ۴۰
۱۰ عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا ۴۱
۱۱ امام کے لئے عمامہ ۴۲
۱۲ ایضاً ۴۳
۱۳ عمامہ کی مقدار ۴۳
۱۴ بلا عمامہ امامت ۴۵
۱۵ بلا ٹوپی و عمامہ امامت ۴۶
۱۶ ٹوپی اور عمامہ سے نماز ۴۷
۱۷ صرف ٹوپی سے امامت ۵۲
۱۸ شلوار قمیص پہن کر نماز پڑھانا ۵۳
۱۹ کرتے کا بٹن کھول کر نماز پڑھانا ۵۳
۲۰ وقت جماعت سے پہلے امام کی آمد ۵۶
۲۱ جو شخص پنجگانہ نماز پڑھتا ہے، اس کو امامت جمعہ کے لئے تجویز کرنا ۵۷
۲۲ کیا امام کو پابندی ضروری ہے؟ ۵۸
۲۳ غیر پابند وقت کی امامت ۵۹
۲۴ وقت کی پابندی نہ کرنے والے کی امامت ۶۱
۲۵ امام کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مقتدیوں کا دوسری مسجد میں جانا ۶۱
۲۶ جو امام نماز میں تاخیر کرے اس کی امامت ۶۲
۲۷ ایک شخص کا دو مسجدوں میں امامت کرنا ۶۲
۲۸ امامت کے ساتھ دوسرا کام کرنا ۶۴
۲۹ وقت ملازمت میں امامت کرنا ۶۴
۳۰ جو امام صاحب وقار نہ ہو اس کی امامت ۶۵

۳۱ امام صاحب کا گھر گھر جانا ۶۵

۳۲ امام کا مقرر شدہ کھانا لانے کے لئے گھر گھر جانا ۶۶

۳۳ دوسرے کے گھر پان لگا کر کھانے والے کی امامت ۶۷

۳۴ امام صاحب کا کھانا ۶۸

۳۵ غیر شادی شدہ کی امامت ۶۹

۳۶ بے شادی شدہ کی امامت ۶۹

۳۷ جس کی بیوی نہ ہو، اس کی امامت ۷۰

۳۸ جس کی ٹھوڑی پر چند بال ہوں اس کی امامت ۷۱

۳۹ امامت کے وقت اپنی عاجزی کا اعتراف ۷۱

۴۰ عربی لہجہ میں اذان دینے والے کی امامت ۷۲

۴۱ سری قراءت میں تیز اور جہری میں ٹھہر کر پڑھنے والے کی امامت ۷۳

۴۲ رکوع سجدہ میں جلدی کرنے والے کی امامت ۷۴

۴۳ جو امام دینی وعظ کی اجازت نہ دے، سیاسی تقریروں کی اجازت دے، اس کی امامت ۷۴

۴۴ فتویٰ صحیح سمجھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے والے کی امامت ۷۵

۴۵ صدقۃ الفطر اور چرمِ قربانی لینے والے کی امامت ۷۶

۴۶ مسجد میں چماروں کو تعویذ دینے والے کی امامت ۷۸

۴۷ جو امام مقتدی سے صلح نہ کرے اس کی امامت ۷۹

۴۸ جو امام مسجد کے دروازے پر دکان لگائے اس کی امامت ۸۱

۴۹ جو امام مسجد کی دکان بیچ دے اس کی امامت ۸۱

۵۰ امام صاحب کا اعلان کہ ”جس سے میں ناراض، اس سے خدا ناراض“ ۸۲

۵۱ تمباکو پینے والے کی امامت ۸۳

۵۲ تمباکو نوش اور سینما بین شخص کی امامت ۸۴

۵۳ حقہ نوش کی امامت ۸۴

۵۴ تمباکو کا منجن استعمال کرنے والے کی امامت ۸۵
۵۵ قرآن سے فال نکالنے والے اور سگریٹ نوش کی امامت ۸۶
۵۶ کمیونسٹ کو ووٹ دینے والے کی امامت ۸۷
۵۷ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی صحابی کی اقتداء کی ہے؟ ۸۹
۵۸ تنخواہ دار امام کی امامت ۹۰
۵۹ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز ۹۱
۶۰ جو امام تنخواہ لینے کے باوجود نماز نہ پڑھائے، اس کا حکم ۹۱
۶۱ مسجد کا روپیہ اپنی تنخواہ میں وصول کرنے والے کی امامت ۹۳
۶۲ اجرت پر قرآن شریف پڑھنے والے کی امامت ۹۴

الفصل الثانی فی إمامة الفاسق

(فاسق کی امامت کا بیان)

۶۳ فاسق کی امامت ۹۵
۶۴ ایضاً ۹۵
۶۵ ایضاً ۹۶
۶۶ حافظ فاسق کی امامت ۹۷
۶۷ مرتکب کبائر کی امامت ۹۸
۶۸ معاصی متعددہ کے مرتکب کی امامت ۱۰۱
۶۹ مرتکب مکروہ کی امامت ۱۰۴
۷۰ زانی کی امامت ۱۰۵
۷۱ ایضاً ۱۰۶
۷۲ زانی کی توبہ کے بعد کی امامت ۱۰۷
۷۳ توبہ کے بعد دوبارہ امامت ۱۰۷

۷۴	فیملی پلاننگ سے توبہ کرنے والے کی امامت	۱۰۸
۷۵	جاہل چور کی امامت	۱۱۰
۷۶	چوری سے توبہ کے بعد چور کی امامت	۱۱۱
۷۷	لڑکے کا بوسہ لینے والے کی امامت	۱۱۲
۷۸	جو امام لڑکے کا بوسہ لے اس کی امامت	۱۱۲
۷۹	کم سن بچوں سے تنہائی میں خدمت لینے والے اور فجر کے بعد سونے والے کی امامت	۱۱۳
۸۰	سالی سے مذاق کرنے والے کی امامت	۱۱۵
۸۱	غیر محرم عورتوں سے بدن دبوانے والے کی امامت	۱۱۷
۸۲	نوجوان بیوہ سے پاؤں دبوانے والے کی امامت	۱۱۸
۸۳	اغلام باز اور اغلام بازی کا الزام لگانے والے کی امامت	۱۱۹
۸۴	محلوق اللحیہ کی امامت	۱۲۱
۸۵	ایضاً	۱۲۱
۸۶	داڑھی کٹے کی امامت تراویح میں	۱۲۲
۸۷	سود خور اور محلوق اللحیہ کی امامت	۱۲۴
۸۸	جو امام داڑھی رکھنے سے منع کرے، اس کی امامت	۱۲۵
۸۹	تعلیم یافتہ بے داڑھی والے کی امامت	۱۲۵
۹۰	امام کس کو بنائیں، کم داڑھی والے کو یا دوسرے متبعِ سنت کو؟	۱۲۶
۹۱	داڑھی منڈے اور انگریزی بال والے کی امامت	۱۲۸
۹۲	ٹھوڑی کے بال کٹوانے والے کی امامت	۱۲۸
۹۳	انگریزی بال والے کی امامت	۱۲۹
۹۴	داڑھی منڈے کی عید کا خطبہ	۱۳۰
۹۵	بڑی مونچھ والے کی امامت	۱۳۱
۹۶	رشوت خور کی امامت	۱۳۲

۹۷ سودخور کی امامت ۱۳۲
۹۸ امام کو سود کھلانا اور اس کے پیچھے نماز ۱۳۵
۹۹ غاصب کی امامت ۱۳۶
۱۰۰ قرض ادا نہ کرنے والے کی امامت ۱۳۷
۱۰۱ خائن کی امامت ۱۳۸
۱۰۲ مسجد و مدرسہ کی رقم میں خیانت کرنے والے کی امامت ۱۳۹
۱۰۳ رہن کی آمدنی کھانے والے کی امامت ۱۴۱
۱۰۴ مکان کا کرایہ نہ دینے والے کی امامت ۱۴۳
۱۰۵ امام صاحب کے لئے کسی عامل کی منی پینا ۱۴۳
۱۰۶ ناجائز رقم سے پنکھا خریدنے والے کی امامت ۱۴۵
۱۰۷ بغیر دباغت کے چمڑہ کا کاروبار کرنے والے کی امامت ۱۴۶
۱۰۸ حج میں افیون کی اسمگلنگ کرنے والے کی امامت ۱۴۷
۱۰۹ غلط مسئلہ بتانے والے کی امامت ۱۴۸
۱۱۰ کاروبار کی وجہ سے تارکِ جماعت کی امامت ۱۴۹
۱۱۱ تارکِ جماعت کی امامت ۱۴۹
۱۱۲ تارکِ نماز کی امامت ۱۵۰
۱۱۳ غیر پابندِ نماز کی امامت ۱۵۱
۱۱۴ جو امام نماز کی پابندی نہ کرے، اس کا حکم ۱۵۳
۱۱۵ ایضاً ۱۵۴
۱۱۶ جو شخص نماز کا عادی نہ ہو اس کو امام مقرر کرنا ۱۵۵
۱۱۷ مستقلاً سنت چھوڑنے والے کی امامت ۱۵۶
۱۱۸ جو امام سنت نہ پڑھے، اس کی امامت ۱۵۷
۱۱۹ تراویح نہ پڑھنے والے کی امامت ۱۵۸

۱۲۰ نماز قضاء ہونے پر امام کا یہ جواب کہ ''نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی قضاء ہوئی تھی''.. ۱۵۹
۱۲۱ امامتِ جنب ۱۶۰
۱۲۲ گالی دینے والے کی امامت ۱۶۱
۱۲۳ گالی کے عادی کی امامت ۱۶۲
۱۲۴ مسجد میں گالی گلوچ کرنے والے کی امامت ۱۶۲
۱۲۵ باپ کو گالی دینے والے کی امامت ۱۶۳
۱۲۶ باپ کو گالی دینے اور ستانے والے کی امامت ۱۶۴
۱۲۷ جھگڑالو اور فسادی کی امامت ۱۶۵
۱۲۸ استاذ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی امامت ۱۶۵
۱۲۹ استاذ کے نافرمان شاگرد کی امامت ۱۶۷
۱۳۰ امامت پر لعنت بھیجنے والے کی امامت ۱۶۷
۱۳۱ ''جھوٹ کہوں تو ابوجہل سے زیادہ بُرا میرا حشر ہو'' کہنے والے کی امامت ۱۶۸
۱۳۲ ''اگر کوئی میرا گلا گھونٹ کر مار دے'' کہنے والے کی امامت ۱۷۰
۱۳۳ مسجد میں بیٹھ کر غیبت کرنے والے کی امامت ۱۷۰
۱۳۴ جھوٹے کو امام و مؤذن بنانا ۱۷۱
۱۳۵ جھوٹ بولنے والے اور غیبت کرنے والے کی امامت ۱۷۲
۱۳۶ اندھے جھوٹے کی امامت ۱۷۳
۱۳۷ چغلخور کی امامت ۱۷۵
۱۳۸ حاسد کی امامت ۱۷۵
۱۳۹ وعدہ خلاف کی امامت ۱۷۶
۱۴۰ جعلسازی کرنے والے کی امامت ۱۷۹
۱۴۱ جعلسازی اور فریب دہی جیسی نازیبا حرکات کرنے والے کی امامت ۱۸۰
۱۴۲ حلال کو حرام سمجھنے والے کی امامت ۱۸۲

۱۴۳ حدیث شریف کی توہین کرنے والے کی امامت…… ۱۸۳
۱۴۴ جو شخص علمائے حق کی تکفیر کرچکا ہو، اس کی امامت…… ۱۸۴
۱۴۵ منکرین قرآن وحدیث اور فاسق کے مرید کی امامت…… ۱۸۵
۱۴۶ مشرک کے جنازہ کی نماز پڑھانے والے کی امامت…… ۱۸۶
۱۴۷ غیر مسلم سے سارق کا نام معلوم کرنے والے کی امامت…… ۱۸۶
۱۴۸ غلط اوصاف والے شخص کی امامت…… ۱۸۷
۱۴۹ ایک امام صاحب کی خرابیاں…… ۱۹۰
۱۵۰ امام کی خرابیاں…… ۱۹۲
۱۵۱ امام کے متعلق چند خرابیاں…… ۱۹۳
۱۵۲ ایک امام صاحب کے خراب حالات، داڑھی کی حد…… ۱۹۴
۱۵۳ ایک امام صاحب کی کوتاہیاں…… ۱۹۶
۱۵۴ ایضاً…… ۱۹۸
۱۵۵ ترش رو اور جھوٹ بولنے والے کی امامت…… ۲۰۱
۱۵۶ جھوٹ بولنے، درست طور پر طہارت حاصل نہ کرنے والے بہرے امام کی امامت…… ۲۰۳
۱۵۷ امام صاحب اگر غلط مذاق کرے تو کیا حکم ہے؟…… ۲۰۹
۱۵۸ بیوی کا نفقہ نہ دینے والے کی امامت…… ۲۰۹
۱۵۹ سینما دیکھنے والے اور قوالی سننے والے کی امامت…… ۲۱۱
۱۶۰ قوالی سننے والے کی امامت…… ۲۱۱
۱۶۱ ایضاً…… ۲۱۲
۱۶۲ ساز پر گانے والے کی امامت…… ۲۱۴
۱۶۳ ناچ گانے میں شرکت کرنے والے کی امامت…… ۲۱۴
۱۶۴ غلط محفل میں شریک ہونے والے کی امامت…… ۲۱۶
۱۶۵ گانے بجانے کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے کی امامت…… ۲۱۶

۱۶۶ گانے بجانے کی فحش مجلس اور اس کو روکنے والے امام کا حکم ۲۱۷
۱۶۷ عدت ختم ہونے سے پہلے نکاح پڑھانے والے کی امامت ۲۲۰
۱۶۸ غیر مطلقہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت ۲۲۱
۱۶۹ مطلقہ مغلظہ کو بلا حلالہ کے رکھنے والے کی امامت ۲۲۲
۱۷۰ تین طلاق کے بعد رکھنے والے کے احکام: امامت، جنازہ، معاشرہ وغیرہ ۲۲۳
۱۷۱ محض ضد میں طلاق دینے والے کی امامت ۲۲۷
۱۷۲ زبردستی طلاق کی وجہ سے امامت درست ہوگی یا نہیں؟ ۲۲۸
۱۷۳ خالہ اور بھانجی کا ایک شخص سے نکاح پڑھانے والے کی امامت ۲۲۹
۱۷۴ سوتیلی نانی سے نکاح پڑھانے والے کی امامت ۲۳۱
۱۷۵ زبردستی نکاح پڑھانے والے کی امامت ۲۳۳
۱۷۶ حمل ساقط کرنے والے کی امامت ۲۳۴
۱۷۷ زانیہ کے شوہر کی امامت ۲۳۵
۱۷۸ زوج مزنیہ کی امامت ۲۳۷
۱۷۹ جس امام کی بیوی کا تعلق کسی غیر سے ہو، اس کی امامت ۲۳۸
۱۸۰ فاجرہ کے شوہر کی امامت ۲۳۹
۱۸۱ ایسے شخص کی امامت جس کی بیوی بے پردہ ہو ۲۴۰
۱۸۲ کبوتر باز کی امامت جس کی بیوی بے پردہ ہو ۲۴۰
۱۸۳ جو شخص ستر کا اہتمام نہ کرے، اس کی امامت ۲۴۲
۱۸۴ ایضاً ۲۴۲
۱۸۵ بے پردہ بیوی کے ساتھ بازار میں گھومنے والے کی امامت ۲۴۲
۱۸۶ جس کی بیوی قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرے، اس کی امامت ۲۴۳
۱۸۷ گانے بجانے والی عورت کے شوہر کی امامت ۲۴۵
۱۸۸ جس کی بیوی گھاس کاٹتی ہو، اس کی امامت ۲۴۷

۱۸۹ جس کی اہلیہ استانی ہو، اس کی امامت ۲۴۸
۱۹۰ جس امام کی لڑکیاں بے پردہ ہوں، اس کی امامت ۲۴۸
۱۹۱ جو امام اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کرائے، اس کی امامت ۲۴۹
۱۹۲ جس امام کے بیٹے گناہگار ہوں، اس کی امامت ۲۵۰
۱۹۳ جس کا بیٹا چوری کرتا ہو، اس کی امامت ۲۵۱
۱۹۴ جس کا والد ناجائز کاروبار کرے، اس کی امامت ۲۵۱
۱۹۵ جس جس کی امامت مکروہ ہے، اس کی کراہت کی وجہ کیا ہے؟ ۲۵۲

الفصل الثالث فی امامة المبتدع

(بدعتی کی امامت کا بیان)

۱۹۶ مبتدع کی امامت ۲۵۴
۱۹۷ بدعتی کی امامت ۲۵۸
۱۹۸ ایضاً ۲۵۹
۱۹۹ ایضاً ۲۵۹
۲۰۰ بریلوی کی امامت ۲۶۰
۲۰۱ ایضاً ۲۶۰
۲۰۲ نمازِ عید بدعتی کے پیچھے پڑھنے کا حکم ۲۶۱
۲۰۳ مزار کی مٹی کھانے والے اور اس پر سجدہ کرنے والے کی امامت ۲۶۲
۲۰۴ چڑھاوا اور دیگ چڑھانے والے کی امامت ۲۶۳
۲۰۵ مرشد کے نام جھنڈا لگانے والے کی امامت ۲۶۳
۲۰۶ ہندوؤں کا بکرا ذبح کرنے والے کی امامت ۲۶۴
۲۰۷ میلاد اور دسویں میں شریک ہونے والے کی امامت ۲۶۶
۲۰۸ تیجہ، چالیسواں کرانے والے کی امامت ۲۶۷

الفصل الرابع فی إمامة المحترف والمتّهم

(حقیر پیشے والے اور متّہم کی امامت کا بیان)

۲۰۹ میراثی کی امامت ۲۶۸
۲۱۰ نائی کی امامت ۲۶۹
۲۱۱ نداف (روئی صاف کرنے والے) کی امامت ۲۷۰
۲۱۲ غسالِ میت کی امامت ۲۷۰
۲۱۳ غاسلِ میت کی امامت ۲۷۲
۲۱۴ جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہو، اس کی امامت ۲۷۳
۲۱۵ ایضاً ۲۷۵
۲۱۶ نکاحِ محرمہ سے پیدا شدہ لڑکے کی امامت ۲۷۶
۲۱۷ امامتِ عنین ۲۷۷
۲۱۸ غیر مختون کی امامت ۲۷۸
۲۱۹ لاولد کی امامت ۲۷۹
۲۲۰ برہمن بچہ کو پال کر امام بنانا ۲۷۹
۲۲۱ غیر سید کے پیچھے سید کی نماز ۲۸۱
۲۲۲ کیا چار قوموں کے علاوہ کے پیچھے نماز درست نہیں؟ ۲۸۱

الفصل الخامس فی إمامة المعذور

(معذور کی امامت کا بیان)

۲۲۳ معذور کی تعریف اور اس کی امامت ۲۸۳
۲۲۴ امامتِ معذور ۲۸۴
۲۲۵ معذور کی نماز اور امامت ۲۸۵

۲۲۶	جریان کے مریض کی امامت	۲۸۷
۲۲۷	جریان والے کی امامت	۲۸۸
۲۲۸	صاحبِ جریان کی نماز وامامت	۲۸۸
۲۲۹	نابینا کی امامت	۲۹۱
۲۳۰	ایضاً	۲۹۱
۲۳۱	معذور نابینا کی امامت	۲۹۳
۲۳۲	نابینا امام کے کچھ اَور اوصاف	۲۹۳
۲۳۳	بینا ونابینا میں امام کون ہو؟	۲۹۸
۲۳۴	جس کو ایک آنکھ سے نظر آتا ہو، اس کی امامت	۲۹۹
۲۳۵	ایک آنکھ اور ایک ہاتھ والے کی امامت	۳۰۰
۲۳۶	اندھے جھوٹے کی امامت	۳۰۱
۲۳۷	مقطوع الید کی امامت	۳۰۳
۲۳۸	ایک ہاتھ سے معذور کی امامت	۳۰۴
۲۳۹	لنگڑے کی امامت	۳۰۴
۲۴۰	امامتِ مرتعش	۳۰۵
۲۴۱	مفلوج کی امامت	۳۰۶
۲۴۲	ابرص اور جذامی کی امامت	۳۰۶
۲۴۳	اعمٰی وابرص کی امامت	۳۰۶
۲۴۴	بہرہ کی امامت	۳۰۷
۲۴۵	مصنوعی دانت والے کی امامت	۳۰۹
۲۴۶	مصنوعی دانت والے امام کے پیچھے نماز	۳۱۰

الفصل السادس فی إمامة الصبی

(نابالغ کی امامت کا بیان)

۲۴۷ امامتِ صبی ۳۱۱
۲۴۸ بالغ کی نابالغ کے پیچھے نماز کا حکم ۳۱۱
۲۴۹ نابالغ کی امامت، صرف نمازِ جمعہ مسجد میں ادا کرنا ۳۱۲
۲۵۰ امامتِ امرد ۳۱۴

الفصل السابع فی عزل الإمام وتحقیره

(امام کو برطرف کرنے اور حقیر سمجھنے کا بیان)

۲۵۱ امام باصلاحیت ہوتو اس کو امامت سے ہٹانا ۳۱۶
۲۵۲ بلا وجہ شرعیہ دوسرا امام بنانا ۳۱۷
۲۵۳ ضد کی وجہ سے امام تبدیل کرنا ۳۱۷
۲۵۴ ایک شخص کے ناخوش ہونے پر امام کی علیحدگی ۳۱۸
۲۵۵ بلا وجہ امام کی مخالفت ۳۱۹
۲۵۶ امام کو بُرا بھلا کہہ کر نکال دینا ۳۱۲
۲۵۷ جو شخص اپنی امامت پر مصر ہو اور مقتدی نہ چاہتے ہوں، اس کی امامت ۳۲۳
۲۵۸ مقتدیوں میں امام کے بارے میں اختلاف ہو تو کیا کیا جائے؟ ۳۲۵
۲۵۹ امام پر مقتدی کا حکم اور اس کو ذلیل سمجھنا ۳۲۵
۲۶۰ امام کو ذلیل سمجھنا ۳۲۶
۲۶۱ امامت کو حقیر اور ذلیل سمجھنا ۳۲۷
۲۶۲ امام کو حقارت کی نظر سے دیکھنا ۳۲۸
۲۶۳ ذاتی عداوت کی وجہ سے امام کو گالی دینا ۳۲۹

۲۶۴ کیا امام، متولی جماعت یا مسجد کا نوکر ہوتا ہے؟ ... ۳۳۰
۲۶۵ متولی کا امام کو نوکر سمجھنا اور امام کا برسرِ عام اپنی تکالیف بیان کرنا ... ۳۳۲
۲۶۶ امام کو ملازم کہنا ... ۳۳۲
۲۶۷ جس کے دل میں امام سے نفرت ہو، اس کی نماز ... ۳۳۳
۲۶۸ جس کو امام کے گناہ کا علم ہو، اس کا امام کے پیچھے اقتداء کرنا ... ۳۳۴
۲۶۹ امام پر غلط الزام لگانا ... ۳۳۵
۲۷۰ امام سے مسائل میں بحث ... ۳۳۷
۲۷۱ جو شخص امام کی بات نہ مانے، اس کی نماز کا حکم ... ۳۳۸
۲۷۲ متولی اور امام میں ترکِ سلام وکلام بڑی محرومی ہے ... ۳۳۹
۲۷۳ امام بنانے کا حق کس کو ہے؟ ... ۳۴۰
۲۷۴ زبردستی امام مقرر کرنا ... ۳۴۱

الفصل الثامن فی النیابة عن الإمام

(نیابتِ امام کا بیان)

۲۷۵ بوقتِ ضرورت بلا اجازت کسی کو امام بنانا ... ۳۴۲
۲۷۶ امامت میں کسی کو اپنا نائب بنا کر رخصت پر جانا ... ۳۴۲
۲۷۷ امام کا بضرورت کسی کو اپنا قائم مقام بنانا ... ۳۴۳
۲۷۸ امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حق ... ۳۴۵
۲۷۹ مقررہ امام کی موجودگی میں بلا اجازت کسی عالم کا امامت وخطابت کرنا ... ۳۴۶
۲۸۰ متولی کا امام کے علاوہ جمعہ کے لئے کسی اور کو آگے بڑھانا ... ۳۴۷
۲۸۱ نائب امام کی موجودگی میں کسی اور کی امامت ... ۳۴۸
۲۸۲ خادمِ مسجد اور مؤذن کی امامت ... ۳۴۹
۲۸۳ استاذ کی موجودگی میں امامت ... ۳۴۹

الفصل التاسع فی إمامة اللحّان

(غلط خواں کی امامت کا بیان)

۲۸۴ غلط خواں کی امامت ۳۵۱

۲۸۵ ایضاً ۳۵۱

۲۸۶ ایضاً ۳۵۲

۲۸۷ ایضاً ۳۵۳

۲۸۸ ایضاً ۳۵۵

۲۸۹ بے علم، غلط پڑھنے والے کی امامت اور مسجد میں پیشۂ خیاطت ۳۵۶

۲۹۰ الفاظ کو درست نہ پڑھنے والے کی امامت ۳۵۸

۲۹۱ غیر پابندِ شرع غلط خواں اور سزا یافتہ کی امامت ۳۶۰

۲۹۲ لحنِ خفی کرنے والے کی امامت ۳۶۲

۲۹۳ جو شخص "ق" اور "ك" صحیح ادا نہ کرے، اس کی امامت ۳۶۴

۲۹۴ امام کی قراءت اگر سمجھ میں نہ آئے، اس کی امامت ۳۶۵

۲۹۵ غیر مجوّد کی امامت ۳۶۶

۲۹۶ امام کے لئے قواعدِ تجوید کی رعایت ۳۶۷

۲۹۷ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنے والے کی امامت ۳۶۸

الفصل العاشر فی اقتداء الحنفی بالشافعی وغیره

(غیر حنفی کی اقتداء کا بیان)

۲۹۸ احناف کی نماز عیدین شوافع کے پیچھے ۳۶۹

۲۹۹ نماز میں شافعی امام کا مسائل اختلافیہ میں اتباع ۳۷۰

۳۰۰ حنفی کے پیچھے شافعی کی نماز ۳۷۲

۳۰۱ حنفی کے لئے شیعہ، مرزائی کی امامت ۳۷۴
۳۰۲ حنفی کی نماز، غیر مقلد کے پیچھے ۳۷۵
۳۰۳ اہل حدیث کی امامت ۳۷۶
۳۰۴ غیر مقلد کی امامت ۳۷۷
۳۰۵ غیرِ مقلد کی اقتداء ۳۸۰
۳۰۶ ایضاً ۳۸۱
۳۰۷ دیوبندی کی بریلوی مسجد میں امامت ۳۸۲
۳۰۸ بریلوی کی نماز دیوبندی کے پیچھے ۳۸۳

الفصل الحادی عشر فی المتفرقات

۳۰۹ کیا حقِ امامت اور نکاح خوانی وراثت میں منتقل ہوتا ہے؟ ۳۸۴
۳۱۰ احتیاط الظہر پڑھنے والے کی امامت ۳۸۵
۳۱۱ جو امام تبلیغی نصاب پڑھنے کو روک دے، اس کی امامت ۳۸۷
۳۱۲ جو شخص درسِ قرآن کو لازم نہ سمجھیں، اس کی امامت ۳۸۷
۳۱۳ جو امام مقتدی سے صلح نہ کرے، اس کی امامت ۳۸۸
۳۱۴ امامت نہ کرنے کا عہد کر کے پھر امامت کرنا ۳۸۹
۳۱۵ امام صاحب کے دروازے پر جا کر اس کو نیند سے جگانا ۳۹۰
۳۱۶ امام صاحب سو رہے ہوں، تو اس کو جگانا ۳۹۰
۳۱۷ امام کے بجائے ٹیپ ریکارڈ سے نماز پڑھانا ۳۹۱
۳۱۸ مسجد میں جھاڑو دینا اور حمام میں پانی بھرنا کیا امام کی ذمہ داری ہے؟ ۳۹۲
۳۱۹ امام کی خدمات ۳۹۲
۳۲۰ امام کا مقتدی کو کتا کہنا ۳۹۴

باب الجماعة

الفصل الأول فی اهتمام الجماعة

(جماعت کے اہتمام کا بیان)

۳۲۱ جماعت کا اہتمام ۳۹۶
۳۲۲ امام تنہا اذان واقامت کے بعد نماز پڑھے تو جماعت کا ثواب ملے گا ۳۹۷
۳۲۳ اپنی نماز کے بعد جماعت کی شرکت میں فرض کی نیت ہو یا نفل کی؟ ۳۹۷
۳۲۴ شوہر بیوی کی جماعت کا طریقہ ۳۹۸
۳۲۵ دھوپ یا بارش کی وجہ سے برآمدہ میں جماعت ۳۹۹
۳۲۶ صحنِ مسجد میں جماعت کرانا ۳۹۹
۳۲۷ بلند مقام سے کمزور آدمی کو ضعف کی وجہ سے وہیں نماز پڑھنے سے حرم شریف کا ثواب ۴۰۰
۳۲۸ ضعف اور بیماری کی وجہ سے پنکھے سے کچھ دور نماز پڑھنا یا جماعت چھوڑ جانا ۴۰۰
۳۲۹ معذور آدمی کا اپنے گھر پر جماعت کرنا ۴۰۲
۳۳۰ مشق کے لئے بچوں کی جماعت کرانا ۴۰۲
۳۳۱ کوڑھی کا مسجد میں جانا ۴۰۳
۳۳۲ جس شخص کے منہ میں تعفن ہو، اس سے جماعت ساقط ہے ۴۰۵
۳۳۳ جس شخص نے فعل بد کیا ہو، اس کو مسجد میں آنے سے روکنا ۴۰۵
۳۳۴ مسجد بیت میں جماعت کی حیثیت ۴۰۶

الفصل الثانی فی ترک الجماعة

(ترکِ جماعت کا بیان)

۳۳۵ ترکِ جماعت کا حکم ۴۰۷
۳۳۶ ترکِ جماعت ۴۰۸

۳۳۷ ایضاً ۴۰۸
۳۳۸ تارک جماعت کا حکم ۴۰۹
۳۳۹ مجاہدہ کے لئے ترک جماعت ۴۱۰
۳۴۰ مسجد میں امام سے قبل تنہا نماز پڑھنا ۴۱۱
۳۴۱ امام صاحب نہ آئیں تو کیا نماز الگ الگ پڑھیں؟ ۴۱۳
۳۴۲ ملازمت کی وجہ سے ترک جماعت ۴۱۴
۳۴۳ مسجد کی نماز میں شریک نہ ہونا، اپنی نماز تنہا پڑھنا ۴۱۵
۳۴۴ مسجد میں جماعت سے پہلے اپنی نماز پڑھنا ۴۱۶
۳۴۵ جھگڑے سے بچنے کے لئے گھر پر نماز پڑھنا ۴۱۶
۳۴۶ گھر میں جماعت کرنا ۴۱۷
۳۴۷ گھر یا حجرہ میں جماعت کرنا ۴۱۸
۳۴۸ گھر میں اذان واقامت سے تنہا نماز پڑھنا ۴۱۹
۳۴۹ ذاتی رنجش کی بناء پر جماعت سے گریز ۴۲۱
۳۵۰ تعصب کی بناء پر امام کے پیچھے عید نہ پڑھنا ۴۲۲
۳۵۱ مسجد میں جماعت ہوچکی تو کیا گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب ملے گا؟ ۴۲۳
۳۵۲ ایک مسجد کی جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا ۴۲۴
۳۵۳ امام کی خرابی کی وجہ سے نماز گھر پر پڑھنا ۴۲۵
۳۵۴ امام کی غلط کاریوں کی وجہ سے گھر میں جماعت ۴۲۶
۳۵۵ تیمارداری کی وجہ سے ترک جماعت ۴۲۷
۳۵۶ دو شریک تجارت کا یکے بعد دیگرے مسجد میں جا کر نمازِ مغرب ادا کرنا ۴۲۸
۳۵۷ جماعت فجر سے پہلے تجارتی دھندوں میں لگ جانا ۴۲۹
۳۵۸ جماعت ہوچکی ہو تو جماعت کہاں پڑھے؟ ۴۳۱
۳۵۹ جماعت چھوٹنے پر طلباء پر طعن کرنا ۴۳۱

۳۶۰ تنہا اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھنا ۴۳۱

الفصل الثالث فی الجماعة الثانية

(جماعتِ ثانیہ کا بیان)

۳۶۱ جماعت ثانیہ ۴۳۳

۳۶۲ ایضاً ۴۳۴

۳۶۳ ایضاً ۴۳۵

۳۶۴ ایضاً ۴۳۶

۳۶۵ وضوخانہ میں نماز کے بعد جماعت ثانیہ ۴۳۷

۳۶۶ بریلوی امام ہونے کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ کرنا ۴۳۷

۳۶۷ دو مسجدیں برابر برابر، نئی مسجد میں جماعتِ ثانیہ ۴۳۸

۳۶۸ ظہر وعشاء پڑھ کر پھر اسی جماعت میں شرکت ۴۳۹

۳۶۹ باہمی نزاع کی وجہ سے تکرار جماعت ۴۴۰

۳۷۰ جماعت ثانیہ میں نئے آدمی کی شرکت ۴۴۲

۳۷۱ اِعادہ والی نماز میں شرکت ۴۴۳

۳۷۲ ایضاً ۴۴۴

۳۷۳ اعادہ والی نماز میں نئے آدمی کی شرکت ۴۴۵

۳۷۴ ترکِ واجب کی بناء پر اعادہ والی نماز میں نووارد شخص کی شرکت کا مفصل حکم ۴۴۶

الفصل الرابع فی تعيين الوقت للجماعة

(جماعت کے لئے وقت مقرر کرنے کا بیان)

۳۷۵ نماز کے اوقات کی تعیین ۴۵۲

۳۷۶ متولی کا بغیر اجازت امام اوقات نماز تبدیل کرنا ۴۵۲

۳۷۷	جماعت کا وقت کون متعین کرے؟	۴۵۳
۳۷۸	نماز کے اوقات امام مقرر کرے یا مقتدی؟	۴۵۴
۳۷۹	تبدیلی اوقات کا اختیار کس کو ہے؟	۴۵۴
۳۸۰	ایضاً	۴۵۴
۳۸۱	وقت مقررہ کے بعد نمازیوں کا انتظار	۴۵۵
۳۸۲	نماز مغرب میں امام کا انتظار	۴۵۶
۳۸۳	نماز شروع کرنے میں امام متولی کا پابند نہیں	۴۵۷
۳۸۴	انتظار صلوۃ	۴۵۹
۳۸۵	جماعت کے لئے نمازیوں کا انتظار	۴۶۰
۳۸۶	ایضاً	۴۶۰
۳۸۷	وقت مقررہ سے کچھ پہلے نماز	۴۶۱
۳۸۸	کسی مصلحت سے نماز میں ۵/ منٹ تاخیر کرنا	۴۶۲
۳۸۹	کسی کے انتظار میں وقت مقررہ سے کچھ تاخیر کرنا	۴۶۳
۳۹۰	نماز کے وقت مقررہ سے ایک دو منٹ آگے پیچھے ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۴۶۴
۳۹۱	نماز میں معین آدمی کا انتظار	۴۶۵
۳۹۲	کسی معین شخص کا نماز کے لئے انتظار کرنا	۴۶۶

الفصل الخامس فی جماعۃ النساء

(عورتوں کی جماعت کا بیان)

۳۹۳	عورتوں کی جماعت	۴۶۷
۳۹۴	عورتوں کی نماز جماعت سے	۴۶۹
۳۹۵	جماعۃ النساء	۴۷۲
۳۹۶	عورتوں کا مسجد میں جانا	۴۷۳

۳۹۷ ایضاً ۴۷۵
۳۹۸ نامحرم عورتوں کے ساتھ جماعت ۴۷۶
۳۹۹ عورتوں کی انفراداً نماز صف کی طرح ۴۷۷
۴۰۰ عورتوں کا نماز کے لئے مسجد آنا ۴۷۷
۴۰۱ عورتوں کے لئے پردہ ہونے کی صورت میں مسجد جانا ۴۷۸

باب تسویۃ الصفوف وترتیبھا

(صفوں کی ترتیب اور برابری کا بیان)

۴۰۲ تسویۃ الصفوف کا مطلب ۴۸۰
۴۰۳ تسویۃ الصفوف ۴۸۳
۴۰۴ صف سیدھی کرنے میں پاؤں کی انگلیوں کا لحاظ رکھا جائے یا ایڑھیوں کا؟ ۴۸۴
۴۰۵ ایضاً ۴۸۵
۴۰۶ مردوں کی صفوں کے درمیان بچوں کی صف ۴۸۵
۴۰۷ کیا صفِ اول میں جگہ ہونے کے باوجود بچوں کی صف پیچھے بنائی جائے؟ ۴۸۶
۴۰۸ نابالغ کی جگہ صف میں ۴۸۶
۴۰۹ نابالغ کے کھڑے ہونے کی جگہ ۴۸۸
۴۱۰ نابالغ لڑکا ایک ہو تو کہاں کھڑا ہو؟ ۴۸۹
۴۱۱ بچوں کی صف سے بڑھ کر بڑوں کی صف میں کھڑا ہونا ۴۹۰
۴۱۲ نابالغ کا صفِ اول میں کھڑا ہونا ۴۹۱
۴۱۳ اٹھارہ سالہ بے داڑھی مونچھ لڑکے کا صف میں کھڑا ہونا ۴۹۲
۴۱۴ مسجد میں جگہ تنگ ہو تو امام کے دائیں بائیں کھڑا ہونا ۴۹۲
۴۱۵ جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے کچھ آگے بڑھنا، کچھ پیچھے ہٹنا ۴۹۳
۴۱۶ جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے جماعت کی کیفیت ۴۹۴

۴۱۷ جماعت میں ٹخنہ سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہونا ۴۹۵
۴۱۸ بعد میں آنے والا شخص کسی مقتدی کو پیچھے کھینچ لے ۴۹۶
۴۱۹ ایک مقتدی کے بعد دوسرا مقتدی آگیا تو کس طرف شرکت کرے؟ ۴۹۸
۴۲۰ ایک مقتدی کے بعد دوسرا آگیا تو کہاں کھڑا ہو؟ ۴۹۸
۴۲۱ ایک مقتدی ہو تو کہاں کھڑا ہو؟ ۴۹۹
۴۲۲ اگر بعد میں ایک مقتدی رہ جائے تو مقتدی کیا کرے؟ ۵۰۰
۴۲۳ صف کے پیچھے تنہا ایک آدمی کا کھڑا ہونا ۵۰۰
۴۲۴ ایضاً ۵۰۱
۴۲۵ منفرد کے پیچھے اقتداء ۵۰۲
۴۲۶ اگر مقتدی ایک نابالغ لڑکا اور ایک بالغ ہو تو کس طرح کھڑے ہوں؟ ۵۰۲
۴۲۷ مسجد میں ایک جانب اضافہ ہوگیا تو امام کہاں کھڑا ہو؟ ۵۰۳
۴۲۸ مقام امام وسط مسجد ہے؟ ۵۰۳
۴۲۹ امام کا محراب میں کھڑا ہونا ۵۰۴
۴۳۰ ایضاً ۵۰۵
۴۳۱ ایضاً ۵۰۷
۴۳۲ امام کا مسجد کے وسط میں کھڑا ہونا ۵۰۷
۴۳۳ جگہ تنگ ہو تو امام کا بیچ میں کھڑا ہونا ۵۰۹
۴۳۴ تنگی کی وجہ سے امام کا مقتدی سے دو چار انچ آگے ہونا ۵۰۹
۴۳۵ امام اور منبر کے درمیان آدمی کھڑا ہونا ۵۱۰
۴۳۶ دو ستونوں کے درمیان صف بنانا ۵۱۱
۴۳۷ امام کے کسی جانب نمازیوں کا زیادہ ہونا ۵۱۲
۴۳۸ صف ٹیڑھی ہو تو کیا کیا جائے؟ ۵۱۳
۴۳۹ امام کا پہلی صف پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا ۵۱۴

۴۴۰ امام کے پیچھے والی صف چھوٹی، بعد والی بڑی ۵۱۵
۴۴۱ بڑی چوڑی مسجد کی صفوں کو نماز میں دائیں بائیں سے کم کرنا ۵۱۶
۴۴۲ جہتِ قبلہ کی رعایت کی وجہ سے صفوں کا چھوٹا بڑا ہونا ۵۱۸
۴۴۳ کسی خاص شخص کے لئے کسی عامی کو اس کی جگہ سے ہٹانا ۵۱۹
۴۴۴ صف میں رومال یا مصلّٰی رکھ دینا ۵۲۰
۴۴۵ سلامِ امام کے بعد صف سے ہٹ کر بیٹھنا ۵۲۱
۴۴۶ نماز کے بعد کسی چھوٹے کا بڑے سے کچھ پیچھے ہٹ جانا ۵۲۲
۴۴۷ صف میں نابالغ بچوں کے سامنے سے گزرنا ۵۲۲
۴۴۸ مسجد کے قریبی حصہ سے گزرنا ۵۲۳
۴۴۹ ایضاً ۵۲۴

فصلٌ فی الفصل بین الإمام والمقتدی والاتصال بین الصفوف

(امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ اور اتصالِ صفوف کا بیان)

۴۵۰ بند کواڑ یا پردہ کے باہر سے اقتداء ۵۲۶
۴۵۱ امام نیچے کی منزل پر اور مقتدی اوپر ۵۲۷
۴۵۲ امام کی اقتداء نیچے کی منزل سے کرنا ۵۲۸
۴۵۳ امام اور مقتدی کے درمیان کتنا فاصلہ صحت سے مانع ہے؟ ۵۲۸
۴۵۴ امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہیے؟ ۵۲۹
۴۵۵ امام اور مقتدی کے درمیان منبر کا فاصلہ ۵۳۰
۴۵۶ امام اور مقتدی کے درمیان پردہ حائل ہو ۵۳۱
۴۵۷ صحن کا شمالی وجنوبی حصہ مسقف بنا کر اس میں نمازیوں کا کھڑا ہونا ۵۳۱
۴۵۸ صحنِ مسجد میں نماز ۵۳۲
۴۵۹ امامِ مسجد کا اقتداء خارجِ مسجد اور مدرسہ سے ۵۳۳

۴۶۰	جوتے اتارنے کی جگہ سے اقتداء	۵۳۴
۴۶۱	مسجد کے دروں میں صف بنانا	۵۳۵
۴۶۲	مسجد کے دُرّوں میں کھڑا ہونا	۵۳۶
۴۶۳	اتصالِ صفوف برائے اقتداء	۵۳۷
۴۶۴	مسجد اور متصل حجرہ میں جماعت کی صف بنانا	۵۳۹
۴۶۵	مسجد کے وضوخانہ اور استنجاء خانہ کی چھت کا حکم	۵۴۰

باب المسبوق واللاحق

(مسبوق اور لاحق کا بیان)

۴۶۶	مسبوق کی تعریف	۵۴۲
۴۶۷	مسبوق کی نماز کا طریقہ	۵۴۳
۴۶۸	مسبوق کا حکم	۵۴۳
۴۶۹	مسبوق امام کے سجدۂ سہو کے بعد شریک ہوا	۵۴۴
۴۷۰،۴۷۱	سجدۂ سہو کے بعد اقتداء کا حکم	۵۴۴
۴۷۲	ایضاً	۵۴۵
۴۷۳	ایضاً	۵۴۶
۴۷۴	اقتداء بعد لفظ ''السلام''	۵۴۷
۴۷۵	دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد امام کی اقتداء	۵۴۸
۴۷۶	مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا	۵۴۸
۴۷۷	اگر مسبوق قصداً امام کے ساتھ سلام پھیر دے	۵۴۹
۴۷۸	اگر مسبوق نے بھول کر ایک طرف سلام پھیر دیا	۵۵۰
۴۷۹	مسبوق کا بھول کر دونوں جانب سلام پھیر دینا	۵۵۱

۴۸۰	مسبوق کا امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیرنا	۵۵۲
۴۸۱	مسبوق نے سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ سلام پھیر دیا	۵۵۳
۴۸۲	سلامِ مسبوق کے سلسلے میں دار العلوم کے فتویٰ اور تعلیم الاسلام کی عبارت میں تطبیق	۵۵۳
۴۸۳	مسبوق نے سجدۂ سہو کے سلام میں قصداً سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟	۵۵۵
۴۸۴	مسبوق کا سہواً امام کے ساتھ سلام پھیرنا	۵۵۵
۴۸۵	مسبوق سجدۂ سہو کرے، سلام نہ پھیرے	۵۵۶
۴۸۶	مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا تو آخر میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے	۵۵۷
۴۸۷	مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھے یا نہیں؟	۵۵۸
۴۸۸	تشہد میں شریک ہونے والا کیا کرے؟	۵۵۹
۴۸۹	مسبوق تشہد سے فارغ نہیں ہوا کہ امام نے سلام پھیر دیا	۵۶۰
۴۹۰	کیا مسبوق پر تشہد واجب ہے؟	۵۶۱
۴۹۱	مسبوق کی نماز میں قراءت	۵۶۲
۴۹۲	مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہو؟	۵۶۴
۴۹۳	مسبوق کا دوسرے مسبوق کو دیکھ کر نماز پوری کرنا	۵۶۴
۴۹۴	تین رکعت کا مسبوق بقیہ نماز کیسے پوری کرے؟	۵۶۵
۴۹۵	مسبوق کی بقیہ نماز میں سجدۂ سہو کا حکم	۵۶۶
۴۹۶	مسبوق و لاحق سے متعلق	۵۶۶
۴۹۷	مسبوق و لاحق کس طرح سجدۂ سہو کرے؟	۵۷۰
۴۹۸	لاحق کی قراءت کا حکم	۵۷۱
۴۹۹	لاحق تسمیع کہے یا تحمید؟	۵۷۱
۵۰۰	امام کی پانچویں رکعت میں اقتداء	۵۷۲
۵۰۱	فجر کی نماز کے بعد روزانہ کتاب سنانا جب کہ نماز میں مسبوق بھی ہوں	۵۷۳

باب الحدث فی الصلوۃ

(نماز میں حدث لاحق ہونے کا بیان)

۵۰۲	لحوق حدث سے بناء کا حکم	۵۷۵
۵۰۳	حدث لاحق ہونے کی صورت میں امام، منفرد اور مقتدی کو کیا کرنا چاہیے؟	۵۷۷
۵۰۴	پہلی صف میں نمازی کا وضو ٹوٹ گیا، کیا کرے؟	۵۷۹
۵۰۵	مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟	۵۷۹
۵۰۶	وضو ٹوٹ گیا، باہر جانے کو کوئی جگہ نہیں تو کیا کرے؟	۵۸۰
۵۰۷	نماز میں حدث ہو جائے، پانی دور ہو تو کیا کرے؟	۵۸۱
۵۰۸	ایک طرف سلام پھیرا تھا کہ حدث لاحق ہو گیا	۵۸۱
۵۰۹	قعدہ اخیرہ میں بعد التشہد حدث کا حکم	۵۸۲
۵۱۰	گمانِ حدث پر رکوع سجدہ کرتا رہا	۵۸۳

باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا

الفصل الأول فیما یفسد الصلوۃ

(مفسداتِ نماز کا بیان)

۵۱۱	نماز میں چڑیا کا خون لگ گیا تو کیا نماز فاسد ہو گئی؟	۵۸۴
۵۱۲	مذی وودی والے کپڑے میں نماز کا حکم	۵۸۵
۵۱۳	نماز میں یاد آ گیا کہ بڑا استنجا نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟	۵۸۵
۵۱۴	نماز کے بعد دانتوں میں خون دیکھنا	۵۸۷
۵۱۵	بے وضو نماز پڑھادی تو نمازیوں کو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے	۵۸۷
۵۱۶	بلغم منہ میں لئے ہوئے نماز پڑھنا	۵۸۸

۵۱۷ ناپاک کپڑے وبدن والے شخص کے لقمہ دینے سے فسادِ نماز کا حکم ۵۸۹
۵۱۸ ناپاک مشکوک تہبند سے نماز ۵۹۱
۵۱۹ خارج آدمی کے کہنے سے تکبیر کہنے پر نماز فاسد ہوگئی ۵۹۲
۵۲۰ نمازی کا غیر نمازی کے کہنے پر عمل کرنا ۵۹۳
۵۲۱ کیا لقمہ دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟ ۵۹۴
۵۲۲ لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی ۵۹۴
۵۲۳ ٹوپی پیشانی پر رکھ کر سجدہ کرنے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ ۵۹۵
۵۲۴ ترکی ٹوپی سے نماز اور حرام خور کی نماز ۵۹۶
۵۲۵ حرم شریف میں عورت کا مرد کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ۵۹۷
۵۲۶ عورت کا مسجد میں آکر مردوں کی صفوں میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ۵۸
۵۲۷ میاں بیوی کا ایک مصلے پر کھڑے ہوکر الگ الگ نماز پڑھنا ۵۹۹
۵۲۸ نماز میں چلنے سے نماز کا حکم ۶۰۰
۵۲۹ عمل کثیر کا حکم ۶۰۲
۵۳۰ ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے کیا نماز کو توڑنا لازم ہے؟ ۶۰۲
۵۳۱ تین دفعہ کھجلانا عملِ کثیر ہے؟ ۶۰۳
۵۳۲ بائیں ہاتھ سے کھجانا کیا مفسدِ صلوۃ ہے؟ ۶۰۴
۵۳۳ پکی گھموری (گرمی دانہ) کا کھجلانا ۶۰۴
۵۳۴ کیا نماز میں گھڑی دیکھنا مفسد ہے؟ ۶۰۶
۵۳۵ نماز میں جوؤں کو مارنا ۶۰۶
۵۳۶ کیا ایک سے زائد ضرب سے سانپ کو مارنا مفسد ہے؟ ۶۰۷
۵۳۷ کپڑے میں الجھ کر دونوں پیر اکھڑ جائیں تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ ۶۰۸
۵۳۸ کیا نماز میں داہنے پیر کا انگوٹھا ہٹ جانا مفسدِ نماز ہے؟ ۶۰۹
۵۳۹ نمازی کے سامنے والا شخص اپنی جگہ سے ہٹ کر جا سکتا ہے یا نہیں؟ ۶۰۹

۵۴۰ نماز پڑھتے ہوئے بارش آجائے تو کیا کیا کرے؟ ۶۱۰
۵۴۱ معمولی ہنسی سے نماز فاسد ہوگئی، وضوء نہیں ٹوٹا ۶۱۱
۵۴۲ کیا نماز میں ہلکی آواز نکلنے سے نماز فاسد ہوجائے گی؟ ۶۱۲
۵۴۳ امام کی تکبیرات اور سلام سے پہلے مقتدی کا تکبیر اور سلام کہنا ۶۱۳
۵۴۴ امام سے پہلے سانس توڑنا ۶۱۴
۵۴۵ امام کے ساتھ چوتھی رکعت کا قیام کئے بغیر سلام پھیر دینا ۶۱۶
۵۴۶ امام نماز میں سوجائے تو مقتدی کیا کریں اور نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ ۶۱۷
۵۴۷ امام کا سجدہ میں انتقال کر جانا ۶۱۷
۵۴۸ نماز میں مقتدی کا انتقال ہوجانا ۶۱۸
۵۴۹ گمانِ فساد پر نماز کا اعادہ ۶۱۹
۵۵۰ تین سجدے کرنے سے نماز کا اعادہ ۶۲۰
۵۵۱ ترکِ اقامت کی وجہ سے نماز کا اعادہ ۶۲۰
۵۵۲ عین نماز میں طلوعِ شمس ۶۲۲
۵۵۳ ”لا صلوة إلا بحضور القلب“ کا مطلب ۶۲۳
۵۵۴ کیا بغیر حضورِ قلب کے نماز نہیں ہوتی؟ ۶۲۴
۵۵۵ خیالات آنے کی وجہ سے نماز میں خرابی نہیں آتی ۶۲۴
۵۵۶ نماز میں حوروں کا تصور ۶۲۵
۵۵۷ نماز میں غیر عربی میں دعا مانگنا ۶۲۶
۵۵۸ نماز اور غیر نماز میں عربی اور غیر عربی میں دعا میں فرق ۶۲۷
۵۵۹ کتنے نقصان پر نماز توڑنے کی اجازت ہے؟ ۶۲۸
۵۶۰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو نماز کا حکم ۶۲۹
۵۶۱ ”التحیات“ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور ۶۲۹
۵۶۲ امام کے سورۃ الفاتحہ کے ختم پر مقتدی کا کلمہ طیبہ پڑھنا ۶۳۰

۵۶۳	نماز میں نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنے کا حکم	۲۳۱
۵۶۴	کیا سجدہ میں دونوں پیروں کے اٹھ جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟	۲۳۲
۵۶۵	سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانا	۲۳۳
۵۶۶	سجدہ میں دونوں پیروں کا اٹھالینا	۲۳۴
۵۶۷	رفع قدمین	۲۳۴
۵۶۸	سجدہ میں پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا موضع قدمین سے بلند ہونا	۲۳۵
۵۶۹	عورت کا نماز میں جہراً قراءت کرنا کیا مفسد ہے؟	۲۳۵
۵۷۰	نماز میں تفسیر کے ساتھ قراءت کرنا	۲۳۶
۵۷۱	"سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کے بجائے "سمع اللّٰہ من حمدہ" کہنا	۲۳۷
۵۷۲	لفظ "اللّٰہ" کے شروع میں مد	۲۳۷
۵۷۳	قصداً ترکِ رکوع اور ترکِ قعدہ اولیٰ کا حکم	۲۳۸
۵۷۴	امام سے پہلے رکوع یا سجدہ	۲۳۹
۵۷۵	سلام قبل الامام سے متعلق ''تذکرۃ الرشید'' اور ''تذکرۃ الخلیل'' کی عبارتوں میں تعارض	۲۴۰
۵۷۶	قعدۂ اخیرہ کے بعد ضرورۃً امام سے پہلے سلام پھیرنا	۲۴۱
۵۷۷	سلام قبل الامام	۲۴۲
۵۷۸	امام کی تبعیت کا ایک مسئلہ	۲۴۳
۵۷۹	مقتدی سے فرض کہہ کر سنت پڑھنا	۲۴۴
۵۸۰	جماعت شروع ہونے پر مسجد کے اندر سونے والا کیا کرے؟	۲۴۵

الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ

(مکروہاتِ نماز کا بیان)

۵۸۱	کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے؟	۲۴۶
۵۸۲	"کل صلوة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها"	۲۴۶

۵۸۳	کیا طاعاتِ مکروہہ کا بھی ثواب ہے؟	۶۴۸
۵۸۴	نماز میں کہنی سے آستین اتارنا	۶۵۱
۵۸۵	کہنی تک آستین چڑھا کر نماز	۶۵۱
۵۸۶	آستین چڑھا کر نماز پڑھنا	۶۵۲
۵۸۷	بٹن کھلے رہنے سے نماز کا حکم	۶۵۲
۵۸۸	آستین چڑھا کر نماز پڑھنا	۶۵۲
۵۸۹	نیم آستین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا	۶۵۳
۵۹۰	نیم آستین، کرتہ، ٹخنوں سے نیچا پائجامہ سے نماز	۶۵۴
۵۹۱	نصف آستین کی قمیص سے نماز پڑھنا	۶۵۴
۵۹۲	نماز میں گریبان کھلا رکھنا	۶۵۴
۵۹۳	کھلے گریبان سے نماز	۶۵۵
۵۹۴	بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا	۶۵۶
۵۹۵	عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے نماز کا حکم	۶۵۶
۵۹۶	نماز میں ٹوپی عمامہ سے کھلی رہنے کا حکم	۶۵۷
۵۹۷	مقتدی کا امام سے پہلے تکبیراتِ انتقال کہنا	۶۵۸
۵۹۸	امام کا رکوع میں جانے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تکبیر کہنا	۶۵۹
۵۹۹	نماز میں ٹوپی گر جائے تو اس کو اوڑھنا	۶۶۱
۶۰۰	جالی دار ٹوپی سے نماز	۶۶۲
۶۰۱	استعمالی رومال کو سر پر باندھ کر نماز پڑھنا	۶۶۳
۶۰۲	چوری کے کپڑے میں نماز کا حکم	۶۶۳
۶۰۳	سرخ کپڑے میں نماز	۶۶۴
۶۰۴	منہ ڈھانک کر نماز پڑھنا	۶۶۴
۶۰۵	پتلون پہن کر نماز	۶۶۵

۶۰۶	کوٹ پتلون کے ساتھ نماز	۶۶۶
۶۰۷	نماز میں لنگی یا پائجامہ درست کرنا	۶۶۶
۶۰۸	جوتے پہن کر نماز کا حکم	۶۶۷
۶۰۹	کمبل سے ہاتھ نکالے بغیر نماز ادا کرنا	۶۶۸
۶۱۰	گھڑی کی چین کے ساتھ نماز	۶۶۹
۶۱۱	تصویر پر سجدہ	۶۶۹
۶۱۲	مصلّٰی پر تصویر	۶۷۰
۶۱۳	خانۂ کعبہ کی تصویر والے مصلّے پر نماز	۶۷۱
۶۱۴	منقش مصلّے پر نماز	۶۷۳
۶۱۵	ایضاً	۶۷۴
۶۱۶	جس مصلّے پر بیت اللہ کی تصویر ہو، اس پر نماز پڑھنا	۶۷۴
۶۱۷	روپیہ پیسے کے ساتھ نماز کا حکم	۶۷۴
۶۱۸	تصویر یا بیڑی، سگریٹ جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا	۶۷۵
۶۱۹	ہاتھ پر تصویر گدی ہوئی ہونے کی حالت میں نماز	۶۷۶
۶۲۰	آئینہ دار مسجد میں نماز	۶۷۷
۶۲۱	آئینہ سامنے ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟	۶۷۷
۶۲۲	دیوارِ قبلہ پر نظر پڑنا	۶۷۸
۶۲۳	غیر مسلم کے معبد یا زمین میں نمازِ عید وغیرہ	۶۷۹
۶۲۴	مسجد کے لئے بنیاد کھودتے ہوئے میت کی کچھ ہڈیاں ظاہر ہوئیں، وہاں نماز کا حکم	۶۸۰
۶۲۵	قرآن مجید سجدے کے سامنے ہو	۶۸۱
۶۲۶	نمازی کے سامنے چراغ جلنا	۶۸۲
۶۲۷	چراغ سامنے رکھ کر نماز پڑھنا	۶۸۲
۶۲۸	نماز اندھیرے میں ہو یا روشنی میں؟	۶۸۳

۲۲۹ اندھیرے میں نماز پڑھنا ۲۸۶
۲۳۰ اگر امام کا چہرہ شمال یا جنوب کی طرف گھوم جائے ۲۸۵
۲۳۱ امام کا مصلی پر مقتدی کا فرش پر ہونا مکروہ ہے یا نہیں؟ ۲۸۵
۲۳۲ مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے ۲۸۶
۲۳۳ ایضاً ۲۸۷
۲۳۴ مسجد کے اندر کنویں پر نماز ۲۸۷
۲۳۵ کیا نماز کم عرض دری پر مکروہ ہے؟ ۲۸۸
۲۳۶ نجاست بقدرِ عفو کے ساتھ نماز ۲۸۸
۲۳۷ تقاضۂ ریح کے وقت نماز ۲۸۹
۲۳۸ طبعی کراہت کی وجہ سے نماز میں کراہت ۲۹۰
۲۳۹ منفرد کے لئے تکبیر کا جہر ۲۹۰
۲۴۰ منفرد کو تکبیرات بالجہر کہنا ۲۹۱

باب السترة

(سترہ کا بیان)

۲۴۱ راستہ میں بغیر سترہ کے نماز ۲۹۳
۲۴۲ کیا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟ ۲۹۳
۲۴۳ اونچائی پر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا ۲۹۵

☆ ☆ ☆

باب الإمامة

الفصل الأول فی أوصاف الإمام

(امام کے اوصاف کا بیان)

امام کے اوصاف

سوال[۲۴۹۵]: نماز پڑھانے والے میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں؟ اگر نماز پڑھانے والے سے بہتر اوصاف والا بھی کوئی مقتدی موجود ہو تو کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ازخود جا کر مصلے پر کھڑا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام، اَعلم اور اَقرأ، اَورَع ہونا چاہئے یعنی شرعی مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور متبعِ شریعت اور پابند سنت ہو(۱) ایسے شخص کو جب امام مقرر کردیا جائے۔ اور مقتدیوں میں کوئی ان اوصاف

---

(۱) "عن إسماعيل بن رجاء قال: سمعت أوس بن ضمعج يقول: سمعت أبا مسعود رضى الله تعالىٰ عنه يقول لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يؤمّ القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءةً، فإن كانت قرائتهم سواء فليؤمهم أقدمهم هجرةً، فإن كانوا فى الهجرة سواء فليؤمهم أكبرهم سناً .... ولا تؤمّنّ الرجل فى أهله ولا فى سلطانه، ولا تجلس على تكرمته فى بيته إلا أن يأذن لك أو بإذنه". (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة: ۱/۲۳۶، قديمى)

(وجامع الترمذى، أبواب الصلوة، باب من أحق بالإمامة: ۱/۵۵، سعيد)

(وسنن النسائى، كتاب الإمامة والجماعة، باب من أحق بالإمامة: ۱/۲۶، قديمى)

"والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوةً للقرأة، ثم الأورع، ثم الأسن، ثم الأحسن خلقًا، ثم الأحسن وجهًا، ثم الأشرف نسبًا، ثم الأنظف ثوبًا". (الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، ۵۵۸، سعيد)

(وكذا فى بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل فى بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/۶۲۹، دارالكتب العلمية بيروت)

میں اس سے افضل ہوتو اس کو خود مصلے پر پہونچ کر امامت کرانا بغیر اجازت امام ممنوع ہے:

"و لا یُؤَمّ (بصیغة المجهول) الرجل فی بیته و لا فی سلطانه: أی محل ولایته أو فی محل یكون فی حكمه، و لذلك كان ابن عمر رضی الله تعالى عنهما یصلی خلف الحجاج. وتحریره أن الجماعة شرعت لاجتماع المؤمنین على الطاعة و تألفهم و توادهم، فإذا أمّ الرجل الرجل فی سلطانه أفضى ذلك إلى توهین أمر السلطنة و خلع ربقة الطاعة، و كذا إذا أمه فی قومه وأهله، أدى ذلك إلى التباعد والتقاطع، فلایتقدم رجل على ذی السلطنة، لا سیما فی الأعیاد والجُمُعات، و لا على إمام الحی و رب البیت إلا بالإذن، نقله القاری من الطیبی اهـ". بذل المجهود (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

امامت کے اوصاف

سوال[۲۴۹۶]: ایک خصی آدمی کو امامت سے ہٹا کر غیر خصی کو امام بنایا گیا مگر یہ غیر خصی فجر کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا بلکہ وہ (سابق امام) خصی و دیگر خصی مقتدی (بعض مقتدی غیر خصی بھی) موجود ہوتے ہیں تو کیا عارضی طور پر فجر کی نماز یہ خصی سابق امام پڑھا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو آدمی سب نمازیوں میں زیادہ لائق ہو، طہارت ونماز کے مسائل سے زیادہ واقف ہو، متبع شریعت

---

(۱) (بذل المجهود، كتاب الصلوة، باب من أحق بالإمامة: ۱/۳۲۶، مكتبه امداديه ملتان)

"واعلم أن صاحب البیت و مثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غیره مطلقاً، إلا أن یكون معه سلطان أو قاض فیقدّم علیه لعموم ولایتهما". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، سعید)

(وكذا فی بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل فی بیان من هو أحق بالإمامة: ۱/۶۷۴، دار الكتب العلمیة بیروت)

(وكذا فی البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۶۰۷، رشیدیه)

(وكذا فی النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۲۴۰، مكتبه امدادیه ملتان)

ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو اس کو امام بنایا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۲/۹۵ھ۔

امام کس کو بنائیں؟

سوال [۴۳۹۷]: محلّہ کی مسجد امامت سے بالکل خالی ہے لیکن دو حضرات ہیں جن سے یہ خدمت لی جاتی ہے: ایک صاحب ہیں جو بظاہر وضع قطع شرعی رکھتے ہیں لیکن کچھ عیوب ہیں مثلاً چوری، غیبت، حسد، گالی گلوچ، دوسرے صاحب جو ڈاڑھی نہیں رکھتے ہیں اور پائجامہ بھی غیر شرعی ہے، ہر دو حضرات میں امامت کے لئے کون افضل و مناسب ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

دونوں کے علاوہ کسی تیسرے صالح شخص کو امام بنالیا جائے (۲)۔ بہت ہی بدقسمتی ہے کہ مسجد میں امام نہیں، سب جمع ہوکر باہمی مشورہ سے اس کا انتظام کریں (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان: ''امام کے اوصاف''۔)

(۲) ''والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنا به الفواحش الظاهرة ...... ثم الأورع: أى الأكثر اتقاءً للشبهات، والتقوى اتقاء المحرمات''. (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، سعيد)

(وكذا فى النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۲۴۰، امداديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۰۸، رشيديه)

(۳) ''عن أبى الدرداء رضى الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ...... "فعليک بالجماعة". الحديث. "عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لقد هممت أن آمر بالصلوة فتقام، ثم آمر رجلاً فيصلى بالناس، ثم انطلق معى برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة، فأحرّق عليهم بيوتهم بالنار''. فهذا وعيد على ترک الصلوة بالجماعة من غير عذر لا على ترک الصلوة''. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب فى التشديد فى ترک الجماعة: ۱/۳۱۰، امداديه)

امامت کی شرائط

سوال[۲۴۹۸]: ایک مسلمان بغیر دباغت چمڑہ کا بیوپار کرتا ہے اور بازار کا بیٹھنے والا ہے، وہ شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام صحیح العقیدہ، قرآن پاک صحیح پڑھنے والا، مسائل نماز وطہارت سے واقف، متبع سنت ہونا چاہیے(۱)۔ مردار کی کھال بغیر دباغت بیچنا اور خریدنا جائز نہیں، یہ بیع باطل ہے(۲)، ایسے کاروبار کرنے والے کو

= (والحديث أخرجه الإمام مسلم في صحيحه في كتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها ......: ۱/۲۳۲، قديمي)

"الباني للمسجد أولى بنصب الإمام والمؤذن في المختار، إلا إذا عين القوم أصلح ممن عينه الباني". (الدرالمختار، كتاب الوقف: ۴/۴۳۰، سعيد)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في أحكام المسجد، ص: ۶۱۵، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الوقف، باب في أحكام المساجد: ۵/۴۱۸، رشيديه)

"وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر، وترد شهادته، ويأثم الجيران بالسكوت عنه ...... قوله عليه الصلوة السلام: "صلوة الرجل في الجماعة تفضل على صلوته في بيته أوسوقه سبعاً وعشرين ضعفاً والله الهادي". (الحلبي الكبير، فصل في الإمامة، ص: ۵۰۹، سهيل اكيڈمي، لاهور)

(۱) الأولى بالإمامة أعلم بأحكام الصلاة ...... هذا إذا علم من القراءة قدر ماتقوم به سنة القرأة ...... ولم يطعن في دينه ...... ويجتنب الفواحش ...... اهـ". (الفتاوى العالمكيرية، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/۸۳، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۰۸، رشيديه)

(۲) "(وجلد ميتة قبل الدبغ) لو بعوض، ولو بالثمن، فباطل". (الدرالمختار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۵/۷۳، سعيد)

امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (۱)، دباغت کے بعد بیع وشراء درست ہے (۲)، دباغت کے لئے کھال کو باقاعدہ پکانا بھی ضروری نہیں بلکہ دھوپ میں یا نمک وغیرہ مسالہ لگا کر ایسا بنالینا بھی کافی ہے کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہ سکے اور خون کی رطوبت ختم ہوجائے (۳)۔ جو جانور شرعی طور پر ذبح کیا جائے اس کی کھال بغیر دباغت ہی پاک ہے (۴)۔ خنزیر کی کھال کسی طرح پاک نہیں ہوتی وہ نجس العین ہے (۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

دیوبندی عالم کی امامت

سوال [۲۴۹۹]: ایک شخص عالم دین ہے، فارغ دیوبند پابند شرع ہے امام مسجد ہے، کیا ایسا شخص امام بننے کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

دارالعلوم دیوبند کا مسلک قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع امت، فقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) "ويكره إمامة عبد و أعرابي و فاسق .... اهـ". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۱۳۴، امداديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۶۱۰، ۶۱۱، رشيديه)

(۲) "(وبعده): أي بعد الدبغ (يباع)". (الدرالمختار، كتاب البيوع، باب بيع الفاسد: ۵/۷۳، سعيد)

(۳) "(قوله: دبغ) الدباغ ما يمنع النتن والفساد، والذي يمنع على نوعين: حقيقي كالقرظ والشب والعفص ونحوه، وحكمي: كالتتريب والتشميس والإلقاء في الريح .... اهـ". (الدرالمختار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۲۰۳، سعيد)

(۴) "الحاصل أن زكاة الحيوان مطهرة لجلده، ولحمه إن كان الحيوان مأكولاً". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۲۰۵، سعيد)

(۵) "(خلا) جلد (خنزير) فلا يطهر". (الدرالمختار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۲۰۴، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الطهارات، قبيل فصل في البير: ۱/۴۰، ۴۱، شركة علمية، ملتان)

مطابق ہے، علم کلام میں اہلِ حق کے عقائد یہاں تعلیم دیئے جاتے ہیں، تصوف میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت عبد القادر جیلانی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ اجمعین کے طریقہ تربیت کو اختیار کیا جاتا ہے، یہاں کا سلسلۂ اسناد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مربوط ہے۔ اس مسلک کے آدمی کو امام بنانا اور اس کے پیچھے فریضۂ نماز کو ادا کرنا شرعاً درست اور عینِ سعادت ہے، متقی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ہدایہ میں روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ بہت بلند ہیں: "والأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرا ثم الأورع ، و قدم أبو يوسف الأقرأ" (۱)۔

یہ حدیث صحیحین میں ہے: "يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله تعالىٰ، فإن كانوا في القرأة سواء فأعلمهم بالسنة" بحر (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

مقیم کی امامت اولیٰ ہے یا مسافر کی؟

سوال [۲۵۰۰]: امامت مقیم کی اولیٰ ہے یا مسافر کی؟

الجواب حامداً ومصلياً:

مقیم کی امامت اولیٰ ہے: "الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة .... ثم المقيم على

---

(۱) (الهداية ، كتاب الصلوة، باب الإمامة : ۱/ ۱۲۱، ۱۲۳، مكتبه شركة علمية ملتان)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة : ۱/ ۶۰۷، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار ، كتاب الصلوة، باب الإمامة : ۱/ ۵۵۷، سعيد)

(۲) (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة : ۱/ ۶۰۷، رشيديه)

(وكذا في الهداية ، كتاب الصلوة، باب الإمامة : ۱/ ۱۲۲، مكتبه شركة علمية ملتان)

(وايضا في صحيح البخاري، كتاب الأذان ، باب إمامة العبد والمولىٰ: ۱/ ۹۶، قديمي)

(وسنن أبي داؤد ، كتاب الصلوة، باب من أحق بالإمامة : ۱/ ۹۳، امداديه ملتان)

(والصحيح لمسلم، كتاب المساجد ، باب من أحق بالإمامة : ۱/ ۲۳۶، قديمي)

المسافر" الدر المختار (۱) ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۰ھ۔

امامت کی تمنا

سوال [۲۵۰۱]: امامت کی خود حرص وتمنا کرنا اور کسی مسجد یا مجمع کی امامت کا خود کو مستحق قرار دینا، کیا کسی شخص کیلئے جائز ہے؟ خواہ وہ مولوی یا حافظ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

امامت کی ذمہ داری بہت اہم ہے جس کے سر پڑ جائے وہ بھی ڈرتا اور خدا سے دعا کرتا رہے کہ یا اللہ صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق دے۔ اس کی تمنا اور حرص ہرگز نہ کی جائے، سب نمازیوں کا بوجھ اٹھانا معمولی بات نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۷/۹۲ھ۔

---

(۱) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، ۵۸۸، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۰۹، رشیدیه)

(وکذا فی النهر الفائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۴۱، امدادیه ملتان)

(وکذا فی فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۳۴۹، مصطفی الحلبی بمصر)

(۲) "وعن أبی ذر رضی الله تعالی عنه، قال: قلت: یا رسول الله! ألا تستعملنی؟ قال: فضرب بیده علی منکبی، ثم قال: "یا أبا ذر! إنک ضعیف، وإنها أمانة، وإنها یوم القیامة خزی وندامة إلا من أخذها بحقها، وأدی الذی علیه فیهاه". رواه مسلم".

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "قال النووی رحمه الله تعالیٰ هذا الحدیث أصل عظیم فی اجتناب الولایة، لاسیما لمن کان فیه ضعف عن القیام بوظائفها، والخزی والندامة فی حق من لم یکن أهلاً لها، أو کان أهلاً ولم یعدل، فیخزیه الله یوم القیامة ویفضحه ویندم علی ما فرط". (مرقاة المفاتیح، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۳۶۸۲): ۷/۲۲۲، رشیدیه)

صحیح گواہی دینے والے کی امامت

سوال[۲۵۰۲]: زید اپنے محلے کی مسجد میں امام ہے، اپنی چچی ماں کے انتقال کے بعد ان کے وارثوں کے اندر کسی بات کا جھگڑا بابت جائیداد ہوا، تب زید جو محلّہ کی مسجد میں امام ہے، اس سے کسی نے کہا کہ تم بھی رشتہ دار ہو، کورٹ میں گواہی دینا ہوگی، تو زید نے کہا ٹھیک جہاں چاہو وہاں، گواہی لو مگر مجھے جو صحیح معلوم ہے گواہی دوں گا، تو بہرحال زید نے کورٹ میں جا کر یہ گواہی دی کہ مجھے اتنا ہی معلوم ہے کہ میری چچی اپنی زندگی تک اس جائیداد کو اپنے دخل کرتی رہیں اور زندگی میں کسی کو فروخت کیا یا نہیں مجھے معلوم نہیں۔

کیا امام کو کسی قسم کی گواہی کورٹ میں دینے کی اجازت شریعت میں نہیں؟ گواہی دیتے ہی اس کے پیچھے نماز درست نہیں؟ زید صرف مذکورہ بالا گواہی دینے کے بعد وہ امامت کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس قدر واقعہ معلوم ہے اس کی صحیح گواہی کورٹ میں دینے کیوجہ سے امام کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے، بلاشبہ اسکی امامت بدستور صحیح ودرست ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۲۸/۱۲/۹۲ھ۔

غیر حافظ کی امامت

سوال[۲۵۰۳]: ہم نے نماز پڑھانے کے لئے ایک امام رکھا تھا اور ان سے یہ وعدہ تھا کہ ہم حافظ

---

(۱) صحیح گواہی دینا کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس کی وجہ سے امام کی امامت متاثر ہو، بلکہ صحیح گواہی دینا ہر ایک پر لازم ہے۔

قال الله تعالى: ﴿ولا تكتموا الشهادة، ومن يكتمها فإنه آثم قلبه﴾ (سورة البقرة: ۲۸۳)

"فهو عموم في سائر الشهادات التي يلزم الشاهد إقامتها وأداءها، وهو نظير قوله تعالى: ﴿أقيموا الشهادة لله﴾ (سورة الطلاق: ۲)

"وقوله: ﴿يأيها الذين آمنوا كونوا قوّامين بالقسط شهداء لله ولو على أنفسكم﴾ (سورة النساء: ۱۳۵) فنهى الله تعالى الشاهد بهذه الآيات عن كتمان الشهادة إلى تركها يؤدي إلى تضييع الحقوق الخ". (ابن كثير: ۱/۲۹۷، دار الفيحاء دمشق)

قرآن رکھتے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں حافظ ہوں، وہ حافظ ہیں نہیں، یہ کہتے رہے کہ میں حافظ ہوں اور جب ان سے کہا کہ سناؤ گے یا نہیں، انہوں نے کہا میں حافظ نہیں۔ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر انہوں نے اتفاقیہ غلط بیانی کی کہ حافظ نہ ہونے کے باوجود کہہ دیا کہ میں حافظ ہوں، اور پھر ظاہر کر کے کہا کہ میں نے غلط کہا تھا اور توبہ کرلی کہ آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا، تو ان کے پیچھے نماز درست ہوگی (۱)، ہوسکتا ہے کہ حفظ کیا ہو مگر کچا یاد ہو کہ سنانے پر قابو نہ ہو۔ اب اگر اہلِ مسجد حافظ کو رکھنا چاہتے ہیں جو تراویح میں سنا سکے تو ان کو پورا اختیار ہے کہ وہ دوسرے امام حافظ کو تجویز کرلیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۸/ ۹۳ھ۔

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا

سوال [۲۵۰۴]: مسجد کے امام صاحب صرف نماز پڑھاتے وقت عمامہ باندھتے ہیں، کیا اس سے عمامہ کی سنت حاصل ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز بلا عمامہ کے بھی ثابت اور درست ہے، عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے اور پڑھانے میں زیادہ ثواب ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۷/ ۹۵ھ۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وإنی لغفار لمن تاب وأمن وعمل صالحاً ثم اهتدیٰ﴾ (سورة طه: ۸۲)

"عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (مشكوة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة: ۱/ ۲۰۶، قديمي)

(۲) "أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۸، ۵۵۹، سعيد)

(۳)" وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة=

امام کے لئے عمامہ

سوال[۲۵۰۵]: کیا امامت کے وقت عمامہ کا سر پر لپیٹنا لازم ہے اور اگر کوئی شخص بوقت امامت عمامہ نہ لپیٹے تو آیا اس کی نماز پڑھانا درست ہوگا یا نہیں اور عمامہ کا لپیٹنا سنت ہے یا کیا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا مستحب ہے لیکن بلا عمامہ کے بھی بلا کراہت درست ہے(۱) البتہ جس جگہ عمامہ کا اتنا رواج ہو کہ بغیر عمامہ کسی معزز مجلس میں نہ جاتے ہوں بلکہ اپنے گھر سے بھی نہ نکلتے ہوں تو ایسی جگہ بلا عمامہ نماز پڑھانا اور پڑھنا مکروہ ہے، کذا فی نفع المفتی والسائل(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

= لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلک، و كذا ما اشتهر أن المؤتم لو كان معتماً بعمامة و الإمام مكتفياً على قلنسوة يكره". (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها: ۱/۱۶۹، سعيد)

"والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص و إزار و عمامة وأما لو صلى في ثوب واحد متوشحاً به، تجوز صلاته من غير كراهة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلوة: ۱/۵۹، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة: ۱/۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل السادس في ستر العورة: ۱/۴۳، امجد اكيڈمى لاهور)

(۱) "والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص و إزار و عمامة، وأما لو صلى في ثوب واحد متوشحاً به تجوز صلاته من غير كراهة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلوة: ۱/۵۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة: ۱/۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل السادس في ستر العورة: ۱/۴۳، امجد اكيڈمى لاهور)

(۲) "وأفاد الوالد العلّام في بعض تحريراته أنه تكره الصلوة بدونها في البلاد التي عادة سكانها أنهم لا يذهبون إلى الكبراء بدون العمامة، بل و لا يخرجون من بيوتهم إلا متعممين، و أما في البلاد التي لا يعتادون فيها ذلک فلا، و قد اشتهر بين العوام أن الإمام إن كان غير متعمم، والمقتدون متعممين، =

امام کے لئے عمامہ

سوال[۲۵۰۶]: کسی مسجد کا مقررہ امام عمامہ کے ہوتے ہوئے پنج وقتہ نماز یا جمعہ ٹوپی سے پڑھاتا ہے حالانکہ جماعت میں اکثر لوگ عمامہ باندھے ہوئے ہوتے ہیں اور جماعت بھی بضد ہے کہ امام عمامہ باندھ کر نماز پڑھائے مگر امام یہ کہہ کر کہ ٹوپی پہن کر بھی نماز ہو جاتی ہے کوئی حرج نہیں ہے ٹال دیتا ہے۔ ایسی حالت میں امام اور مقتدیوں کی نماز میں کراہت پیدا ہوگی یا نماز صحیح بلا کراہت سب کی ہو جائے گی؟

الجواب حامداً و مصلياً:

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے، بلا عمامہ صرف ٹوپی سے بھی بلا کراہت جائز ہے:

"والمستحب أن يصلى الرجل فى ثلاثة أثواب: قميص وإزار و عمامة، أما لوصلى فى ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنه كإزار الميت، تجوز صلوته من غير كراهة". كبيرى، ص: ۱۹۲(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ جمادی الثانیہ/ ۵۲ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الثانیہ/ ۵۲ھ، صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ۔

عمامہ کی مقدار

سوال[۲۵۰۷]: نماز کے وقت اکثر پیش امام ٹوپی پر کوئی کپڑا یا رومال لپیٹ لیا کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والے کے ساتھ طعن و تشنیع سے پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز میں پیش امام کو عمامہ باندھنا چاہیے۔

= فصلاتهم مكروهة، و هذا أيضاً زخرف من القول لا دليل عليه، فاحفظ". (نفع المفتى والسائل من مجموعة رسائل اللكنوى، ذكر المكروهات المتفرقة: ۱۱۳/۴، إدارة القرآن كراچى)

(۱) (الحلبى الكبير، كتاب الصلوة، فروع فى الستر، ص: ۲۱۶، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثالث فى شروط الصلوة: ۵۹/۱، رشيديه)

(و كذا فى نفع المفتى والسائل من مجموعة رسائل اللكنوى، ذكر المكروهات المتفرقة: ۱۱۲/۴، إدارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچى)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة: ۴٦۸/۱، رشيديه)

یہ فعل ان کا کیسا ہے؟ اگر کپڑا ٹوپی پر لپیٹے تو کتنا لمبا ہونا چاہئے، کیا اس کے لئے کوئی قید ہے؟ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر مقتدی نصف سے زائد جماعت میں ہوں جو عمامہ باندھے ہوئے ہوں اور پیش امام ٹوپی پہنا ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔

ملا امیر علی معلم امام باڑہ، گاؤں قصابان کھنڈہ، محلّہ املی پورہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

نماز بغیر عمامہ کے بلا کراہت درست ہے (۱) تو پھر طعن و تشنیع کرنا بُرا ہے بلکہ اگر فعلِ مستحب کے ساتھ وجوب کا معاملہ کیا جائے تو اس کا ترک کرنا ضروری ہوتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں بغیر عمامہ کے کبھی کبھی نماز پڑھنا ضروری ہے (۲) اور اگر تمام مقتدی بھی عمامہ باندھے ہوئے ہوں اور امام ٹوپی پہنے ہوئے ہو تب بھی نماز میں کراہت نہیں آتی۔

"و قد اشتهر بين العوام أن الإمام إن كان غير متعمم والمقتدون متعممين، فصلاتهم مكروهة، وهذا أيضاً زخرف القول لادليل عليه". نفع المفتى والسائل، ص: ۳۷، ۳۸ (۳)۔

---

(۱) "وقد ذكروا أن المستحب أن يصلى فى قميص وإزار وعمامة و لا يكره الاكتفاء بالقلنسوة، ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلک، و كذا ما اشتهر أن المؤتم لو كان متعمماً بعمامة والإمام مكتفياً على قلنسوة، يكره". (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها: ۱/ ۱۲۹، سعيد)

"والمستحب أن يصلى الرجل فى ثلاثة أثواب: قميص و إزار و عمامة وأما لو صلى فى ثوب واحد متوشحاً به، تجوز صلاته من غير كراهة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث فى شروط الصلوة: ۱/ ۵۹، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة: ۱/ ۲۶۸، رشيديه)

(۲) "قال الطيبى فى حاشية المشكوة: أن من أصر على أمر مندوب و جعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر". (السعاية فى كشف ما فى شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة هل يجهر بالذكر أم لا: ۲/ ۲۶۳، سهيل اكيڈمى لاهور)

(۳) (نفع المفتى والسائل من مجموعة رسائل اللكنوى، ذكر المكروهات المتفرقة: ۴/ ۱۳، إدارة القرآن كراچى) =

اورٹوپی پررومال وغیرہ باندھنے سے عمامہ کی فضیلت حاصل نہ ہوگی جب تک سنت کے موافق عمامہ نہ ہو، اس کی مقدار سات ہاتھ ہے اور بعض اوقات بارہ ہاتھ عمامہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے:

"کان له صلى الله تعالى عليه وسلم عمامة قصيرة و عمامة طويلة، وإن القصيرة كانت سبعة أذرع والطويلة كانت اثنى عشرة ذراعاً، انتهى. و ظاهر كلام المدخل أن عمامته كانت سبعة أذرع مطلقاً من غير تقييد بالقصير والطويل. والله أعلم". جمع الوسائل شرح الشمائل: ۱/۲۰۷ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ جمادی الثانیہ/۵۲ھ۔
صحیح: عبد اللطیف، عفا اللہ عنہ، ۲۰/ جمادی الثانی/۵۲ھ، صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ۔

بلاعمامہ امامت

سوال[۲۵۰۸]: امام مسجد ہر نماز میں رومال باندھ کر نماز پڑھاوے مقتدی صافہ باندھے ہوں۔ یہ عمل ہر وقت پر کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

رومال باندھ کر عمامہ باندھ کر ٹوپی اوڑھ کر ہر طرح نماز پڑھانا درست ہے چاہے مقتدی نے عمامہ باندھا ہو یا رومال باندھا ہو یا ٹوپی اوڑھی ہو کوئی صورت ناجائز نہیں، البتہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں زیادہ

= (وكذا في عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها: ۱/۱۶۹، سعيد)

(۱) (جمع الوسائل في شرح الشمائل، باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۱/۲۰۷، إدارة تاليفات اشرفيه ملتان)

(وكذا في مرقات المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني تحت حديث ركانة: ۸/۱۴۷، ۱۴۸، رشيديه)

(وكذا في العرف الشذى، أبواب الصلوة، باب ما جاء في العمامة السوداء: ۱/۳۰۴، سعيد)

اور کہیں درمیان دو صفیں ہو سکنے کا مذکور ہے۔ ان تینوں چیزوں کے فاصلوں سے ایک ہی فاصلہ مراد ہے یا الگ الگ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(الف) خارجِ مسجد مثلاً میدان میں جماعت ہو تو وہاں اتنا فاصلہ مانع ہے (۱)۔

(ب) ایک ہی مراد ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۶/ ۷/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہیے؟

سوال [۲۹۴۸]: ایک لمبی چوڑی مسجد ہے جمعہ کی نماز سے پہلے تیز بارش ہونے لگی، لوگ صحنِ مسجد کو (جس میں سات آٹھ صفیں ہوتی ہیں) چھوڑ کر دو منزلہ مدرسہ میں جا کر نیچے اوپر نماز پڑھنے لگے، بیچ میں یہ جگہ

---

(۱) "والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر مایسع فیه صفین". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع فی بيان مايمنع صحة الاقتداء و ما لا يمنع: ۱/ ۸۷، رشيديه)

(وكذا فی الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۸۵، سعيد)

(وكذا فی البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۲۳۵، رشيد يه)

(۲) مفتی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مانعِ اقتداء کے لئے اتنا ہی فاصلہ کافی ہے، یہ نہیں کہ ان سب عبارات کا ایک مفہوم ہو، بلکہ آبادی میں یعنی مساجد عیدگاہ اور گھروں میں ایک راہ گذر (طریق عام) یا ایک بیل گاڑی گذر جانے کا فاصلہ ہو، تو مانعِ اقتداء ہے، اور صحراؤں اور بیابانوں میں دو صفوں کے برابر کا فاصلہ مانعِ اقتداء ہے:

"ويمنع الاقتداء تجری فيه عجلة أوتجری فيه السفن، أوخلاء فی الصحراء يسع صفين فأكثر، إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقا". (تنوير الأبصار مع الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۸۴، ۵۸۶، سعيد)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع فی بيان ما يمنع صحة الاقتداء ومالايمنع: ۱/ ۸۷، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۲۳۴، ۲۳۵، رشيديه)

خالی رہی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز جنہوں نے مدرسہ کے اوپر نیچے پڑھی ہیں، ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر دو تین صف کا فاصلہ درمیان میں خالی نہیں تو نماز ہوگئی: "يجوز اقتداء جار المسجد بإمام المسجد وهو في بيته إن لم يكن بينه وبين المسجد طريق عام، الخ". فتاویٰ عالمگیری: ۱/۴۶ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

امام اور مقتدیوں کے درمیان منبر کا فصل

سوال [۲۹۴۹]: امام کے قریب منبر ہے اور منبر کے قریب دو مقتدی نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب ۱۰، ۹/ مقتدی نماز پڑھتے ہیں، گویا کہ منبر قدرے درمیان میں ہے تو اس سے صف ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر منبر صف کے درمیان آجائے کہ کچھ مقتدی صف کی ایک جانب ہوں اور کچھ دوسری جانب ہوں تو اس کی وجہ سے صف میں خلل نہیں آتا، صف درست ہو جائے گی، مبسوط سرخسی میں ایسا ہی مذکور ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع: ۱/۸۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلوة، وأما بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع: ۱/۲۱۶، إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه كراتشي)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۲۵۲، دار المعرفة بيروت)

(۲) "والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه؛ لأنه صف في حق كل فريق وإن لم يكن طويلاً، وتخلل الأسطوانة بين الصف كتخلل متاع موضوع أو كفرجة بين الرجلين، وذلك لا يمنع صحة الاقتداء، =

امام اور مقتدیوں کے درمیان پردہ حائل ہو

سوال [۲۹۵۰]: اگر نماز باہر مسجد پڑھی جاتی ہے اور بیچ میں پردے لٹکے ہوئے ہیں تو باہر والوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کے سجدہ ورکوع وغیرہ کی اطلاع ہوتی رہے تو درست ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

صحن کا شمالی وجنوبی حصہ مسقّف بنا کر اس میں نمازیوں کا کھڑا ہونا

سوال [۲۹۵۱]: ایک مسجد جس کا صحن کافی لمبا چوڑا ہے، موسم گرما وبرسات میں نمازیوں کو صحن میں نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب اس صحن کو نقشہ مذکورہ کے اعتبار سے برآمدہ کی شکل دینا چاہتے ہیں کہ شمالی اور مشرقی حصہ تھوڑا سا برآمدہ بنا دیا جائے اور بیچ میں صحن غیر مسقّف چھوڑ دیا جائے تا کہ موسم گرما وبرسات میں لوگ دونوں برآمدوں میں نماز ادا کریں، لیکن بیچ میں صحن جو ۴۲/ فٹ ہے، وہاں مصلین کی صفیں نہ ہوا کریں گی

= ولا یوجب الکراهة". (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۴، غفاریه)

(وکذا فی رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۶، سعید)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلوة، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لایمنع: ۱/۸۷، رشیدیه)

(۱) "والحائل لایمنع الاقتداء إن لم یشتبه حال إمامه بسماع أو رؤیة". قال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "ولما فی البرهان من أنه لو كان بینهما حائط كبیر لایمكن الوصول منه إلى الإمام، ولكن لایشتبه حاله علیه بسماع أو رؤیة لانتقالاته، لا یمنع صحة الاقتداء فی الصحیح". (ردالمحتار، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۶، ۵۸۷، سعید)

(وکذا فی مبسوط للسرخسی، کتاب الصلوة، باب الحدث فی الصلوة: ۱/۳۵۰، ۳۵۱، مکتبه غفاریه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلوة، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع: ۱/۸۸، رشیدیه)

بلکہ وہ خالی جگہ رہا کرے گی۔ آیا اس صورت میں شمالی اور مشرقی جانب برآمدہ بنادیا جائے یا نہیں؟ اور اس طرح نماز میں کوئی خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح برآمدہ باہمی مشورہ کرکے حسبِ ضرورت درست ہے، اندرونی مسجد کی صفوف سے برآمدہ کی صفوف کا اتصال رہے گا، سخت دھوپ اور بارش کے وقت اگر صحن خالی رہے اور اندرونی مسجد نیز برآمدہ میں نمازی کھڑے ہوں تو بھی نماز درست ہوجائے گی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۵/ ۹۴ھ۔

صحنِ مسجد میں نماز

سوال [۲۹۵۲]: صحنِ مسجد کو اگر حکمِ مسجد میں داخل نہ مانا جائے تو کیا اس میں فرائض، تراویح باجماعت ادا کی جائے گی؟ نیز یہاں ادا کرنے میں ثواب میں تو کمی نہ ہوگی اور افضلیت کس میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی صورت میں مسجد کا ثواب نہ ملے گا اور مسجد کو معطل کرنے کا وبال مستقل ہوگا، جماعت کا ادا کرنا مسجد میں بالیقین افضل ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ ۶/ ۶۱ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، ۹/ شوال/ ۶۱ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/ شوال/ ۶۱ھ۔

---

(۱) "وفناء المسجد له حكم المسجد يجوز الاقتداء فيه وإن لم تكن الصفوف متصلةً". (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۶۳۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها، فصل كره غلق باب المسجد: ۱/ ۱۰۹، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۸۵، سعيد)

(۲) تنبیہ: "جو حصہ صحن مسجد کا غیر مسقف ہو اور موسم گرما میں اکثر اس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہے وہ داخل مسجد =

امام مسجد کا اقتداء خارجِ مسجد اور مدرسہ سے

سوال [۲۹۵۳]: مسجد اور مدرسہ کے درمیان ایک راستہ ہے، جمعہ کے روز جب نمازی زیادہ ہوجاتے ہیں تو بہت سے لوگ مدرسہ میں جمعہ ادا کرتے ہیں، جبکہ اس گلیاری میں جوتے وغیرہ پڑے رہتے ہیں، نیز مدرسہ کی چھت پر بھی لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو ان کی شرکت نماز میں ہوگی یا نہیں، یا ناجائز ہے جبکہ راستہ چھٹا ہوا ہے۔

الجواب حامداًومصلياً:

اگر یہ گلی اتنی کشادہ ہے کہ اسمیں گاڑی گذر سکتی ہے تو یہ مانع اقتداء ہے ورنہ مانع نہیں (۱)، مسجد میں جگہ

= ہوتا ہے، جملہ احکامِ مسجد اس سے متعلق ہوتے ہیں، وہ بالکل مثل مسقف کے ہے، اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب ملے گا، اس کا منہدم کرنا جائز نہیں، معتکف غیر مسقف صحن مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے، دیگر عبادات کرنے سے اعتکاف میں کوئی نقصان نہ آئے گا، فقہاء غیر مسقف حصہ کو مسجد صیفی اور مسقف حصہ کو مسجد شتوی کہتے ہیں"۔ (عزیز الفتاوی، ص: ۲۵۰، إدارة المعارف دار العلوم)

"وفناء المسجد له حكم المسجد حتى لو قام فى فناء المسجد واقتدى بالإمام، صح اقتداؤه وإن لم تكن الصفوف متصلةً ولا لمسجد ملآن". (الفتاوى العالمكيرية، الفصل الثانى فيما يكره الصلاة وما لا يكره: ۱/۱۰۹، رشيديه)

(وكذا فى الحلبى الكبير، فصل فى أحكام المسجد، ص: ۶۱۴، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى شرح الحموى على الأشباه والنظائر، باب فناء المسجد له حكم المسجد: ۱/۴۳۳، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشى)

(۱) "ويمنع من الاقتداء طريق أو نهر فيه السّفُن، أو خلاء فى الصحراء يسع صفين". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۴، ۵۸۵، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلوة الخامس فى الإمامة، الفصل الرابع فى بيان ما يمنع الاقتداء ومالا يمنع: ۱/۸۷، رشيديه)

(وكذا فى الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلوة، الفصل السادس فى الإمامة، أما بيان مايمنع الا قتداء ومالايمنع: ۱/۲۱۲، إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه كراچى)

نہ رہنے کی وجہ سے اگر باقی ماندہ نمازی مسجد کی چھت پر کھڑے ہو جائیں تو درست ہے، کذا فی الفتاوی العالمکیریة (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

جوتے اتارنے کی جگہ سے اقتدا

سوال [۲۹۵۴]: وضو کرنے کی جگہ سے ایک فٹ نیچائی پر قریب دو میٹر چوڑی جوتے اتارنے کی زمین ہے، یہاں جوتے اتارے جاتے ہیں، یہاں نل کی لائن ہے جو ایک میٹر اونچی دیوار سے ملحق ہے، یہاں بھی وضو کیا جاتا ہے۔ اس ایک میٹر اونچی دیوار کے بعد ایک جگہ جہاں موذن وغیرہ سوتے ہیں اور مسجد کا دیگر سامان رکھا رہتا ہے، یہ جگہ صحن مسجد سے قریب چار صفوں کی دوری کی مقدار پر ہے، درمیان میں جوتے اتارنے کی جگہ، دونوں جانب وضو کرنے کا مقام ہے۔ یہاں امام کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: صحنِ مسجد سے اوپر چھت پر جانے کا راستہ ہے یہ راستہ اس جگہ کے اوپر سے جہاں موذن وغیرہ سوتے ہیں مسجد کی چھت پر جاتا ہے، اس جگہ اوپر بھی چھت ہے جو کہ صحن مسجد سے ملحق ہے۔

---

(۱) "ولو قام علی سطح المسجد واقتدیٰ بإمام فی المسجد، إن کان للسطح بابٌ فی المسجد ولایشتبه علیه حال الإمام، یصح الاقتداء، وإن اشتبه علیه حال الإمام لایصح، کذافی فتاوی قاضیخان. وإن لم یکن له باب فی المسجد لکن لایشتبه علیه حال الإمام، صح الاقتداء أیضاً". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلوة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع بیان ما یمنع صحة الاقتداء ومالایمنع: ۱/۸۸، رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۶۳۴، ۶۳۵، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الصلوة، الفصل السادس فی الإمامة، أما بیان مایمنع صحة الاقتداء ومالا یمنع: ۱/۶۱۲، إدارة القرآن کراچی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جوتے اتارنے کی جگہ طریقِ عام خارجِ مسجد ہے، اس کے محض راستہ ہونے کی وجہ سے تو یہ اقتداء سے مانع نہیں، لیکن یہ جگہ مسجد نہیں، خارجِ مسجد ہے اور خارجِ مسجد بقدرِ چار صفوں کے جگہ کا خالی رہنا بھی اقتداء سے مانع ہے۔ پس اس کا انتظام کیا جائے کہ اس خالی جگہ میں تین چار مقتدی کھڑے ہوجایا کریں: ” ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیہ عجلۃ“. در مختار۔ ”ویفھم ذلک من التعبیر عنہ فی عدۃ کتب بالطریق العام، وفی التاتارخانیہ: فی مسجد الرباط، الخ“. شامی، ص: ۳۹۳(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۹/ ۷/ ۹۳ھ۔

مسجد کے درّوں میں صف بنانا

الاستفتاء [۲۹۵۵]: زید اس بات پر مُصر ہے کہ جس طرح امام کا محرابِ مسجد اور درّہائے مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اسی طرح مقتدی کا بھی درّہائے مساجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، حالانکہ کتبِ فقہ: شرح وقایہ، ہدایہ، عالمگیری، درمختار، ردالمحتار(۲) وغیرہ میں صرف امام ہی کے لئے مکروہ تنزیہی تحریر ہے مقتدی کے لئے کوئی قید

---

(۱) (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ: ۱/ ۵۸۴، ۵۸۵، سعید)

(وکذا فی الفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب الصلاۃ، الفصل السادس فی الإمامۃ، أما بیان ما یمنع صحۃ الاقتداء ومالایمنع: ۱/ ۶۱۲، إدارۃ القرآن کراچی)

(وکذا فی المبسوط، کتاب الصلوۃ، باب الحدث فی الصلوۃ: ۱/ ۳۵۱، المکتبۃ الغفاریہ کوئٹۃ)

(۲) ”وقیام الإمام فی طاق المسجد“. (شرح الوقایۃ، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ ما یکرہ فیھا: ۱/ ۱۶۸، سعید)

”ولا بأس بأن یکون مقام الإمام فی المسجد و سجودہ فی الطاق، ویکرہ أن یقوم فی الطاق“. (الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، فصل فی مکروھات الصلوۃ: ۱/ ۱۴۱، مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

”ویکرہ قیام الإمام وحدہ فی الطاق: وھو المحراب، و لا یکرہ سجودہ فیہ إذا کان قائماً خارج المحراب“. (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ: ۱/ ۱۰۸، رشیدیہ)

”و قیامہ فی المحراب لا سجودہ فیہ“. (الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیھا: ۱/ ۶۴۵، سعید)

نہیں، لیکن زید اس امر پر مُصر ہے کہ اندر کے صحن میں دو صف پوری ہوچکیں، اب جو درہائے مساجد ہیں ان میں اگر مقتدی کھڑے ہوں گے تو صفوف کے ٹکڑے ہوجائیں گے .... اور صفوف کے ٹکڑے کرنا جائز نہیں، بلکہ درہائے مساجد میں جن کے اندر ہر درّ میں قریب پانچ آدمی کھڑے ہوسکتے ہیں اس جگہ کو خالی چھوڑ کر باہر کے صحن میں کھڑا ہونا چاہیے تاکہ صف نہ ٹوٹے۔

تو کیا بقولِ زید درہائے مساجد میں مقتدیوں کا کھڑا ہونا قطعِ صفوف کا مرادف ہے اور کیا اس قدر خالی جگہ بلا وجہ چھوڑ کر صفوف میں فاصلہ کرنا جائز ہے؟ زید مکروہ کی دلیل پیش نہیں کرتا بلکہ درہائے مساجد میں مقتدیوں کے کھڑے ہوکر اقتداء کرنے کا ثبوت طلب کرتا ہے۔ مفصل برائے خدا جواب بحوالۂ کتب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔ خدا آپ کو اجر عطا فرمائے گا۔

مقیم الدین پیش امام۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر زید کو صرف اس امر کا ثبوت درکار ہے کہ بوقتِ ضرورت مقتدیوں کو درہائے مساجد میں کھڑا ہوکر پانچ آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی صفیں بنا کر پڑھنا درست ہے تو اس کا مبسوط سرخسی میں جزئیہ موجود ہے:

”والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه؛ لأنه صفٌّ في حق كل فريق و إن لم يكن طويلاً. و تخلل الأسطوانة بين الصف كتخلل متاعٍ موضوعٍ أو كفرجةٍ بين رجلين، و ذلك لا يمنع صحة الاقتداء و لا يوجب الكراهة، اهـ“. مبسوط: ۲/۳۵(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبد اللطیف۔

مسجد کے دروں میں کھڑا ہونا

سوال [۲۹۵۶]: اگر مسجد کے اندر جماعت ہورہی ہو اور باہر محراب میں جگہ خالی ہو اور باہر فرش پر بھی نمازی ہوں تو اس صورت میں نماز میں کچھ خلل تو نہیں آئے گا؟ نیز اگر درمیانِ محراب میں ایک آدمی یا دو چار آدمی کھڑے ہوجائیں تو کچھ حرج تو نہ ہوگا یعنی درمیانِ محراب میں خالی جگہ چھوڑنا اور تنہا آدمی اور دو چار آدمیوں

---

(۱) (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة: ۲/۵۴، غفاريه كوئٹه)

کا کھڑا ہونا کیسا ہے، کونسی شکل جائز اور کونسی ناجائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں محراب کو خالی چھوڑنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا اور دو چار آدمی کا صف بنا کر کھڑا ہونا بھی درست ہے، ایک آدمی کو تنہا نہیں کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۱۰/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/شوال/۵۵ھ۔

اتصالِ صفوف برائے اقتداء

سوال [۲۹۵۷]: ۱...... اگر بارش ہو اور مسجد کے صحن میں مقتدی کھڑے نہ ہوسکتے ہوں اور صحن کے پاس متصل دوسرا مکان اوپر ہو یا نیچے، وہاں کھڑے ہو کر مسجد کے امام کے پیچھے اقتدا کر کے نماز پڑھے تو صحیح ہے یا نہیں، جب کہ اتصالِ صفوف بارش کی وجہ سے نہیں؟

۲...... امام مسجد میں نماز پڑھا رہے ہوں اور مقتدی بالکل منتہائے مسجد میں ہے، اقتداء صحیح ہے یا نہیں؟

محمد بشیر رنگونی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ مسجد صغیر ہے اور اس مکان کو مسجد سے دو صفوں کی مقدار کا فصل نہیں اور امام کے انتقالات واحوال کا اشتباہ نہیں ہوتا بلکہ علم ہوتا رہتا ہے خواہ امام کی آواز سے یا مکبر کی آواز سے تو اقتداء صحیح ہے (۲) اور اگر مسجد

---

(۱) "والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه ؛لأنه صف في حق كل فريق". (المبسوط، باب الجمعة: ۲/۵۴، غفاريه كوئٹه)

"إذا اتصلت الصفوف، فيصح مطلقاً، كأن قام في الطريق ثلاثة، و كذا إثنان عند الثاني، لا واحد اتفاقاً؛ لأنه لكراهة صلاته، صار وجوده كعدمه في حق من خلفه". (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۸۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء و ما لا يمنع: ۱/۸۷، رشيديه)

(۲) "أما في البيت مع المسجد، لم يتخلل إلا الحائط، ولم يختلف المكان، وعند اتحاد المكان، يصح =

کبیر ہے جیسے مسجدِ قدس، یا دو صفوں کی مقدار کا فصل ہے، یا امام کا حال مشتبہ رہتا ہو تو اقتداء صحیح نہیں ہے، هكذا يفهم من شروط الاقتداء المذكورة فی الشامی (۱)۔

۲...... عدمِ اتصال کی صورت میں مسجدِ صغیر میں اقتداء صحیح ہوتا ہے (۲)، بہت بڑی میں صحیح نہیں جیسے قدس کہ بہت بڑی مسجد ہے، اس میں صحیح نہیں (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۲/۵۳ھ۔

=الاقتداء إذا اشتبه عليه حال الإمام اهـ".

"أقول: حاصل كلام الدرر أن اختلاف المكان مانع مطلقاً، و أما إذا اتحد، فإن حصل اشتباه منع، وإلا فلا، وما نقله عن قاضيخان صريحٌ فی ذلک". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۷، سعيد)

"و يجوز اقتداء جار المسجد بإمام المسجد وهو فی بيته إذا لم يكن بينه و بين المسجد طريق عام". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع فی بيان ما يمنع صحة الاقتداء و ما لايمنع: ۱/۸۸، رشيديه)

(۱) "و يمنع من الاقتداء طريق تجری فيه عجلة، أو نهر تجری فيه السفن، أو خلاء: أی فضاء فی الصحراء أو فی مسجد كبير جداً كمسجد القدس يسع صفين .... و الحائل لايمنع الاقتداء إن لم يشتبه حال إمام .... و لم يختلف المكان".

"والمسجد وإن كبُر لا يمنع الفاصل إلا فی الجامع القديم بخوارزم، فإن رُبعه كان على أربعة آلاف أسطوانة، و جامع القدس الشريف أعنی ما يشتمل على المساجد الثلاثة الأقصى والصخرة والبيضاء، كذا فی البزازية .... أقول: حاصل كلام الدرر أن اختلاف المكان مانع مطلقاً و أما إذا اتحد، فإن حصل اشتباه، منع، و إلا فلا". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۴، ۵۸۷، سعيد)

(وكذا فی الحلبی الكبير، شروط المحاذاة، ص: ۵۲۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) "والحائل لا يمنع الإقتداء إن لم يشتبه حال إمامه و لم يختلف المكان". وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "(قوله: كمسجد و بيت) فإن المسجد مكان واحد، و لذا لم يعتبر فيه الفصل بالخلاء، إلا إذا كان المسجد كبيراً جداً". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۸۶، سعيد)

(۳) (راجع رقم: ۱)

مسجد اور متصل حجرہ میں جماعت کی صف بنانا

سوال [۲۹۵۸]: مسجد کے دائیں جانب میں ایک کمرہ ہے اور اس کا دروازہ مسجد میں کھلا ہوا ہے اور برآمدۂ مسجد اور کمرہ کا ایک سا ہی معلوم ہوتا ہے، اگلی صف مسجد اور کمرے میں سیدھی ہوکر ایک ہی آجاتا ہے، تو اس حالت میں جماعت ہوتے ہوئے اگلی صف کمرے اور مسجد دونوں کی ایک جماعت ہوجاوے یا کہ مسجد کی جماعت پوری کرکے پھر مسجد میں ہی دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے، جب کہ نمازی اتنے ہیں کہ کمرے اور مسجد کی ایک صف پوری ہوکر شاید ہی کبھی دو چار آدمی بچے ہوں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

مسجد میں صف پوری ہوجائے تو اس کے پیچھے دوسری صف بنالی جائے (۱)، کمرے اور اس کے آگے برآمدے میں اس وقت کھڑے ہوں جب مسجد میں اور اس کے برآمدہ میں اور صحن میں جگہ نہ ہو (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "عن أنس رضي الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال: "أتمّوا الصف المقدم، ثم الذی يليه، فما كان من نقص، فليكن فی الصف المؤخر".

وقال السهارنفوری رحمه الله تعالیٰ: "عن أنس أن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال: "أتمّوا": أی أكملوا "الصف المقدم: أی الأول "ثم الذی": أی الصف الذی "يليه": أی يتصل الأول، وهو الثانی اهـ". (بذل المجهود، كتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف: ۱/۳۶۲، إمداديه ملتان)

"وخير صفوف الرجال أوّلها فی غير جنازة، ثم وثم". (الدر المختار). "(قوله: ثم وثم): أی الصف الثانی أفضل من الثالث اهـ". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۷۰، سعيد)

(وكذا فی البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۲۱۹، رشيديه)

(۲) "ولو صلی علی رفوف المسجد إن وجد فی صحنه مكاناً، كره كقيامه فی صفٍ خلف صفٍ فيه فرجة، قلت: وبالكراهة أيضاً صرح الشافعية". (الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۷۰، سعيد)

مسجد کے وضوخانہ اور استنجا خانہ کی چھت کا حکم

سوال [۲۹۵۹]: ایک مسجد ہے جس کی باہر گیٹ ہے، سامنے اس گیٹ کے اندرونی ایک طرف استنجا خانہ ہے اور دوسری طرف وضو خانہ کے اوپر اور استنجا خانہ کے اوپر کمرے ہیں، ان سب کے اوپر پوری ایک چھت ہے اور یہ چھت مسجد کے فوقانی کا برآمدہ ہو چکا ہے۔ تو اب یہ چھت مسجد کے اندر داخل ہوگئی ہے یا نہیں، جبکہ اس کے نیچے کا حصہ مسجد میں داخل نہیں ہے؟ اس چھت کے بارے میں (حالانکہ بعد میں بنائی گئی ہے) لوگوں کو خیال ہو رہا ہے کہ یہ داخل ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خارج ہے، اسی وجہ سے جماعتِ ثانی بہت سے لوگ نہیں کرتے، اور کچھ لوگ بلا کھٹک کر لیتے ہیں۔ اور مسجد پہلے سے بنی ہوئی ہے، اس کے نیچے تہ خانہ بنا کر کمرہ یا استنجا خانہ بنا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صحن کا جو حصہ نماز کے لئے تجویز کیا گیا ہے اس کے اوپر کی چھت تو مسجد ہے (۱)، لیکن وضوخانہ اور استنجا خانہ کے اوپر کی جو چھت ہے وہ شرعی مسجد نہیں، اس پر مسجد کے احکام جاری نہیں ہوں گے (۲)، اگر اتفاقیہ کبھی دو چار آدمی جماعت سے گئے، مثلاً: سفر سے ایسے وقت آئے کہ جماعت ہو چکی ہے تو ان کو وہاں جماعت کرنا ممنوع

---

(۱) "وكره الوطء فوق المسجد، وكذا البول والتغوط؛ لأن سطح المسجد له حكم المسجد حتى يصح الاقتداء بمن تحته". (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة الخ: ۲/۶۰، رشيديه)

(وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، فصل: يكره استقبال القبلة: ۱/۱۴۴، مكتبه شركت علميه، ملتان)

(۲) "وفي فتاوى الفضلي: بيتٌ فوقه بيتٌ، و هو متصل بالمسجد، يتصل صف المسجد بصف البيت الأسفل، ويصلي في البيت الأسفل في الصيف والشتاء، اختلف أهل المسجد و أرباب البيت الذين يسكنون العلو، قال الأرباب: إن ذلك ميراث لنا، فالقول قولهم". (التاتارخانية، كتاب الوقف الدعاوى، والخصومات والشهادات: ۵/۸۲۹، إدارة القرآن كراچى)

ومکروہ نہیں (۱)، لیکن اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ جو مسجد بن چکی ہے اس کے نیچے تہِ خانہ یا استنجا خانہ یا کمرہ بنانے کی اجازت نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆……☆……☆……☆……☆

---

(۱) "وعن أبی یوسف: إذا لم تکن علی الهیئة الأولی، لا تکره، وإلا تکره، وهو الصحیح. وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة، کذا فی البزازیة اهـ". (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/۳۹۵، سعید)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، فصل: أحکام المساجد: ۶۱۲، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) "و أما لو تمت المسجدیة ثم أراد البناء منع". (الدرالمختار). "وأما لو تمت المسجدیة ثم اراد هدم ذلک البناء فإنه لا یمکن من ذلک". (ردالمحتار، کتاب الوقف مطلب فی أحکام المسجد: ۴/۳۵۸، سعید)

"وإذا أراد الإنسان أن یتخذ تحت المسجد حوانیت غلة لمرمة المسجد أو فوقه لیس له ذلک کذا فی الذخیرة". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد و ما یتعلق به: ۲/۴۵۵، رشیدیه)

باب المسبوق واللاحق

(مسبوق اور لاحق کا بیان)

مسبوق کی تعریف

سوال[۲۹۶۰]: مسبوق کسے کہتے ہیں، اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص جماعت میں شروع سے شریک نہ ہو بلکہ اس کی کوئی رکعت فوت ہوگئی اسے مسبوق کہتے ہیں(۱)، اس کا حکم یہ ہے کہ امام کے فارغ ہونے کے بعد فوت شدہ نماز پوری کرے اور پہلی دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورت بھی پڑھے، شامی: ۱/۴۰۰(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) "(والمسبوق من سبقه الإمام بها [أي بركعة] أو ببعضها و هو منفرد) حتى يثنى و يتعوذ و يقرأ .... (فيما يقضيه)". (الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٥٩٦، سعيد)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل السابع فى المسبوق اهـ: ١/٩٠، رشيديه)

(وكذا فى بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، وأما بيان كيفية القضاء: ١/٥٢٣، رشيديه)

(٢) "إن المغيرة بن شعبة رضى الله تعالىٰ عنه، قال: تخلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم -فذكر هذه القصة- قال: فأتينا الناس و عبد الرحمن بن عوف يصلى بهم الصبح، فلما راى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أراد أن يتأخر، فأومى إليه أن يمضى، قال: فصليت أنا، والنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خلفه ركعةً، فلما سلّم، قام النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فصلى الركعة التى سُبق بها و لم يزد عليها شيئاً".

قال الشيخ ظفر أحمد العثمانى نور الله مرقده تحت هذا الحديث: "إن المغيرة رضى الله =

مسبوق کی نماز کا طریقہ

سوال[۲۹۶۱]: اگر کوئی شخص جماعت میں اس وقت پہنچے جب کہ امام نے دو ایک رکعت پڑھ لی ہو، تو جب یہ شخص اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ثناء، تعوذ، تسمیہ پڑھنا ہوگا یا نہیں؟

حافظ عبدالشکور زبد پورداری۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شخص ثناء، تعوذ، تسمیہ تینوں چیزیں پڑھے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسبوق کا حکم

سوال[۲۹۶۲]: جماعت ہو رہی ہے اور امام کی ایک رکعت ہوگئی دوسری رکعت میں مقتدی آ کر ملا، جو ایک رکعت مقتدی کی رہ گئی ہے وہ خالی پڑھنی چاہئے یا بھری پڑھنی چاہئے اور امام نے پہلی رکعت میں ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ اور دوسری میں ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ پڑھی امام قرآن کی ترتیب ختم کر چکا تو مقتدی کو کیا پڑھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بھری پڑھے اور ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ پڑھے(۲)۔

= تعالیٰ عنه قال: فلما سلم قام النبي صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فصلی الركعة التي سُبق بها، و لم يقل: صلی الركعة التي بقيت منه، فهو يدل علی أن مافاته: أي المسبوق هو أول صلاته، و ما أدرک مع الإمام هو آخر صلاته، و به نقول". (إعلاء السنن، أبواب الإمامة، باب المسبوق يقضي الخ: ۳۴۳/۴، إدارة القرآن كراچی)

"ويقضي أول صلاته في حق قرأة، و آخرها في حق تشهد، فمدرک رکعة من فجر يأتي بركعتين بفاتحة و سورة و تشهد بينهما، وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط، ولا يقعد قبلها". (الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۵۹۶/۱، ۵۹۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، باب الإمامة، الفصل السابع في المسبوق: ۹۱/۱، رشيديه)

(۱) (راجع للتخريج، ص: ۵۴۲، رقم الحاشية: ۱)

(۲) "إن المغيرة بن شعبة رضي الله تعالیٰ عنه، قال: تخلف رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم -فذكر =

مبسوق امام کے سجدۂ سہو کے بعد شریک ہوا

سوال [۲۹۶۳]: اگر مسبوق سجدۂ سہو کے بعد قعدہ میں شریک ہوا تو وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟ جب کہ امام بقدرِ تشہد بیٹھ کر قعدہ ادا کر چکا ہے تو اب سجدۂ سہو کے بعد جو قعدہ ہوگا وہ فرض ہوگا یا واجب؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو مسبوق امام کے سجدۂ سہو کے بعد قعدہ میں شریک ہوا اس کے ذمہ اس کی وجہ سے سجدہ سہو مستقلاً واجب نہیں ہوگا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

سجدۂ سہو کے بعد اقتداء کا حکم

سوال [۲۹۶۴]: اگر امام نے سجدہ سہو کیا اور اسکے بعد ایک شخص آ کر جماعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد وہ شخص آیا، اسی نیت اور تحریمہ سے نماز پوری کرے یا دوبارہ مستقل نیت کرکے تکبیر تحریمہ کہے؟

= هذه القصة .... والنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلفه ركعةً، فلما سلّم، قام النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فصلی الركعة التی سبق بها، ولم یزد علیها شیئاً".

"إن المغیرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: فلما سلم، قام النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم. فصلی الركعة التی سبق بها، ولم یقل: صلی الركعة التی بقیت منه، فهو یدل علی أن مافاته: أی المسبوق هو أول صلاته، و ما أدرك مع الإمام هو آخر صلاته، و به نقول". (إعلاء السنن، أبواب الإمامة، باب المسبوق یقضی الخ: ۴/۳۴۳، إدارة القرآن، كراچی)

"و منها أنه یقضی أول صلاته فی حق القرأة وآخرها فی حق التشهد حتی لو أدرك ركعةً من المغرب قضی ركعتین، و فصل بقعدة، فیكون بثلاث قعدات، وقرأ فی كل فاتحةً و سورةً". (الفتاوی العالمكیریة، كتاب الصلوة، باب الإمامة، الفصل السابع فی المسبوق الخ ۱/۹۱، رشیدیه)

(وكذا فی الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۹۶،۵۹۷، سعید)

(۱) (راجع، ص: ۵۴۵، رقم الحاشیة: ۱)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسی نیت اور تحریمہ سے نماز پوری کرے، طحطاوی، ص: ۲۵٦ (١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایضاً

سوال [۲۹٦۵]: ایک شخص فرضوں یا وتروں یا تراویح میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کے بعد آ کر شامل ہوا تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں، یا اس کو نماز لوٹانا پڑے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سجدۂ سہو کے بعد امام کا اقتدا کرنا درست ہے اس وجہ سے نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، کذا فی مراقی الفلاح، ص: ۲۷۳ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۱۰/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/شوال/۵۵ھ۔

---

(١) "(ویلزم المأموم) السجود مع الإمام (بسهو إمامه)؛ لأنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سجد وسجد القوم معه، وإن اقتدى به بعد سهوه وإن لم يدرك إلا ثانيتهما لا يقضي الأولى كما لو تركهما الإمام أو اقتدى به بعدهما لا يقضيهما.

قال الطحطاوي: "قوله (ويلزم المأموم السجود) عمّ كلامه المدرك والمسبق والاحق........ (أو اقتدى به بعدهما) بأن اقتدى به في تشهد السهو". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۴٦۴، قديمي)

"والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده" (الدرالمختار)

"(قوله: سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده) بيان للإطلاق، وشمل أيضاً ماإذا سجد الإمام واحدة، ثم اقتدى به. قال في البحر: فإنه يتابعه في الأخرى ولا يقضي قضاء الأولى كما لا يقضيهما لواقتدى بعد ما سجدهما". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۸۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ١/١۲۸، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان من يجب عليه السهو: ١/۴۲۳، رشيديه)

(۲) "(ويلزم المأمومَ) السجودُ مع الإمام (بسهو إمامه)؛ لأنه صلى الله تعالى عليه وسلم سجد وسجد=

ایضاً

سوال[۲۹۶۶]: امام پر سجدہ سہو واجب ہوا، سجدۂ سہو کے بعد اور سلام سے پہلے اگر کوئی مسبوق نیت باندھ کر امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو کیا اس کی اقتداء درست ہے؟ ہمارے یہاں بعض مفتی نے فتوی دیا کہ اقتداء درست ہے اور بعض نے کہا کہ اقتداء درست نہیں۔ صحیح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس حالت میں بھی اقتدا درست ہے: "والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده اهـ". درمختار۔ "وشمل أيضاً ما إذا سجد الإمام واحدةً ثم اقتدى به، قال في البحر: فإنه يتابعه في الأخرى، و لا يقضي الأولى، كما لا يقضيها لو اقتدى بعد ما سجدهما، اهـ". شامي، ص: ٦٩٦(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۱۴۰۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۱۴۰۱ھ۔

= القوم معه، وإن اقتدى به بعد سهوه، وإن لم يدرك إلا ثانيتهما لا يقضي الأولى كما لو تركهما الإمام أو اقتدى به بعدهما لا يقضيهما". (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۴۶۴، قديمي)

"سهو الإمام يوجب عليه و على من خلفه السجود، كذا في المحيط، و لا يشترط أن يكون مقتدياً به وقت السهو، حتى لو أدرك الإمام بعد ماسها، يلزمه أن يسجد مع الإمام تبعاً، و لو دخل معه بعد ما سجد سجدة السهو، يتابعه في الثانية و لا يقضي الأول، وإن دخل معه بعد ما سجدهما لا يقضيهما".

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۸، رشيديه)

(و كذا في رد المحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۸۳، سعيد)

"ولو أدرك الإمام بعد ما سلّم للسهو، فهذا لا يخلو من ثلاثة أوجه: أما إن أدركه قبل السجود أو في حال السجود أو بعد ما فرغ من السجود.......... وإن أدركه بعد ما فرغ من السجود، صح اقتداءه به، وليس عليه السهو بعد فراغه من صلاة نفسه الخ". (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان من يجب عليه السهو: ۱/۴۲۳، رشيديه)

(۱) (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۳، سعيد) .... =

اقتدا بعد لفظ ''السلام''

سوال[۲۹۲۷]: ایک شخص ایسے وقت آیا جب امام صاحب نے سلام پھیرنا شروع کیا، ابھی امام صاحب السلام ہی کہنے پائے تھے کہ یہ شخص شامل ہوگیا۔ کیا ایسی صورت میں اقتدا صحیح ہوگئی؟

انیس الرحمٰن نیپال۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اقتدا صحیح نہیں ہوئی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= ''(ويلزم المأموم) السجود مع الإمام (بسهو إمامه)؛ لأنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سجد وسجد القوم معه، وإن اقتدى به بعد سهوه وإن لم يدرك إلا ثانيتهما، لا يقضي الأولى كما لو تركهما الإمام، أو اقتدى به بعدهما لا يقضيهما''. (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۴۶۳، قديمي)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۸، رشيديه)

(۱) چونکہ امام کے دائیں جانب سلام پھیرنے سے نماز ختم ہوجاتی ہے تو اقتدا بھی درست نہیں ہوتی: ''(قال في التجنيس: الإمام إذا فرغ من صلاته، فلما قال: السلام، جاء رجل واقتدىٰ به قبل أن يقول: عليكم، لا يصير داخلاً في صلاته الخ''. (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة ۱/۴۶۸، سعيد)

''فلو اقتدى به بعد لفظ السلام الأول قبل عليكم، لا يصح عند العامة''. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في بيان واجب الصلوة، ص: ۲۵۱، قديمي)

''وأما حكمه فهو الخروج من الصلوة، ثم الخروج يتعلق بإحدى التسليمتين عند عامة العلماء، وقد روي عن محمد أنه قال: التسليمة الأولى للخروج والتحية، والتسليمة الثانية للتحية خاصةً''. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما الذي هو عند الخروج من الصلوة فلفظ السلام: ۱/۴۵۷، مكتبه رشيديه)

''عن علي رضي الله تعالىٰ عنه مرفوعاً: ''مفتاح الصلوة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم''. (إعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب وجوب الخروج من الصلوة والسلام الخ: ۳/۱۴۰، ادارة القرآن كراچي)

دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد امام کی اقتدا

سوال[۲۹۶۸]: امام نے دائیں جانب سلام پھیرا تھا کہ بائیں جانب سلام پھیرنے سے قبل ایک شخص نے آکر اقتدا کرلی اقتدا صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں صحیح ہوئی: ”وتنتقض قدوة بالأول قبل عليكم“. درمختار۔ ”أى بالسلام الأول، قال فى التجنيس: الإمام إذا فرغ من صلوته، فلما قال: السلام، جاء رجل واقتدىٰ به قبل أن يقول: عليكم، لا يصير داخلاً فى صلوته“. شامى: ۱/۴۳۶(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا

سوال[۲۹۶۹]: مسبوق نے آکر نیت باندھی تھی، ابھی وہ کھڑا ہی تھا، بیٹھنے نہ پایا تھا کہ امام صاحب نے سلام پھیر دیا۔ اب یہ مسبوق کیا کرے، باندھے ہوئے تحریمہ کی نماز پوری کرے یا نئے سرے سے پھر نیت باندھے اور اکیلا نماز پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مسئلہ مجھے نہیں ملا بہت جگہ تلاش کیا، ضابطہ کلیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز کے کسی فعل میں شریک نہیں ہوا، صرف تکبیر کہہ کر کھڑا ہوا، جب امام قعدہ میں ہے اور اس نے سلام پھیر دیا تو اس نے امام کے ساتھ قعدہ میں شرکت نہیں کی بلکہ امام کے سلام کی وجہ سے امام نماز سے خارج ہوگیا اور اس مسبوق نے اقتداء کی

---

(۱)(رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة ۱/۴۶۸، سعيد)

”فلو اقتدى به بعد لفظ السلام الأول قبل عليكم، لا يصح عند العامة“. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوة، فصل فى بيان واجب الصلوة، ص: ۲۵۱، قديمى)

”وأما حكمه فهو الخروج من الصلوة، ثم الخروج يتعلق بإحدى التسليمتين عند عامة العلماء، وقد روى عن محمد أنه قال: التسليمة الأولى للخروج والتحية، والتسليمة الثانية للتحية خاصةً“ (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما الذى هو عند الخروج من الصلوة فلفظ السلام: ۱/۴۵۷، رشيديه)

نیت کی ہے، سلامِ امام کی وجہ سے جو مسبوق پہلے سے شریک ہو منفرد ہو جاتا ہے، نیت اقتدا محلِ انفراد میں مفسد ہے، اس کو دوبارہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنا چاہئے۔ مگر اس کو دیگر علماء سے بھی تحقیق کر لیا جاوے، شاید کسی صاحب کے سامنے فقہی جزئیہ موجود ہو(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

اگر مسبوق قصداً امام کے ساتھ سلام پھیر دے

سوال[۲۹۷۰]: امام نے سجدۂ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرا، مسبوق نے بھی قصداً امام کے ساتھ سلام پھیر لیا، اس نے یہ سمجھا کہ سجدۂ سہو کا سلام مجھے بھی امام کے ساتھ کرنا چاہئے۔ تو ایسی صورت میں اس مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) ''جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ ادا کر لی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہو گیا، اس لئے کہ صحتِ اقتداء کے لئے تحریمہ بہ نیتِ اقتداء کہنا کافی ہے، اقتداء کی صحت صرف نیتِ اقتداء کیساتھ تکبیرِ تحریمہ کہنے سے ہو جاتی ہے، پس اگر مقتدی کے بیٹھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز ادا کرے''۔ (کفایت المفتی، کتاب الصلاة، فصل فی المسبوق واللاحق تحت عنوان: ''مسبوق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟'': ۳/۲۳۸، دار الإشاعت کراچی)

''نية المؤتم الاقتداء''. (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: ''أى الاقتداء بالإمام أو الاقتداء به فى صلاته أو الشروع فيهما أو الدخول فيهما .... وشرط النية أن تكون مقارنةً للتحريمة''. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۰، سعيد)

''(و شروط صحة الاقتداء أربعة عشر شيئاً) تقريباً (نية المقتدى المتابعة مقارنة لتحريمته)، إما مقارنة حقيقة أو حكمية كما تقدم، فينوى الصلاة والمتابعة أيضاً''. (مراقى الفلاح).

''(قوله نية المقتدى المتابعة) كأن ينوى معه الشروع فى صلاته أو الاقتداء به فيها، ولو نوى الاقتداء به لاغير الأصح أنه يجزيه و تنصرف إلى صلاة الإمام وإن لم يكن للمقتدى علم بها؛ لأنه جعل نفسه للإمام''. (حاشية الطحطاوى، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۲۹۰، قديمى)

''فإذا كبر قائماً، ينوى الشروع فى صلوة الإمام، تنقطع الأولى فى ضمن شروعه فى صلاة الإمام''. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۲/۵۲، سعيد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی نماز فاسد ہوگئی، شامی ٤٩٩/١ (١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

اگر مسبوق نے بھول کر ایک طرف سلام پھیر دیا

سوال [٢٩٧١]: مسبوق نے بھولے سے امام کے ساتھ ایک طرف سلام پھیر لیا، دوسری طرف سلام پھیرنے سے پہلے اس کو یاد آ گیا کہ میری رکعت چھوٹی ہوئی ہے۔ اب اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام نے جب داہنی طرف سلام پھیرا اور اس میں لفظ "السلام" کے "میم" پر پہونچا اگر اسی وقت مسبوق کو یاد آیا اور وہ رُک گیا تب تو اس کے ذمہ سجدۂ سہو نہیں، اگر اس کے بعد سلام پھیرا اور پھر یاد آیا تو اس کے ذمہ سجدہ سہو ہوگا، شامی: ٤٩٩/١ (٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(١) " والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً ". (الدرالمختار). "(والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود؛ لأنه لا يتابعه في السلام بل يسجد معه يتشهد، فإذا سلم الإمام، قام إلى القضاء، فإن سلم فإن كان عامداً فسدت، وإلا لا. ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه، وإن سلم بعده، لزم لكونه منفرداً، وأراد بالمعية المقارنة، و هو نادر الوقوع، كما في شرح المنية. وفيه: ولو سلم على ظن أنه عليه أن يسلم، فهو سلام عمد يمنع البناء". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ٨٢/٢، سعيد)

"ولو سلم ساهياً. قيد به؛ لأنه لو سلم مع الإمام على ظن أن عليه السلام معه، فهو سلام عمد، فتفسد، كما في البحر ". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ٥٩٩/١، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل بيان من يجب عليه السهو: ٣٢٢/١، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ١٧٦/٢، رشيديه)

(٢) (راجع، ص: ٥٥١، رقم الحاشية: ٢)

مسبوق کا بھول کر دونوں جانب سلام پھیر دینا

سوال[۲۹۷۲]: مسبوق یا منفرد بھولے سے دونوں جانب سلام پھیر دے، پھر خود بخود یاد آ جانے پر یا کسی کے یاد دلانے پر فوراً اُٹھ کر اس صورت میں کہ سینہ ہنوز قبلہ ہی کی طرف تھا اپنی بقیہ رکعت سجدۂ سہو کے ساتھ تمام کرے تو حسبِ ارشاد حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۱) اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، لیکن یہاں بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ اگر دونوں جانب سلام پھیر دے تو نماز از سرِ نو ہی پڑھنا چاہئے۔ اس صورت میں اصح قول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا حالانکہ ابھی نماز پوری نہیں ہوئی تھی، کوئی رکعت باقی تھی، پھر جب ہی قبلہ کی طرف سے سینہ پھرانے اور کسی مفسدِ نماز کے ارتکاب سے پہلے فوراً یاد آ گیا یا کسی کے یاد دلانے سے یاد آ گیا اور بقیہ نماز سجدۂ سہو کے ساتھ پوری کر لی تو نماز درست ہوگئی، یہی حکم ایک طرف سلام پھرانے کی صورت میں ہے سلام سے قطع کی نیت اس حالت میں معتبر نہیں اور ایک ہی سلام سے نماز ختم ہو جاتی ہے جب کہ وہ اپنے محل میں ہو:

”و یسجد للسهو سلامه ناوياً للقطع؛ لأن نية تغيير المشروع لغوٌ مالم يتحول عن القبلة أو يتكلم، سلّم مصلي الظهر مثلاً على رأس الركعتين توهماً إتمامها أتمها أربعاً و سجد للسهو؛ لأن السلام ساهياً لا يبطل؛ لأنه دعاء من وجه“. درمختار: ۱/۵(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۳/۹۳ھ۔

---

(۱) (فتاوی دارالعلوم دیوبند، کتاب الصلوۃ، فصل سادس: مدرک، لاحق اور مسبوق کے احکام: ۳/۲۵۲، دارالإشاعت، کراچی)

(۲) (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۹۱، سعيد)

”عن عمران بن حصين رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى ثلثاً، ثم سلم، فقال الخرباق: إنک صليت ثلثاً، فصلى بهم الركعة الباقية، ثم سلم، ثم سجد سجدتي السهو وهو جالس، ثم سلّم“. (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب وجوب سجود السهو: ۷/۱۳۲، إدارة القرآن) =

مسبوق کا امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیرنا

سوال[۲۹۷۳]: مسبوق نے بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، بعد میں یاد آیا تو کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی، ایسے شخص پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں اور اس کا کھڑا ہونا صحیح ہوا یا نہیں؟ زید کہتا ہے اگر سلام کے بعد بغیر کلام کیے ہوئے کچھ درود وغیرہ بھی پڑھ لیا تو بھی کوئی حرج نہیں پھر یاد آنے پر کھڑے ہو کر پورا کر لینے سے صحیح ہو جائے گی۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تک کوئی قول یا فعل منافیٔ صلوٰۃ نہیں کیا تو کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے اور سجدہ سہو کر لے، نماز صحیح ہو جائے گی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ۷/ ۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۶/ رجب/ ۵۶ھ۔

= ’’(ويسجد للسهو) وجوباً (وإن سلم عامداً) مريداً (للقطع)؛ لأن **مجرد نية تغيير المشروع** لا تبطله ولا تعتبر مع سلامه غير مستحق، وهو ذكر فيسجد للسهو، لبقاء حرمة الصلاة (مالم يتحول عن القبلة أو يتكلم .... (توهم) .... (مصل رباعية) فريضة (أو ثلاثية) ولو وتراً (أنه أتمها فسلم، **ثم علم** قبل إتيانه بمناف (أنه صلى ركعتين) .... (أتمها) بفعل ما تركه (وسجد للسهو)‘‘. (مراقي الفلاح)

وفي حاشية الطحطاوي: قوله: (وسجد للسهو) لما روى أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فعل كذلك في حديث ذي اليدين المتفق عليه .... وكان سلامه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على رأس الركعتين من صلاة الظهر والعصر شك من الراوي، وما قيل: إنها العشاء وهمٌ، وما حصل في ذلك من الكلام والتحول عن القبلة منسوخ؛ لأن عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه عمل في مثل هذه الحادثة بخلاف عمله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- فأعاد صلاته الخ‘‘. (كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۴۷۲، ۴۷۳، قديمي)

(۱) ’’(مصل رباعية) فريضة (أو ثلاثية) ولو وتراً (أنه أتمها فسلم، ثم علم) قبل إتيانه بمناف (أنه صلى ركعتين) أو علم أنه ترك سجدة صلبية أو تلاوية (أتمها) بفعل ما تركه (وسجد للسهو) لبقاء =

مسبوق نے سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ سلام پھیر دیا

سوال [۲۹۷۴]: ایک آدمی مسبوق ہے اور امام کو سجدۂ سہو لاحق ہوگیا، امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا ہے، مسبوق کو یہ بات یاد نہ رہی کہ میں مسبوق ہوں، یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ ان سب صورتوں میں مسبوق کی نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر بھول کر پھیرا ہو تو کس صورت میں جائز ہے اور کس میں نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مسبوق نے بھول کر سلام میں امام کا اتباع کیا ہے، تو اس سے اس کی نماز میں نقصان نہیں آیا، اگر جان کر قصداً یعنی اتباع کیا ہے، تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔

(تنبیہ) یہ یاد ہوتے ہوئے کہ میں مسبوق ہوں مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سلام پھیرنا سہو میں داخل نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۱۱/۷۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲/ ذی الحجہ/ ۷۵ھ۔

سلامِ مسبوق کے سلسلہ میں دار العلوم کے فتویٰ اور تعلیم الاسلام کی عبارت میں تطبیق

سوال [۲۹۷۵]: اس سے پہلے بندہ نے ایک استفتاء روانہ کیا تھا کہ مسبوق اگر امام کے ساتھ غلطی

= حرمة الصلوة". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۴۷۳، قديمي)

"والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً". (الدر المختار). "(قوله: والمسبوق يسجد مع إمامه الخ) قيد بالسجود؛ لأنه لا يتابعه في السلام بل يسجد معه ويتشهد ...... ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه، وإن سلم بعده، لزمه لكونه منفرداً وأراد بالمعية المقارنة، وهو نادر الوقوع، كما في شرح المنية". (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۸۲، ۸۳، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان من يجب عليه السهو: ۱/۴۲۲، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۱۷۲، رشيديه)

(۱) (راجع، ص: ۵۵۲، رقم الحاشية: ۱)

سے سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو یہ مسبوق مقتدی کب کرے، اگر ایک طرف سلام پھیر دے تب یا دونوں طرف پھیر دے تب؟

حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا کہ ''مسبوق نے اگر ایک طرف بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو یہ مسبوق جب اپنی نماز کا سلام پھیرے تو سجدۂ سہو کرے'' وجہ یہ تحریر فرمائی تھی کہ ''چونکہ واجب صرف لفظ سلام تھا آگے "علیکم ورحمۃ اللہ" کلمات زائد ہیں، تو یہ مسبوق امام کی اقتداء میں لفظ سلام تک تھا، پورا سلام امام کے ہمراہ پھیرنے سے تاخیر کی وجہ سے اس کو سجدہ سہو کرنا پڑے گا''۔ یہ فتوی شعبۂ افتاء دار العلوم سے حاصل کردہ ہے جو میرے پاس ہے، لیکن جب اس مسئلہ کو سنایا گیا تو کچھ آدمیوں نے تعلیم الاسلام کے حوالہ سے یہ بتایا کہ ایک طرف سلام اگر مسبوق سہواً امام کے ساتھ پھیر دے تو سجدہ سہو نہیں، مجھے اس مسئلہ میں چپ ہونا پڑا۔ تو مذکورہ مسئلہ کہ اگر ایک طرف سلام پھیر دے اور مسبوق پر سجدۂ سہو ہو تو کیا ثبوت ہے؟ اور مسئلہ کیا اسی طرح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تعلیم الإسلام حصہ چہارم میں یہ عبارت: ''اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے'' (۱)۔ اس میں ایک دو طرف سلام کی بحث نہیں، نہ یہ کہ پورا "السلام یعنی علیکم ورحمۃ اللہ" کہے یا فقط "السلام" کہے۔ تعلیم الاسلام، حصہ سوم (۲) میں واجبات نماز کے بیان میں ہے: ۱۲/ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا، اس میں علیکم ورحمۃ اللہ نہیں ہے۔

الحاصل جب لفظِ سلام امام نے کہا نماز سے خارج ہوگیا اور مسبوق اقتداء سے خارج ہو کر منفرد ہوگیا اور مقتدی امام کے پیچھے ہی چلتا ہے، نہ پہلے نہ بالکل ساتھ، اس لئے جب مسبوق بھول کر امام کے لفظ "السلام" کے بعد سلام پھیرے گا تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوگا (۳) دار العلوم کا فتوی تعلیم الاسلام کے خلاف نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

---

(۱) (تعلیم الإسلام، حصہ چہارم، مدرک، مسبوق، لاحق کا بیان، ص: ۱۷۵، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

(۲) (تعلیم الإسلام، حصہ سوم، واجبات نماز کا بیان، ص: ۱۲۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

(۳) "(قولہ: والمسبوق یسجد مع إمامہ) ..... فإن سلّم فإن کان عامدًا فسدت، وإلا لا، ولا سجود علیہ إن سلم سهوًا قبل الإمام أو معہ، وإن سلم بعدہ لزمہ لکونہ منفردًا حینئذٍ، بحر". (رد المحتار، باب سجود السهو: ۲/ ۸۲، ۸۳، سعید)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، فصل فی سجود السهو، ص: ۴۶۵، سهیل اکیڈمی)

مسبوق نے سجدۂ سہو کے سلام میں قصداً سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال[٢٩٧٦]: ''نظام'' کے پچھلے شمارے میں یہ فتویٰ شائع ہوا تھا کہ ''سجدہ سہو کا سلام اگر مسبوق نے قصداً امام کے ساتھ پھیرلیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوجائے گی''۔ اس پر عوام تو درکنار بعض اہل علم بھی خلجان میں پڑ گئے، لہٰذا براہ کرم عبارت محولہ تحریر فرماکر مطمئن فرمائیں۔

حمید اللہ نعمانی، کانپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

متنِ درمختار میں ہے: ''والمسبوق یسجد مع إمامه'' اس پر رد المحتار: ١/٤٩٩ میں لکھا ہے: ''قید بالسجود؛ لأنه لا یتابعه فی السلام، بل یسجد معه و یتشهد، فإذا سلم الإمام قام إلی القضاء، فإن سلّم، فإن کان عامداً، فسدت، وإلا لا''(١)۔ یہ مسئلہ بحر شرح کنز: ٢/١٠٨ (٢) اوربدائع: ١/١٧٦ (٣) میں بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسبوق کا سہواً امام کے ساتھ سلام پھیرنا

سوال[٢٩٧٧]: زید کی نماز جماعت میں مسبوق ہے اور امام کو سجدہ سہو کرنا پڑا، زید نے بھی سہواً امام کے ساتھ دائیں طرف سلام پھیر دیا اور امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا، بعد ازاں امام نے نماز ختم کردی زید نے کھڑے ہوکر اپنی بقیہ رکعت پوری کرلی۔ آیا زید کو دوبارہ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت تھی یا نماز کا اعادہ کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ بینوا توجروا فقط۔

اصغر علی، محلّہ چوہدراران، مقیم مظفرنگر، محلّہ کھالہ پار، معرفت منشی ریاض الحسن صاحب۔

---

(١) (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوة، باب سجود السهو: ٢/٨٢، سعید)

(٢) ''ثم المسبوق إنما یتابع الإمام فی السهو دون السلام .... وإن سلم فإن کان عامداً، فتفسد صلاته الخ''. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل بیان من یجب علیه السهو: ١/٤٢٢، رشیدیه)

(٣) ''ثم المسبوق إنما یتابع الإمام فی السهو لا فی السلام فیسجد معه ویتشهد، فإذا سلّم الإمام قام إلی القضاء، فإن سلم فإن کان عامداً فسدت، و إلا فلا''. (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب سجود السهو: ٢/١٧٦، رشیدیه)

الجواب حامداًومصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں زید کی نماز صحیح ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں اور ایسی حالت میں مسبوق کوامام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا تو ضروری ہے لیکن سجدۂ سہو کے لئے سلام میں امام کا اتباع ناجائز ہوتا ہے، اگر قصداً امام کے ساتھ سلام پھیریگا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوجائے گی اور سہواً پھیرتے سے فاسد نہ ہوگی اور زید نے صورتِ مسئولہ میں سہواً سلام پھیرا ہے اس لئے نماز فاسد نہیں ہوئی اور بحالتِ اقتداء سہواً سلام پھیرا ہے اور مقتدی کے سہو سے سجدہ سہولازم نہیں آتا، اس لئے بقیہ نماز پوری کرنے میں سجدہ سہولازم نہیں:

"(والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجدة؛ لأنه لا يتابع فى السلام بل يسجد معه ويتشهد، فإذا سلم الإمام، قام إلى القضاء، فإن سلم فإن كان عامداً فسدت، وإلا لا". درمختار ورد المحتار: ۷۷۷/۱، باب سجدة السهو(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، **معین مفتی** مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۵۷/۷/۲۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

مسبوق سجدہ سہو کرے، سلام نہ پھیرے

سوال[۲۹۷۸]: "ما يقول العلماء الحنفية فى مسئلة: إذا كان الإمام و عليه سجدتى السهو وخلفه مسبوق، هل يسلم مع الإمام سلام التشهد أم لا". وإن كان الثانى هل بقى اقتداءه، وإن كان الأول، فهل فرق بين تسليم العمد و النسيان، بينوا بالصواب مع صفحات الكتاب(۲)۔

الجواب حامداًومصلیاً:

"المسبوق يتبع إمامه فى سجود السهو .... لا فى السلام، وإذا سجد الإمام، سجد

---

(۱) (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۸۲/۲، سعيد)

(وكذا فى بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، بيان من يجب عليه سجود السهو: ۴۲۲/۱، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۱۷۶/۲، رشيديه)

(۲)**خلاصۂ سوال**: جب امام کے ذمہ سجدہ سہولازم ہوتو مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیریگا یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی اقتداء باقی رہے گی یا نہیں؟ اور اگر سلام پھیریگا تو سلامِ عمد و سلامِ نسیان میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

معه وهو في اقتداء حتى يقطع الإمام صلوته، فإذا قطع قام وأتم ما عليه وقضى، فإن سلّم مع الإمام فإن كان عامداً فسدت صلوته وإلا لا''. هكذا في رد المحتار: ۱/۵۲۱ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کیا تو آخر میں اس پر سجدہ سہو واجب ہے؟

سوال [۲۹۷۹]: زید کو مغرب میں دو رکعت ملی، اب امام دوسرے قعدہ میں نہیں بیٹھا بلکہ کھڑا ہوگیا، یاد آنے پر پھر بیٹھ گیا، اب امام نے قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کیا، زید کسی بھول کی وجہ سے سجدہ سہو میں شریک نہ ہوسکا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد زید نے رکعت پوری کی، اب اس کو یاد آیا کہ امام نے سجدہ سہو کیا تھا اس نے بھی سہو کا سجدہ کرکے اخیر رکعت میں سلام پھیر دیا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مسبوق کی نماز درست ہوگئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۲/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۲/۹۰ھ۔

---

(۱) (ردالمحتار، باب سجود السهو: ۲/۸۲، سعید)

"عن الحسن والمغيرة عن إبراهيم "أنهما قالا: في الرجل تفوته من صلاة الإمام ركعةٌ وقد سها فيها الإمام، فإنه يسجد مع الإمام سجدتي السهو، ثم يقضي الركعة بعد ذلك".

قال الشيخ ظفر أحمد العثماني: "قلت: فيه دلالة على وجوب السجود على المسبوق بسهو إمامه". (إعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب في بقية أحكام السهو: ۷/۱۲۸، إدارة القرآن)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل بيان من يجب عليه السهو: ۱/۴۲۲، رشيديه)

خلاصۂ جواب: مسبوق سجدہ سہو میں امام کا اتباع کرے گا سلام میں نہیں، جب امام سجدہ کرے تو وہ بھی سجدہ کرے اور مسبوق امام کے نماز ختم کرنے تک اقتدا ہی میں رہے گا، جب امام نماز پوری کرلے تو مسبوق کھڑا ہوکر اپنی بقیہ نماز پوری کرے اور مسبوق نے اگر امام کے ساتھ عمداً سلام پھیرا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

(۲) "(والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً) سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده (ثم يقضي ما فاته)". (الدرالمختار) =

مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھے یا نہیں؟

سوال[۲۹۸۰]: مسبوق قعدہ اخیرہ میں ملا تو امام کے ساتھ تشہد پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ اور تشہد اخیرہ میں درود کے بعد دعا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسبوق کو بھی امام کے قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے (۱)، تشہدِ اخیر میں بعد میں درود شریف دعاء پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۴/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

= "(قوله: ثم يقضي ما فاته) فلو لم يتابعه في السجود و قام إلى ما سبق به، فإنه يسجد في آخر صلاته استحساناً؛ لأن التحريمة متحدة، فجعل كأنها صلاة واحدة". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب سجود السهو: ۲/۸۲، ۸۳، سعيد)

"ولو قام إلى قضاء ما سبق به و لم يتابع الإمام في السهو، سجد في آخر صلاته استحساناً".

(بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل بيان من يجب عليه السهو: ۱/۴۲۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۸، رشيديه)

(۱) "قال محمد: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل سبقه الإمام بشيء من صلاته أيتشهد كلما جلس الإمام؟ قال: نعم، قال: فيرد السلام إذا سلم الإمام؟ قال: إذا فرغ من صلاته رد السلام. قال محمد: و به نأخذ، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى". (كتاب الآثار، كتاب الصلوة، باب من سبق بشيء من صلاته، ص: ۵۶، إدارة القرآن كراچی)

"(وجب متابعته) ……… (بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد) فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه". (الدرالمختار). "(قوله: فإنه لايتابعه) ……… و شمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التشهد الأول أو الأخير فحين قعد قام إمامه أو سلم، ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم".

(ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۴۹۶، سعيد)

(۲) "عن عبد الرحمن بن أبي ليلىٰ قال: لقيني كعب بن عجرة رضي الله تعالىٰ عنه فقال: ألا أهدي لک=

تشہد میں شریک ہونے والا کیا کرے؟

سوال[۲۹۸۱]: جوشخص آخری قعدہ میں شریک ہوا ہو، اس کو بھی پوری التحیات پڑھنی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

وہ بھی التحیات پوری کرکے ہی نماز پوری کرے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= هدية سمعتها من النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ فقلت: بلى، فأهدها لي، فقال: سألنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. فقلنا: يا رسول الله! كيف الصلوة عليكم أهل البيت فإن الله قد علّمنا كيف يسلم عليك؟ قال: قولوا: "أللّهمّ صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم و على آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللّهمّ بارك على محمد و على آل محمد كما باركت على إبراهيم و على آل إبراهيم إنك حميد مجيد".

قال الشيخ ظفر أحمد العثماني رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: أللّهمّ صل على محمد الخ) قال العلامة الشوكاني: استدل بذلك على وجوب الصلوة عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد التشهد ...... فالحق أن الأمر في الحديث و في سائر أحاديث الباب محمول على الندب، مواظبته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عليها تفيد السنية، فهي عندنا سنة مؤكدة يكره تركها و لا تفسد بتركها". (إعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب سنية الصلوة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الخ: ۳/۱۲۲، ۱۲۳، إدارة القرآن)

"(و) تسن (الصلوة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الجلوس الأخير فيقول مثل ما قال محمد رحمه الله تعالىٰ لمّا سئل عن كيفيتها، فقال: يقول: اللّهمّ صل ...... و يسن (الدعاء) بعد الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، لقوله عليه السلام: "إذا صلى أحدكم، فليبدأ بتحميد الله عز و جل والثناء عليه، ثم ليصل على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ثم ليدع بعد ما شاء". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، في بيان سننها، ص: ۲۸۱، ۲۸۲، قديمي)

(۱) "قال محمد: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل سبقه الإمام بشيء من صلاته أيتشهد كلّما جلس الإمام؟ قال: نعم، قال: فيرد السلام إذا سلم الإمام؟ قال: إذا فرغ من صلاته رد السلام، قال محمد: و به نأخذ، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (كتاب الآثار، كتاب الصلوة، باب من =

مسبوق تشہد سے فارغ نہیں ہوا کہ امام نے سلام پھیر دیا

سوال[۲۹۸۴]: کسے گر در جماعت داخل شدہ تشہد خواندن آغاز کند، و در آں وقت امام بسلام از نماز فارغ شود، آنکس تشہدِ اول خواندہ قیام کند یا نہ؟(۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تشہدِ اول خواندہ قیام کند، کذا فی رد المحتار (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔
صحیح: عبداللطیف، ۱۳/ ربیع الثانی /۵۶ھ۔
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= سبق بشيء من صلاته، ص: ۵۶، إدارة القرآن كراچی)

"(وجب متابعته) .... (بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد) فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه". (الدر المختار). "(قوله: فإنه لا يتابعه) .... و شمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التشهد الأول أو الأخير، فحين قعد قام إمامه أو سلم، ومقتضاه أنه يتم التشهد، ثم يقوم". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۴۹۶، سعيد)

(۱) **ترجمۂ سوال**: کسی شخص نے جماعت میں داخل ہو کر تشہد پڑھنا شروع کیا اور اسی وقت امام سلام کے ذریعہ نماز سے فارغ ہو جائے وہ شخص تشہد پڑھ کر کھڑا ہو یا نہیں؟

ترجمۂ جواب: تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ فقط

(۲) " قال محمد: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل سبقه الإمام بشيء من صلاته أيتشهد كلما جلس الإمام؟ قال: نعم، قال: فيرد السلام إذا سلم الإمام؟ قال: إذا فرغ من صلاته رد السلام، قال محمد: وبه نأخذ، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى". (كتاب الآثار، كتاب الصلوة، باب من سبق بشيء من صلاته، ص: ۵۶، إدارة القرآن كراچی)

"(وجب متابعته) .... (بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد) فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه". (الدر المختار) "(قوله: فإنه لا يتابعه) .... و شمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التشهد الأول أو الأخير، فحين قعد قام إمامه أو سلم، و مقتضاه أنه يتم التشهد، ثم يقوم". (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة ۱/۴۹۶، سعيد)

کیا مسبوق پر تشہد واجب ہے؟

سوال[۲۹۸۳]: مسبوق دوسری رکعت میں ہو، اب سوال یہ ہے کہ تشہد اس پر واجب ہے یا سنت یا مستحب ہے؟ پھر چوتھی رکعت (اس کی تیسری) میں پڑھنا کیسا ہے؟ نیز جب آخری رکعت میں مسبوق ہو تب بھی یہی سوال ہے۔ درجہ کا تعین حوالہ سے کریں، نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسبوق پر امام کے تابع ہو کر تشہد واجب ہے کیونکہ وہ بھی مقتدی ہے، سلامِ امام کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرے تو ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہوگا:

"لو سلم الإمام قبل فراغ المقتدی من التشهد يتمه؛ لأنه من الواجبات، اهـ". مراقی الفلاح، ص: ۱۸۵(۱)۔ "ويجب القعود الأول .... و يجب قرأة التشهد فيه فی الصحيح —متعلقٌ بكل من القعود و تشهده، —وهو احترازٌ عن القول بسنيتها أو سنية التشهد وحده. و يجب قرأة التشهد فی الجلوس الأخير أيضاً". وفی حاشية الطحطاوی:" فالمسبوق بثلاث فی الرباعية ثلاث قعدات .... (قوله: ويجب قراءة) فيسجد للسهو بترك بعضه ككله، اهـ". مراقی الفلاح والطحطاوی، ص: ۱۴۹، ص: ۱۵۰(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

---

(۱) (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، كتاب الصلوة، فصل فيما يفعله المقتدی بعد فراغ إمامه الخ، ص: ۳۰۹، قديمی)

(۲) (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، كتاب الصلوة، فصل فی واجبات الصلوة، ص: ۲۵۰، ۲۵۱، قديمی)

"قال محمد: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم فی رجل سبقه الإمام بشیء من صلاته أيتشهد كلما جلس الإمام؟ قال: نعم. قال: فيرد السلام إذا سلم الإمام؟ قال: إذا فرغ من صلاته رد السلام. قال محمد: و به نأخذ، و هو قول أبی حنيفة رحمه الله تعالی". (كتاب الآثار، كتاب الصلوة، باب من سبق بشیء من صلاته، ص: ۵۲، إدارة القرآن كراچی)

مسبوق کی نماز میں قرأت

سوال[۲۹۸۴]: زید عشاء کی نماز فرض میں اول رکعت کا مسبوق ہوا، بعد سلامِ امام یہ رکعت قرأت کے لحاظ سے کونسی رکعت سمجھی جائے گی یعنی قدرِ قرأت اور سورۃ کی تقدیم وتاخیر میں کیا حکم رکھے گی اور اگر اول کا حکم رکھے گی تو کیا امام کی قرأت کردہ سورۃ کو اس میں تلاوت کرنا افضل ہے یا نہیں؟ حوالہ کتب بیان فرمادیں۔

کاتب: احقر کثیر احمد جہلمی ساکن بھوچھا۔

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ رکعت اپنی قرأت کے لحاظ سے اول رکعت سمجھی جائے گی، لہذا اس پر جمیع احکام قرأت اول رکعت کے جاری ہونگے، مثلاً اس رکعت میں ثناء بھی پڑھے گا، تعوذ بھی پڑھے گا، سورہ فاتحہ بھی پڑھے گا، سورہ بھی پڑھے گا:

”و هذا من أحكام المسبوق أنه يقضي أول صلوته في حق القرأة وآخرها في حق التشهد، حتى لو أدرك ركعةً من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة، فيكون بثلاث قعدات، وقرأ في كل فاتحةً و سورةً و لو ترك القرأة في أحدهما، تفسد. و لو أدرك ركعةً من الرباعية فعليه أن يقضي ركعةً يقرأ فيها الفاتحة والسورة و يتشهد و يقضي ركعةً أخرى لذلك و لا يتشهد، و في الثالثة بالخيار، والقرأة أفضل“. هكذا في الخلاصة(۱)۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق: ۱/۹۱، رشيديه)

"إن المغيرة بن شعبة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: تخلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فذكر هذه القصة، قال: فأتينا الناس و عبد الرحمن بن عوف يصلي بهم الصبح، فلما رأى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أراد أن يتأخر فأومى إليه أن يمضي، قال: فصليت أنا، والنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خلفه ركعةً، فلماسلّم قام النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فصلى الركعة التي سُبق بها، و لم يزد عليها شيئاً“. (أبوداؤد، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۲۳، إمداديه ملتان)

قال الشيخ ظفر أحمد العثماني نور الله مرقده تحت هذا الحديث: ”إن المغيرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: فلما سلم، قام النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فصلى الركعة التي سبق بها، ولم يقل: صلى الركعة التي بقيت منه، فهو يدل على أن مافاته: أي المسبوق هو أول صلاته، و ما أدرك مع الإمام =

مسبوق اپنی بقیہ نماز میں منفرد کے حکم میں ہوتا ہے، ان دونوں باتوں کا تقاضہ ہے کہ مسبوق قدر قرأت اور ترتیب کے اعتبار سے بھی اپنی اس رکعت کو اول رکعت سمجھے اور امام کی قرأت کردہ سورت سے پہلی اور اس کے برابر بڑی سورت کی قرأت کرے اور درمیان کے فصل کا بھی خیال رکھے۔ امام کی قرأت کردہ سورۃ کو پڑھنا سورہ واحدہ کا رکعتین میں تکرار ہوگا۔

”(وههنا إنما مفرد وفيما يقضى، اهـ) إذا قرأ فى ركعة سورة فى الركعة الأخرى أو فى تلك الركعة سورة فى تلك السورة، يكره، لا بأس أن يقرأ سورةً ويعيدها فى الثانية. أفاد أنه يكره تنزيهاً، وعليه يحمل جزم القنية بلا كراهية، ويحمل فعله –عليه الصلوة والسلام– لذلك على بيان الجواز، هذا إذا لم يضطر، فإن اضطر بأن قرأ فى الأولى: ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ أعادها فى الثانية إن لم يختم (نهر)؛ لأن التكرار أهون من القرأة منكوساً (بزازيه)، وأما لو ختم القرآن فى ركعة فيأتى قريبا أنه يقرأ من البقرة“. رد المحتار (۱)۔ فقط والسلام۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ گنگوہی، مظاہر علوم سہارن پور، ۴/۲/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

= هو آخر صلاته، وبه نقول“. (إعلاء السنن، ابواب الإمامة، باب المسبوق يقضى الخ: ۴/۳۴۳، إدارة القرآن كراچى)

(وكذا فى رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۱۲، ۵۱۷، سعيد)

(۱) (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۵۴۶، سعيد)

”عن رجل من جهينة رضى الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقرأ فى الصبح: ﴿إذا زلزلت الأرض﴾ فى الركعتين كليهما، قال: فلا أدرى أنسى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أم قرأ ذلک عمداً“. رواه أبوداود، وسكت عنه هو والمنذرى، وليس فى إسناده مطعن، بل رجاله رجال الصحيح“.

قلت: .... ولكن إذا دار الأمر بين أن يكون مشروعاً أو غير مشروع، فحمل فعله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على المشروعية أولى، فثبت أن تكرير سورة فى الركعتين جائز مع كونه خلاف العادة المستمرة له –صلى الله تعالىٰ عليه وسلم– فيكون خلاف الأولى، فافهم. وهذا فى الفرض =

مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

سوال[۲۹۸۵]: جس شخص کی نماز میں کوئی رکعت رہ گئی تو:

(الف) جب امام داہنے طرف سلام پھیرتے وقت صرف لفظ سلام نکالے اسی وقت کھڑا ہو جائے؟ یا

(ب) بائیں طرف کے لفظ سلام کے وقت کھڑا ہو؟ یا

(ج) بائیں طرف کو سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو؟

ان تینوں میں سے کونسا احسن ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

طریقہ (ج) اسلم اور احسن ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۲/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۲/۹۰ھ۔

مسبوق کا دوسرے مسبوق کو دیکھ کر نماز پوری کرنا

سوال[۲۹۸۶]: دو شخص ایک ساتھ جماعت میں آکر شریک ہوئے اور دونوں مسبوق تھے، جب امام

= وحده، وأما في النوافل فلا كراهة مطلقاً". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب القرأة، باب كراهة الخ: ۴/۱۲۸، إدارة القرآن)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في المكروهات، ص: ۳۵۲، قديمي)

(۱) "(ويسجد المسبوق مع إمامه) لالتزام متابعته (ثم يقوم القضاء ما سبق به) واللاحق بعد إتمامه، وينبغي أن يمكث المسبوق بقدر ما يعلم أنه لا سهو عليه". (مراقي الفلاح).

وفي حاشية الطحطاوي: "وذلك بتسليم الإمام الثانية على الأصح أو بعدهما بشيء قليل بناءً على ما صححه في الهداية". (كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۴۶۲، قديمي)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق: ۱/۹۱، رشيديه)

نے نماز ختم کی تو دونوں اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے، لیکن ایک کو یاد تھا کہ میری کتنی نماز چھوٹی ہے دوسرے کو یاد نہیں رہا۔ تو کیا یہ جائز ہے کہ دوسرا شخص جس کو یاد نہیں اتنی ہی رکعتیں پوری کرے کہ جتنی یاد والا کرتا ہے یعنی اس کی یاد پر اعتماد کرکے اس کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کرے؟ اس طرح اس کی نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح اس کی نماز صحیح ہوجائے گی مگر اس کی اقتدا کی نیت نہ کرے بلکہ ویسے ہی جتنی رکعتیں وہ پڑھے وہ بھی پڑھ لے، طحطاوی، ص: ١٥٦ (١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تین رکعت کا مسبوق بقیہ نماز کیسے پوری کرے؟

سوال [٢٩٨٧]: زید کی عصر کے وقت تین رکعتیں چھوٹیں تو زید امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہوگا تو کتنی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور کتنی رکعتوں میں سورت نہیں ملائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب زید کو امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ہے تو سلامِ امام کے بعد وہ ایک رکعت ثناء، الحمد، سورت کے ساتھ پڑھے پھر قعدہ کرے پھر ایک رکعت الحمد اور سورت کے ساتھ، پھر ایک رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے، الحاصل بعد سلام امام دو رکعت میں سورۃ بھی پڑھے گا، ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے گا (٢)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

---

(١) "وأن لا يكون الإمام مصلياً فرضاً غير فرضه .... (و لا مسبوقاً) لشبهة اقتدائه الخ". وفي حاشية الطحطاوي: "(لشبهة اقتدائه): أي حال تحريمته، وإنما لزمته القرأة لشبهة الانفراد، نعم! إذا قضى المسبوقان ملاحظاً أحدهما الآخر ليعلم عدد ما عليه من فعله، فلا بأس به". (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ٢٩١، ٢٩٢، قديمي)

"(قوله: نعم لو نسي) حاصله أنه لو اقتدى إثنان معاً بإمام قد صلى بعض صلاته، فلما قاما إلى القضاء، نسي أحدهما عدد ما سبق به، فقضى ملاحظاً للآخر بلا اقتداء به، صح". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٩٧، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع في المسبوق واللاحق: ١/٩٢، رشيديه)

(٢) "فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة و سورة و تشهد بينهما و برابعة الرباعي بفاتحة فقط". =

مسبوق کی بقیہ نماز میں سجدۂ سہو کا حکم

سوال[۲۹۸۸]: مسبوق کو چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ملی، اپنی بقیہ دو رکعت پڑھتے ہوئے کچھ سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا بغیر سجدۂ سہو کے نماز ادا ہو جائے گی؟

الجواب حامداًو مصلياً:

امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرنے میں ایسا سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا بغیر سجدۂ سہو کے نماز ناقص رہے گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۲/۸۸ھ۔

مسبوق ولاحق سے متعلق

سوال[۲۹۸۹]: ۱...... مقیم مقتدی جب کہ مسبوق ہو، اس کے بقیہ نماز کے پوری کرنے کا جو طریقہ کتب فقہ میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی دو رکعت بلا قرأت ادا کرے اور پھر ایک رکعت مع قرأت کے ادا کرے اور یہ ترتیب بنا بر واجبیت کے ہے، کما فی شرح المنية :" و هذا على سبيل الوجوب، ولو عكس، صح وأثم" على الترتيب (۲)۔ اس میں تین باتیں دریافت طلب ہیں:

= (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة : ۱/۵۹۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق : ۱/۹۱، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، حكم المسبوق : ۱/۵۶۷، رشيديه)

(۱) "واللاحق لا يسجد لسهوه فيما يقضى، والمسبوق يسجد لسهوه فيما يقضى الصلوة". (الفتاوى العالمكيرية، الباب الثاني عشر في سجود السهو : ۱/۱۲۹، رشيديه)

"(ولو سها المسبوق فيما يقضيه سجد له): أى لسهوه أيضاً، و لا يجزيه سجوده مع الإمام".

(حاشية الطحطاوى، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص: ۲۶۴، قديمى)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة : ۱/۶۶۲، رشيديه)

(۲) "لم أجد هذه العبارة بهذا اللفظ في شرح المنية بل ذكر بلفظ : "والأصل أن اللاحق يصلي على =

اول: اگر عمداً برعکس کرے گا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ کسی واجب کو عمداً ترک کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے(۱) وہ قاعدہ یہاں پر چلے گا یا نہیں؟

دوم: بھول کر اگر عکس کردے گا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

سوم: مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد الفتاویٰ میں اس ترتیب کو بجائے واجب کے افضل بیان کیا ہے اور علت افضلیت کی ابتلائے عام کو قرار دیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بلکہ لکھے پڑھے بھی اس مسئلے سے واقف نہیں۔ ترتیب کو واجب قرار دے کر لوگوں کو حرج میں ڈالنا ہے اور قاعدہ فقہاء کا بیان کیا ہے: "ما ضاق أمر إلا اتسع". امداد الفتاوی: ۱/۵۲۵ (۲) لیکن مولانا نے بیان کیا ہے کہ "یہ میرا قیاس ہے، دوسرے علماء سے مزید اس کی تحقیق کرلی جائے"۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ مفصل بیان کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

۲...... جن چیزوں میں امام کی متابعت واجب ہے اگر کوئی شخص عمداً متابعت نہ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی اور دلیل میں غایۃ وغیرہ کا یہ جزئیہ پیش کرتا ہے: "إنما تفسد بمخالفته في الفروض". غاية الأوطار، ص: ۲۱۷، باب صفة الصلوة (۳) اور دوسرا جزئیہ یہ پیش کرتا ہے: "حتى لم يدرك الركوع تجب المتابعة في السجدتين وإن لم تحسبا له، ولا تفسد

= ترتيب صلوة إمامه .... وهذا على سبيل الوجوب دون الافتراض الخ". (الحلبي الكبير، كتاب الصلوة، فصل في سجود السهو، فروع من سبق بركعة، ص: ۴۷۰، سهيل اكيڈمی)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۲، سعيد)

(۱) واضح رہے کہ عمداً ترکِ واجب سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ واجب الاعادہ ہے، اعادہ نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوگا: "(ولها واجبات) لا تفسد بتركها، وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقاً". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۴۵۶، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۱۵، رشيديه)

(۲) (إمداد الفتاوى، كتاب الصلاة، أحكام المسبوق واللاحق: ۱/۳۴۹، مكتبه دار العلوم كراچی)

(۳) (غاية الأوطار ترجمہ اردو در مختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلوة: ۱/۲۳۸، سعيد)

بترکها”. غاية الأوطار: ۱/۳۳۲، باب إدراك الفريضة(۱) ۔ اور اس میں جیسے کہ مسبوق کا مابقیہ کے واسطے کھڑا ہوجانا امام کے سلام سے پہلے بعد بیٹھنے بقدر تشہد کے آپ بیان فرمادیں، ہمارے ذہن میں تو اب تک یہ بھی نہیں کہ ترکِ واجب سے عمداً نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...... کتبِ فقہیہ کی اصل عبارت سے مسبوق لاحق کی باقی نماز میں ترتیب کا وجوب سمجھ میں آتا ہے(۲) لیکن ابتلائے عام اور نشرِ جہل کی بناپر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد الفتاویٰ میں استنباط فرماتے ہوئے جو استحباب کا حکم فرمایا ہے وہی اوسع اور ارفق للزمان ہے اور جب بر بنائے قولِ ثانی وجوب باقی نہ رہا تو عمداً ترک سے بھی اعادہ واجب نہ ہوگا، هو التوسع، اور اعادہ میں احتیاط ہے هو التورع۔ اسی طرح سہواً ترکِ ترتیب سے وجوبِ سجدہ سہو میں یہی تفصیل ہے(۳)۔

۲...... متابعت امام جیسا کہ فرائض میں واجب ہے اسی طرح واجبات میں بھی ضروری ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ: ”ولها واجبات .... وإنصات المقتدي ومتابعة الإمام“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ”والحاصل أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة“. آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: قال ابن عابدين: ”ثم ذكر ما حاصله أنه تجب متابعة الإمام في الواجبات فعلاً كذا تركاً“.

---

(۱) غاية الأوطار ترجمہ اردو در مختار كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۱/۳۷۴، سعيد)

(۲) ”واعلم أن المدرك من صلاها كاملةً مع الإمام واللاحق من فاتته) .... ومقيم ائتم بمسافر“. (الدرالمختار). ”(قوله: ”ومقيم الخ): أي فهو لاحق بالنظرين للأخيرتين، وقد يكون مسبوقاً أيضاً كما إذا فاته أول صلاة إمامه المسافر“. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۴، سعيد)

”والأصل أن اللاحق يصلي على ترتيب صلوة إمامه ...... وهذا على سبيل الوجوب دون الافتراض“. (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، فروع من سبق بركعة، ص: ۴۷۰، سهيل اكيڈمی، لاهور)

(۳) (إمداد الفتاوى، كتاب الصلاة، أحكام المسبوق واللاحق: ۱/۳۴۹، مكتبه دار العلوم، كراچی)

اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاویٰ ۳/۳۸۶ میں ”القول السافر عن حكم المسبوق خلف المسافر“)

شامی: ١/ ٤٣٩ (١)۔ البتہ متابعت کی مختلف صورتیں ہیں: ایک مقارنت مع الإمام، ایک مقارنت لابتداء إمامہ مع المشارکۃ فی باقیہ، ان میں سے کوئی ایک متابعت اپنے اپنے موقع پر کافی ہوگی۔

"والحاصل أن المتابعة فی ذاتها ثلاثة أنواع: مقارنة لفعل الإمام مثل أن يقارن إحرامه لإحرام إمامه، وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه، ويدخل فيها ما لو ركع قبل إمامه ودام حتى أدركه إمامه فيه ومعاقبة لابتداء فعل إمامه مع المشاركة فی باقية، ومتراخية عنه، فمطلق المتابعة الشامل لهذه الأنواع الثلاثة يكون فرضاً فی الفرض وواجباً فی الواجب وسنةً فی السنة عند عدم المعارض". شامی: ١/ ٤٣٩، ٤٤٠ مطابق: ٣١٧، طبع نعمانية (٢)۔

لہذا زید کا استدلال غایۃ الاوطار کی عبارت "متى لم يدرك الركوع الخ" سے درست نہیں، کیونکہ اس میں متابعت کی نوعِ ثالث یعنی متابعت موجود ہے کیونکہ امام کے بعد وہ ان رکوع وسجود کو ادا کرے گا۔ نیز چوں کہ اس کا یہ رکوع معتبر نہ ہوگا، اس لئے ترکِ سجدہ سے فساد لازم آئے گا:

"ولا تفسد بتركهما: أی السجدتين؛ لأن وجوب الإتيان بهما إنما هو لوجوب متابعة الإمام لئلا يكون مخالفاً له كما تجب متابعة المسبوق فی القعدة وإن لم تكن على ترتيب صلوته، وإلا فهاتان السجدتان ليستا بعض الركعة التی فاتته؛ لأن السجود لا يصح الأمر تباً على ركوع الصحيح، ولذا لزمه الإتيان بركعة تامة" شامی: ١/ ٦٧٥ (٣)۔

---

(١) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۴۷۰، سعيد)

(٢) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۴۷۱ سعيد)

"عن أبی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه "أن رسول الله صلی الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "إنما جُعل الإمام ليؤتم به، فلا تختلفوا عليه، فإذا كبر فكبروا، وإذا ركع فاركعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: اللهم ربنا لک الحمد، وإذا سجد فاسجدوا". الحديث.

"فنقول: إن قوله صلی الله تعالىٰ عليه وسلم، إنما جعل الإمام ليؤتم به يدل على وجوب مطلق المتابعة الشامل للمقارنة والمعاقبة والتراخی مع ما انضم به من النهی عن الاختلاف والمسابقة على الإمام وما ورد من الوعيد على ذلک". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب وجوب متابعة الإمام: ۴/ ۲۹۰، ۲۹۱، إدارة القرآن)

(٣) (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة: ۲/ ۲۱، سعيد) .... =

اور اس مسبوق کے مسئلہ سے بھی استدلال صحیح نہیں: "لأن القعدة وإن كانت فرضاً، لكنه يأتي بها في آخر صلوته التي يقضيها بعد سلام إمامه، فقد وجدت المتابعة المتراخية، فلذا صحت صلوته" شامی: ١/٤٤٠(١)۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/ ۸۸ھ۔

مسبوق ولاحق کس طرح سجدۂ سہو کرے؟

سوال[٢٩٩٠]: اگر مسبوق وضو ٹوٹ جانے کی بناء پر لاحق ہو جائے اور اس وقت امام سجدۂ سہو کرے اور لاحق بعد امام رکعت فائتہ ادا کر رہا ہوتو اس کو بھی کوئی ایسا امر پیش آ جائے جس سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے تو یہ شخص دو سجدہ سہو کرے یا ایک ہی سے کام چل جائے گا اس کو کفایت کرے گا؟

الجواب حامداً مصلياً:

صورتِ مسئولہ میں یہ مسبوق لاحق ایک ہی دفعہ سجدۂ سہو کرے، في الدر المختار على هامش ردالمحتار: "والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً .... ثم يقضي ما فاته ولو سها فيه سجد ثانياً اهـ". وفي رد المحتار: ١/٦٩٦: (قوله: ولو سها فيه) أي فيما يقضيه بعد فراغ الإمام يسجد ثانياً؛ لأنه منفردٌ فيه، والمنفرد يسجد لسهوه، وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهوه، ثم سها، وهو أيضاً كفته سجدتان عن السهوين؛ لأن السجود لايتكرر، الخ" (٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/٦/ ۸۹ھ۔

= "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إذا جئتم إلى الصلاة ونحن سجود، فاسجدوا ولا تعدوها شيئاً، ومن أدرك الركعة فقد أدرك الصلاة". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، أبواب الإمامة، باب إدراك الركعة بإدراك الركوع: ٤/٣٠١، إدارة القرآن)

(١) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ١/٤٧٠، سعيد)

(٢) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٢/٨٢، ٨٣، سعيد)

"ولنا حديث ثوبان رضي الله تعالىٰ عنه عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: لكل =

لاحق کی قرأت کا حکم

سوال[۲۹۹۱]: ۱...... امام مسافر نے ظہر کی دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا، اگر کسی نے قرأت کی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کیسی؟ امامت مقیم کی اولیٰ ہے یا مسافر کی؟

لاحق تسمیع کہے یا تحمید؟

سوال[۲۹۹۲]: ۲...... مقتدی مقیم بعد سلامِ امام مسافر باقی رکعتیں جو اپنی پڑھے گا ان میں تسمیع پڑھے گا یا تحمید یا دونوں؟

الجواب حامداً مصلیاً:

۱...... امام مسافر جب دو رکعت پر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی اپنی دو رکعت بغیر قرأت کے پوری کرے، اگر قرأت کی تو کراہت کا ارتکاب کیا، کیونکہ وہ بحکم مقتدی ہے اور مقتدی کا قرأت کرنا مکروہ ہے۔ مقیم کی امامت اولیٰ ہے:

"إذا صلى المسافر بالمقيم ركعتين، سلّم، و أتم المقيمون صلوتهم؛ لأن المقتدى ألزم الموافقة فى الركعتين فينفرد فى الباقى كالمسبوق، إلا أنه لا يقرأ فى الأصح؛ لأنه مقتدى تحريمة لا قولاً والفرض مؤدى"، بحر: ۲/۱۳۵(۱)۔

=سهو سجدتان بعد السلام .... و لأن سجود السهو أخّر عن محل النقصان بالإجماع، وإنما كان لمعنى، ذلک المعنى يقتضى التأخير عن السلام و هو أنه لو أداه هناک ثم سها مرةً ثانيةً و ثالثةً و رابعةً، يحتاج إلى أدائه فى كل محل، و تكرار سجود السهو فى صلاة واحدة غير مشروع، فأخر إلى وقت السلام احترازاً عن التكرار، فينبغى أن يؤخر أيضاً عن السلام حتى أنه لو سها عن السهو لا يلزمه أُخرى فيؤدى إلى التكرار". (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل فى بيان محل السجود: ۱/۴۱۶، ۴۱۷، رشيديه)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو: ۱/۱۳۰، رشيديه)

(۱) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۲/۲۳۸، رشيديه)

"وصح اقتداء المقيم بالمسافر فى الوقت و بعده، فإذا قام المقيم (إلى الاتمام لا يقرأ) و لا يسجد للسهو (فى الأصح)؛ لأنه كاللاحق". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۲/۱۲۹، سعيد) ...... =

"والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة .... وثم المقيم على المسافر". درمختار(۱)۔

۲.....صریح جزئیہ نہیں دیکھا، حکماً مقتدی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ تحمید پر کفایت کرے اور مسبوق ہونے کا تقاضہ ہے کہ جمع کرے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۰ھ۔

امام کی پانچویں رکعت میں اقتداء

سوال[۲۹۹۳]: اگر امام بھول کر چار رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا، پانچویں رکعت میں ایک شخص شریک ہوگیا تو وہ شخص کیسے اور کتنی رکعت ادا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ بہ نیتِ فرض شریک ہوا ہے اس کی شرکت درست نہیں، اس کو ایسے امام کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہئے، شامی: ۱/۵۰۳(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

= (وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، بيان اقتداء المقيم لمسافر: ۱/۲۷۷، رشيديه)

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، ۵۵۸، سعيد)

"واختلف في المسافر مع المقيم قيل: هما سواء، وقيل: المقيم أولى، و ينبغي ترجيحه كما لا يخفى". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۰۹، رشيديه)

(۲) "لاحق فوت شدہ نماز مع سنن وآداب ادا کرے"۔ (احسن الفتاوی: ۳/۳۸۴، سعید)

(۳) "عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "إنما جُعل الإمام ليؤتم به .... فلا تختلفوا عليه".

قال الشيخ ظفر أحمد العثماني قدّس سره: "قلت: احتج به أصحابنا على المنع من اقتداء المفترض بالمتنفل، قالوا: واختلاف النية داخل في ذلك". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب جواز النافلة خلف المفترض و عدم جواز عكسه: ۴/۲۵۷، إدارة القرآن)

"لو اقتدى به مفترض في قيام الخامسة بعد القعود و قدر التشهد، لم يصح". (ردالمحتار، =

نمازِ فجر کے بعد روزانہ کتاب سنانا جب کہ نماز میں مسبوق بھی ہوں

سوال[۲۹۹۴]: بعد نمازِ صبح دعا سے قبل یا بعد مصلی پر بیٹھ کر روزانہ کوئی دینی کتاب نمازیوں کو سنانا یا جب کہ تلاوت کرنے والوں اور وظیفہ والوں اور مسبوق و لاحق کو پریشانی ہو، شرعاً کیسا ہے؟ یہاں دونوں خیال کے آدمی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسلمانوں میں عامۃً دین سے بے رغبتی اور بے عملی ہے، اس کے دور کرنے کے لئے دینی معتبر کتاب کا سنانا بہت مفید ہے۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھیں (۱)، اگر کوئی شخص مسبوق یا لاحق ہوجاوے تو وہ اپنی نماز پوری کرے اس کے بعد کتاب سنائی جائے۔ جن کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہو وہ دوسرے وقت بھی کرسکتے ہیں، لیکن نمازیوں کا مجمع پھر بغیر نماز کے جمع نہیں ہوگا۔ اگر دوسرے وقت تلاوت نہ کرسکتا ہو تو دوسری جگہ یا ایک طرف کو آہستہ بھی تلاوت کرسکتے ہیں۔ اس طرح سب کے اتفاق کے ساتھ مشورہ سے کام ہوجائے گا اور انشاء اللہ خیر و برکت بھی ہوگی۔

اتنی بات صحیح ہے کہ پابندی کے ساتھ کتاب سنانا اور روزانہ وعظ فرمانا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس کو سنتِ مستمرہ تصور نہ کیا جائے، بلکہ یہ ایسا ہے جیسے مدارس میں تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے کہ وہاں روزانہ تعلیم کی جاتی ہے، یا اسپتال میں داخل شدہ آدمی کو روزانہ دوا دی جاتی ہے کہ یہ ضرورت کی

= کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو: ۸۸/۲، سعید)

"إذا قعد في الرابعة قدر التشهد، وقام إلى الخامسة ساهياً، و اقتدى به رجل، لا يصح اقتداؤه ولو عاد إلى القعدة؛ لأنه لما قام إلى الخامسة فقد شرع في النفل، فكان إقتداء المفترض بالمتنفل، و لو لم يقعد مقدار التشهد، صح اقتداؤه؛ لأنه لم يخرج من الفرض قبل أن يقيدها بسجدة". (البحر الرائق، باب سجود السهو: ۸۶/۳، رشیدیه)

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم: "صلوة الجماعة تفضل على صلوة الرجل وحده بسبع وعشرين درجةً". (جامع الترمذی، کتاب الصلوة، باب ماجاء في فضل الجماعة: ۵۲/۱، سعید)

بناء پر ہے، محض امرِ تعبدی نفل روزہ کی طرح نہیں، جس قدر ضرورت ہو اس کو اختیار کیا جائے (۱)۔ اگر اس طرح نمازی متفق نہ ہوں اور وہ ضد میں آکر کتاب سنانے کے وقت زور سے تلاوت شروع کردیں (گو مخلصین سے اس کی توقع نہیں) تو پھر مجبوراً مسجد کے کسی الگ کونے میں ہلکی آواز سے کتاب سنائی جاوے تاکہ دونوں آوازوں میں تصادم پیدا نہ ہو، یا اگر اس پر متفق ہوجائیں کہ ہفتہ میں ایک دن یا دو دن کتاب سنائی جایا کرے تو اسی کو اختیار کرلیں۔ غرض نزاع نہ کریں، قرآن پاک میں ہے: ﴿ولا تنازعوا﴾ الآیة (۲)۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد الفجر مصلی پر تشریف فرما رہتے، کبھی لوگوں سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے کبھی اپنا خواب بیان فرماتے (۳)، کبھی مختلف قسم کی گفتگو فرماتے رہتے، یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت کا ذکر شروع ہوگیا اور کسی نے اس دور کے اشعار سنائے تو ایک مجلس میں سو سو اشعار کی نوبت آئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

---

(۱) "عن شقیق قال: کان عبداللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس، فقال له رجل: یا أبا عبدالرحمن! لوددت أنک ذکرتنا فی کل یوم، قال: أما أنه یمنعنی من ذلک أنی أکره أن أملکم، وإنی أتخولکم بالموعظة کما کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یتخولنا بها مخافة السامة".

قال القاری رحمه الله تعالیٰ: "قال ابن الملک: أی یعظنا یوماً دون یوم، ووقتاً دون وقت. ویروی بالحاء المهملة أیضاً: أی یتأمل أحوالنا التی ننشط فیها للموعظة فیعظنا فیها، وکذلک یفعل المشایخ و الوعاظ فی تربیة المریدین". (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب العلم، الفصل الأول: ۱/ ۴۶۱، ۴۶۲، رشیدیه)

(۲) (سورة الأنفال: ۴۶)

(۳) "عن سمرة بن جندب قال: کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم إذا صلی، أقبل علینا بوجهه، فقال: "من رای منکم اللیلة رؤیا"؟ قال: فإن رای أحد قصها، فیقول: "ماشاء الله"، فسألنا یوماً فقال: "هل رای منکم أحد رؤیا"؟ قلنا: لا، قال: "لکنی رأیت اللیلة رجلین". (إلی آخر الحدیث) (مشکوة المصابیح، کتاب الرؤیا، الفصل الأول، ص: ۳۹۵، ۳۹۶، قدیمی)

باب الحدث فی الصلوۃ

(نماز میں حدث لاحق ہونے کا بیان)

لحوقِ حدث سے بناء کا حکم

سوال[۲۹۹۵]: مقتدی کو نماز میں حدثِ اصغر ہو جائے تو وضو کرے یا نہیں؟ اگر وضو کرنے جائے تو کتنی دور جا سکتا ہے؟ اور اسی نیت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو فوت شدہ کو کس وقت پڑھے؟ غرضیکہ بناء کے متعلق جملہ صورتیں ارشاد فرمائی جائیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر نماز میں کسی کو بلا قصد حدث اصغر غیر اختیاری لاحق ہو جائے تو شرعاً اس کو اجازت ہے؟ کہ وہ فوراً خاموش چلا جائے اور جس قدر قریب پانی ہو اس سے وضو کر کے دوبارہ اپنی جگہ آ جائے اور اسی پر بناء کرے اور جس میں حدث ہوا تھا اس کا اعادہ کرے(۱)۔ اگر یہ نمازی مقتدی تھا اور امام اتنے میں نماز سے فارغ ہو چکا تو اس کو اختیار ہے خواہ پہلی جگہ لوٹ آئے خواہ وضو کی جگہ ہی پڑھ لے اور اگر فارغ نہیں ہوا تو پہلی جگہ لوٹ آئے اور اتنی دیر میں امام نے جس قدر نماز پڑھی ہے اس کے اعتبار سے یہ مقتدی لاحق ہے۔ پس اگر یہ چھوٹی ہوئی نماز کو پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے تب تو اس کو بلا قرأت مقتدی کی طرح پڑھ کر امام کے ساتھ شریک

---

(۱) "عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من أصابه قیء أو رعاف أو قلس أو مذی، فلینصرف فلیتوضأ، ثم لیبن علی صلوته، وهو فی ذلک لایتکلم". (سنن ابن ماجة، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی البناء علی الصلوة، ص: ۸۵، قدیمی)

"محمد قال: أخبرنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراهیم أنه قال: یجزئه، والاستیناف أحب إلیّ. قال محمد: و بقول إبراهیم نأخذ ذلک یجزئ، فإن تکلم واستقبل فهو أفضل، وهو قول أبی حنیفة". (کتاب الآثار، کتاب الصلوة، باب الرعاف فی الصلوة والحدث، ص: ۲۹، إدارة القرآن)

ہوجائے، پہلے امام کے ساتھ شریک ہوجائے اور فراغتِ امام کے بعد چھوٹی ہوئی نماز بلاقرأت پڑھ لے۔

اگر وہ شخص جس کو حدث لاحق ہوگیا امام تھا تو کسی مدرک کو اپنا خلیفہ بنادے اور رکعات کی مقدار انگلی کے اشارہ سے بتائے، رکوع کے لئے گھٹنے اور سجدہ کے لئے پیشانی اور زبان پر اور سجدہ سہو کے لئے سینہ پر ہاتھ سے اشارہ کرے اور پھر بطریقِ مذکور وضو کرکے جماعت میں شریک ہوجائے اور نماز پوری کرے، لیکن استیناف بہرحال افضل ہے کیوں کہ جوازِ بناء کے لئے تیرہ شرطیں ہیں جن کی حفاظت ہر شخص سے دشوار ہے، کذا فی حاشیۃ الطحطاوی، ص: ١٤٩ (١) و غنیۃ المستملی للحلبی الکبیر، ص: ٤٢٧ (٢)

---

(١) "(ومكثه قدر أداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظاً) بلا عذر، فلو مكث لزحام أو لينقطع رعافه أو نوم رعف متمكناً، فإنه يبني و يرفع رأسه من ركوع أو سجود سبقه فيه الحدث بنية التطهير لا بنية إتمام الركن حذراً عن الإفساد به، و يضع يده على أنفه تستراً .... كما إذا لم يعد لإمامه و قد بقي فيها، وإذا فرغ منها، فله الخيار، إن شاء أتمها في مكانه أو عاد واختلفوا في الأفضل ...... والأفضل الاستئناف خروجاً من الخلاف، و عملاً بالإجماع". (مراقي الفلاح).

وقال العلامة الطحطاوي: "(قوله: كما إذا لم يعد لإمامه) اعلم أنه إذا كان منفرداً، فالعود أفضل لتقع الصلوة في مكان واحد، و قيل: الأفضل أن لا يعود لما فيه من تقليل المشي، وكذا إذا كان مقتدياً فرغ إمامه، فإن لم يفرغ وكان بينهما ما يمنع الاقتداء، تحتم عليه العود. والإمام كالمقتدي في تحتم العود إن كان ثمة ما يمنع الاقتداء لتحول الإمامة عنه". (حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة، ص: ٣٣١، ٣٣٢، ٣٣٣، قديمي)

(٢) وقال العلامة إبراهيم الحلبي الكبير رحمه الله: "من سبقه حدث سماوي من بدنه موجب للوضوء في الصلوة، انصرف من فوره، و توضأ من غير أن يشتغل بشيء غير ضروري في وضوئه، و بنى على صلاته عندنا إن لم يعرض له ما ينافيها .... و لكن الاستيناف أفضل للعبد عن شبهة الخلاف، وقيل: ذلك في المنفرد، وأما الإمام والمقتدي فالبناء أفضل في حقهما إحرازاً فضيلة الجماعة، و على هذا فلو أمكنهما الاستيناف بجماعة أخرى فهو أفضل في حقهما أيضاً. ثم المنفرد أتمها في مكان وضوئه إن أمكن أو أقرب المواضع إليه إن لم يمكن تحرزاً عن زيادة المشي، وإن شاء رجع إلى مصلاه ليؤدي صلاته في مكان واحد، والمقتدي يعود إلى مكانه البتة إن لم يفرغ إمامه. ولو أتم في غيره، لايصح إذا كان بينه و بين إمامه ما يمنع صحة الاقتداء. وإن كان إمامه قد فرغ يتخير كالمنفرد. والإمام حكمه=

ودر مختار، ص: ٦٢٦ (١) اور علامہ شامی نے اس مسئلہ کی تفصیل پندرہ صفحات میں لکھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، ۱۰/ ۷/ ۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد، الجواب صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/ رجب۔

حدث لاحق ہونے کی صورت میں امام، منفرد اور مقتدی کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال[٢٩٩٢]: وضو کند، بر همان نماز بنا کند، اگر منفرد باشد اورا از سرِ نو نماز خواندن افضل است، و اگر امام باشد خلیفه گیرد، و ضو کند و داخلِ مقتدیان شود، و مقتدی وضو کرده باز آید بمکان که آنجا بود.

= حكم المقتدى؛ لأنه يصير من جملة المقتدين". (الحلبي الكبير (غنية المستملي)، كتاب الصلوة، فصل فيما تفسد الصلوة، فروع، ص: ۴۵۲، ۴۵۳، سهيل اكيڈمى)

(١) "اعلم أن لجواز البناء ثلاثة عشر شرطاً: كون الحدث سماوياً من بدنه غير موجب لغسل و لا نادر وجوداً .... (سبق الإمام حدث) سماوى لا اختيار للعبد فيه .... (غير مانع للبناء) كما قدمناه (و لو بعد التشهد) ليأتي بالسلام (استخلف): أى جاز له ذلك و لو في جنازة بإشارة أو جر لمحراب و لو لمسبوق، و يشير بأصبع لبقاء ركعة وبأصبعين لركعتين، و يضع يده على ركبته لترك ركوع، و على جبهته لسجود، و على فمه لقرأة، و على جبهته و لسانه لسجود تلاوة، أو صدره لسهو (ما لم يجاوز الصفوف لو في الصحراء) .... (و استينافه أفضل) تحرزاً عن الخلاف .... و إذا ساغ له البناء توضأ) فوراً بكل سنة (و بنى على ما مضى) بلا كراهة (و يتم صلاته ثمة) و هو أولى تقليلاً للمشى (أو يعود إلى مكانه) ليتحد مكانها (كمنفرد) فإنه مخير. وهذا كله (إن فرغ خليفته وإلا عاد إلى مكانه) لو بينهما ما يمنع الاقتداء الخ". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الاستخلاف: ١/ ٥٩٩-٦٠٢، سعيد)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاوی: ۳/ ۴۴۴، کتاب الصلوۃ، باب مفسدات الصلوۃ)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: الكلام في محل البناء وكيفيته: ١/ ٥٢١، ٥٢٢، ٥٢٣، رشيديه)

۱…… سوال یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے امام مقتدی اور منفرد تین قسم کے لوگ ہیں، پہلے ایک حکم ہے: درنماز حدث لاحق شود وضو کند، پھر امام اور منفرد ومقتدی کے لئے الگ الگ حالتیں بیان کی گئیں۔ اس عبارت کا صحیح محمل کیا ہے؟

۲…… دو آدمی برابر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ایک امام تھا دوسرا مقتدی، تیسرے شخص نے امام کو آگے بڑھا کر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور خود اسی ایک مقتدی کے ساتھ صف میں کھڑا ہوگیا، اب بعد سلام کے امام اپنی جگہ علی حالہ بیٹھا رہے یا داہنے طرف مڑ کر بیٹھے پھر دعاء کرے یہ عصر کی نماز تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱…… منفرد کے لئے اس صورت میں استیناف افضل ہے اس کا اپنا تنہا کا معاملہ ہے، امام کے لئے خلیفہ بنا دینا افضل ہے اس کے پیچھے دوسرے لوگ بھی ہیں، ان سب کی نماز بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے، اس کو خلیفہ بنا دینا افضل ہے تاکہ وقتِ حدث تک جتنی نماز پڑھ چکے ہیں وہ خراب اور بیکار نہ ہو، ان کو استیناف (از سرِ نو پڑھنا اور پڑھی ہوئی کو بیکار قرار دینا) شاق ہوگا، بناء میں یہ بات نہ ہوگی (۱)۔

۲…… دائیں یا بائیں اس طرح مڑ کر بیٹھ سکتا ہے کہ مسبوق کی طرف اس کا رخ نہ ہو (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "أن الاستيناف أفضل تحرزاً عن الخلاف". (الدر المختار). "قلت: هذا ظاهر في المنفرد؛ لأن مانواه، هو عين صلاته من كل وجه، بخلاف الإمام أو المقتدى تأمل". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الاستخلاف: ١/٦٠٣، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة: ١/٢٥٧، مكتبه إمداديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة والحدث في الصلوة: ١/٣٦٩، دارالكتب العلمية، بيروت)

(٢) "عن السدى عن أنس رضى الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان ينصرف عن يمينه". "عن عبد الله قال: "لا يجعل أحدكم للشيطان من نفسه جزأً لا يرى إلا أن حقاً عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه، أكثر ما رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ينصرف عن شماله". (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب جواز الانصراف من الصلوة عن اليمين والشمال: ١/٢٤٧، قديمى) …………… =

پہلی صف کے نمازی کا وضوٹوٹ گیا، کیا کرے؟

سوال[۲۹۹۷]: بڑے اژدھام کے موقع پر کوئی شخص اگلی صف میں ہواور اس کا وضوٹوٹ گیا ہو تو وہ شخص نمازیوں کے سامنے سے ہوکر گزر سکتا ہے یا صفوں کو پھاڑتے ہوئے چیرتے ہوئے نکلے؟ تو اس صورت میں ایذائے مسلم لازم آئے گی اور اژدھام کی صورت میں صفوفِ کثیرہ کو چیرتے پھاڑتے ہوئے گزرنا بڑا دشوار ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر صف کے دو آدمیوں کے درمیان سے نکلنا ہوگا اس کی اجازت ہے(۱)، تاہم اگر دشوار ہوتو وہیں بیٹھ جائے نماز میں شریک نہ رہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۳ھ۔

مقتدی کا وضوٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

سوال[۲۹۹۸]: جماعت ہورہی ہے اور مسجد اندر سے بھر رہی ہے اور پہلی صف کے اندر یا تیسری

= "وإن كان لا يتنفل بعدها يقعد مكانه، و إن شاء انحرف يميناً أو شمالاً. و إن شاء استقبلهم بوجهه إلا أن يكون بحذائه مصل، سواء كان في الصف الأول أو في الأخير، والاستقبال إلى المصلى مكروه، هذا ما صححه في البدائع". (البحرالرائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۵۸۵، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، فصل في بيان تأليف الصلوة إلى انتهائها: ۱/۵۳۱، ۵۳۲، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، فصل: الشروع في الصلوة: ۱/۲۳۳، دار المعرفة بيروت)

(۱) "نماز کی اصلاح (وضووغیرہ) کے لئے نمازیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے لہذا جاتے وقت سامنے سے گزر جائے اور واپسی تک اگر وہ جگہ خالی ہے، تو سامنے سے گزر کر اس جگہ کو پر کرے، بلکہ سامنے سے جانے کی جگہ نہ ہوتو صف کو چیر کر بھی جا سکتا ہے"۔ (احسن الفتاوی: ۳/۲۹۷، سعید)

(۲) "عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: 'إذا صلى أحدكم، فأحدث، فليمسک على أنفه، ثم لينصرف". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب جواز البناء لمن أحدث في الصلوة الخ: ۵/۱، إدارة القرآن)

(وأيضاً سيأتي تخريجه تحت عنوان: "مقتدی کا وضوٹوٹ جائے تو کیا کرے؟")

صف کے اندر کسی کا وضوٹوٹ گیا تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر نمازیوں کے درمیان کو نکلتا ہے اس طرح پر کہ کسی کی نماز قبلہ کی طرف سے سینہ پھر جانے کی وجہ سے فاسد نہ کرے تو نکل آئے ورنہ وہیں بیٹھا رہے (۱)۔

وضوٹوٹ گیا باہر جانے کو جگہ نہیں تو کیا کرے؟

سوال [۲۹۹۹]: ایک شخص کا وضوٹوٹ گیا کئی صفوں کے درمیان کھڑا ہے اب باہر کس طرح نکلے جب کہ جگہ نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر باہر نکلنے کی جگہ ہو تو چلا آئے ورنہ نیت ختم کر کے وہیں بیٹھ جائے (۲) پھر وضو کر کے دوبارہ پوری نماز پڑھے اگر اپنی پہلی جگہ جماعت میں شرکت کر سکتا ہے تو جا کر شریک ہو جائے ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں پڑھ لے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/۴/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/۴/۸۷ھ۔

---

(۱) چونکہ قبلہ سے سینہ کا انحراف مفسدِ نماز ہے، اس وجہ سے دوسرے نمازیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے وہیں بیٹھنا چاہیے: "وتحويل صدره على القبلة". (التنوير). قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: **"قال في البحر في شروط الصلاة: والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره فسدت، كما عليه عامة الكتب"**. (ردالمحتار: ۱/۶۲۶، ۶۲۷، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلو ومايكره فيها، سعيد)

(۲) (راجع الحاشية السابقة)

(۳) "ومنها: إذا كان مقتديا أن يعود إلى الإمام إن لم يكن فرغ الإمام وكان بينها حائل يمنع جواز الاقتداء ولو فرغ إمامة لايعود". (الفتاوى العالمكيرية: ۱/۹۵، كتاب الصلوة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتار خانية، كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة: ۱/۳۹۹، قديمى)

(وكذا في البحر الرائق: ۱/۲۳۶، كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة، رشيديه)

نماز میں حدث ہو جائے، پانی دور ہو تو کیا کرے؟

سوال[۳۰۰۰]: کسی مصلی نے حالتِ صلوۃ میں جو ریح نکلنے والی تھی اس کو دبا لیا تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟ نیز اگر اس نے حالتِ نماز میں ریح خارج کیا تو کیا وضو کے لئے ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانا پڑے گا، تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ریح خارج نہیں ہوئی تو نماز ہوگئی، اگر ریح خارج ہوگئی تو وضو باقی نہیں رہا، پانی کہیں بھی ہو خواہ دوسری مسجد میں یا مکان پر وہاں جا کر وضو کرے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳/۲/۸۵ھ۔

ایک طرف سلام پھیرا تھا کہ حدث لاحق ہوگیا

سوال[۳۰۰۱]: سلام ایک طرف پھیرا اور فوراً حدثِ اصغر لاحق ہوگیا، نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز ہو جائے گی: "فیحصل التحلیل بسلام واحدٍ". در مختار: ۱/۴۹۰ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/۷/۸۸ھ۔

---

(۱) "وفي السراجية: إذا سبقه حدث في صلوته، جاز له أن يبني .... إذا سبقه الحدث، فإنه يذهب إلى الماء وإن كان بعيداً". (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة، ص: ۱۳، سعيد)

"لأن الوضوء أمرٌ لا بد للبناء منه، والمشي، والاغتراف، والاستقاء عند الحاجة من ضرورات الوضوء". .... وما مشى كل ذلك كان محتاجاً إليه لتحصيل التطهير، فلايوجب فساد الصلوة". (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما شرائط جواز البناء: ۱/۵۲۰، رشيديه)

(۲) (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۵۲۵ سعيد)

"عن علي رضي الله تعالىٰ عنه مرفوعاً: "مفتاح الصلوة الطهور، و تحريمها التكبير، و تحليلها التسليم".

قال العلامة العثماني رحمه الله تعالىٰ عليه تحت هذا الحديث: "إذا جلس مقدار التشهد، ثم =

قعدہ اخیرہ میں بعد التشہد حدث کا حکم

سوال [۳۰۰۲]: نوافل نماز میں اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات اور درود کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو کیا نماز ہو جائے گی یا دوبارہ وضو کرے اور التحیات اور درود پڑھ کر سلام پھیرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

افضل یہ ہے کہ دہرائی جائے، اجازت اس کی بھی ہے کہ وضو کر کے بنا کر لی جائے یعنی وضو کر کے سلام پھیر دیا جائے، مگر اس کی شرائط سخت ہیں، عامۂ لوگ ان سے واقف نہیں اس لئے دہرانا ہی بہتر ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= أحدث، فقد تم صلاته". (إعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب وجوب الخروج من الصلوة بالسلام: ۳/۱۴۰، ۱۴۱، إدارة القرآن)

"وأما حكمه، فهو الخروج من الصلوة، ثم الخروج يتعلق بإحدى التسليمتين عند عامة العلماء. و قد روى عن محمد أنه قال: التسليمة الأولى للخروج والتحية، والتسليمة الثانية للتحية خاصةً". (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل أما الذى هو عند الخروج من الصلوة فلفظ السلام: ۱/۴۵۷، رشيديه)

(۱) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أصابه قيء أو رعاف أو قلس أو مذى، فلينصرف فليتوضأ، ثم ليبن على صلوته، و هو فى ذلک لايتكلم"

"والأحاديث فى الباب مختلفة، منها: مايدل على الاستيناف، و منها ما يدل على البناء، فجمعنا بينها بأن حكمنا بجواز كليهما واستحباب الاستيناف". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب جواز البناء لمن أحدث فى الصلاة: ۵/۱، إدارة القرآن كراچى)

"(سبق الإمام حدث) .... (غير مانع البناء) كما قدمناه (ولو بعد التشهد) ليأتى بالسلام .... (واستينافه أفضل) تحرزاً عن الخلاف .... (وإذا ساغ له البناء توضأ) فوراً بكل سنة (و بنى على مامضى) الخ". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۹-۶۰۵، سعيد)

"ثم ما ذكرنا من جواز البناء لا يختلف، سيما إذا كان الحدث فى وسط الصلاة أو آخرها، حتى لو سبقه الحدث بعد ما قعد قدر التشهد الأخير، يتوضأ و يبنى عندنا؛ لأنه يحتاج إلى الخروج بلفظ السلام التى هى واجبة". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: فصل: الكلام فى محل البناء و كيفيته الخ: ۱/۵۲۱، رشيديه)

گمانِ حدث پر رکوع سجدہ کرتا رہا

سوال[۳۰۰۳]: لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے سمجھا کہ میرا وضوٹوٹ گیا اور ویسے ہی رکوع سجدہ کرتا رہا، سمجھا کہ نماز سے خارج ہوں، پھر یقین ہوا کہ وضو نہ ٹوٹا تھا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

عاشق غفرلہ۔

الجواب حامداً مصلیاً:

وضو ٹوٹنے کے گمان پر اگر نماز سے خارج ہونے کی نیت کر لی اور بغیر نیتِ نماز قیام، رکوع، سجدہ کرتا رہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

(۱) "و لو غلب علی ظنه فی الصلوة أنه أحدث أو أنه لم يمسح، تيقن بذلک لا شک له فيه، ثم تيقن أنه لم يحدث أو قد مسح، قال أبو بكر: إن كان أدّى ركناً حال التيقن بالحدث أو بعدم المسح، فإنه يستقبل الصلوة، وإلا يمضی فيها". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ومما يتصل بذلک مسائل الشک: ۱/۱۳۱، رشيديه)

(وكذا فی فتاوی قاضيخان علی هامش الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلوة، فصل فی مسائل الشک الخ: ۱/۱۰۸، رشيديه)

باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا

الفصل الأول فیما یفسد الصلوٰۃ

(مفسداتِ نماز کا بیان)

نماز میں چڑیا کا خون لگ گیا تو کیا نماز فاسد ہوگئی؟

سوال [۳۰۰۴]: زید نماز پڑھ رہا تھا کہ پنکھے سے ٹکرا کر چڑیا گر گئی، اس کا بازو ٹوٹ گیا اور خون جاری ہوگیا اور اس کا خون زید کی ٹوپی پر گر پڑا، بعد میں معلوم ہوا۔ تو اس نماز کا اعادہ واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ایک درہم سے زائد خون لگ گیا، تو نماز فاسد ہوگئی (۱)، عین نماز میں پتہ چل جائے تو اسی وقت نماز ختم کردے کپڑا پاک کرکے دوبارہ پڑھے، اگر پتہ نہ چلے تو جب معلوم ہو کپڑا پاک کرکے اعادہ کرے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۱/۹۱ھ۔

---

(۱) "النجاسة إن كانت غليظةً –و هي أكثر من قدر الدرهم– فغسلها فريضة، والصلاة بها باطلة الخ". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الثالث في شروط الصلاة: ۱/۵۸، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۶، سعيد)

"أما النجاسة القليلة: فإنها لا تمنع جواز الصلاة سواء كانت خفيفةً أو غليظةً استحساناً ...... و لهذا قدرنا بالدرهم على سبيل الكناية عن موضع خروج الحدث، كذا قاله إبراهيم النخعي رحمه الله تعالىٰ: إنهم استقبحوا ذكر المقاعد في مجالسهم، فكنوا عنه بالدرهم ...... وأما النجاسة الكثيرة، فتمنع جواز الصلاة". (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل في بيان المقدار الذي يصير به المحل نجساً: ۱/۲۲۸، ۲۲۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "وجد في ثوبه منياً، أو بولاً، أو دماً، أعاد من آخر احتلام و بول و رعاف". (الدر المختار، فصل في البئر: ۱/۲۱۹، سعيد)

مذی ووَدی والے کپڑے میں نماز کا حکم

سوال [۳۰۰۵]: مذی ووَدی اگر جسم یا کپڑے میں لگی ہوئی ہو اس وقت نماز پڑھ سکتے ہیں، بغیر دھوئے ہوئے، پھر اگر معاف ہے تو مقدارِ عفو کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذی، ودی کو فقہاء نے نجاستِ غلیظہ لکھا ہے، ایک درہم سے کم مقدار بدن پر یا کپڑے پر لگی رہے اور نماز پڑھ لے تو نماز بالکراہت ادا ہو جائے گی، زیادہ ہو تو نماز درست ہی نہ ہوگی، ہاتھ کی ہتھیلی کے گڈھے سے رقیق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نماز میں یاد آیا کہ بڑا استنجا نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال [۳۰۰۶]: کوئی شخص بڑا استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز میں یاد آ گیا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تک نجاست مخرجِ نجاست سے متجاوز نہ ہو استنجا سنت ہے، جب مخرج سے متجاوز ہو جائے اور مقدار درہم ہو تو پانی سے اس کا ازالہ واجب ہے اور جب مقدار درہم سے بھی متجاوز ہو جائے تو پانی سے اس کا

= وفی المبسوط: "وإن انتضح البول علی المصلی أکثر من قدر الدرهم من موضع، فانفتل فغسله، لم یبن علی صلاته". (المبسوط للسرخسی، باب الحدث فی الصلاة: ۱/۳۵۳، المکتبة الغفاریه)

(۱) "(وعفا) الشارع (عن قدر درهم)، وإن کره تحریماً، فیجب غسله .... (وعرض مقعر الکف فی رقیق من مغلظة کعذرة) آدمی، وکذا کل ماخرج منه موجباً لوضوء أو غسل مغلظ". (الدر المختار).

(قوله: وإن کره تحریماً) أشار إلی أن العفو عنه بالنسبة إلی صحة الصلاة به، .... ففی المحیط: یکره أن یصلی ومعه قدر درهم أو دونه من النجاسة عالماً به لاختلاف الناس فیه". (ردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۶، ۳۱۸، سعید)

(وکذا فی بدائع الصنائع، فصل فی بیان المقدار الذی یصیر به المحل نجساً: ۱/۴۲۹، دارالکتب العلمیة، بیروت)

دھونا فرض ہے (۱)، تو یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت میں نماز تمام کرے اور بس (۲)، دوسری صورت میں نماز تمام کرکے اس کا اعادہ بھی استنجا کرنے کے بعد کرے (۳)، تیسری صورت میں نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا، لہٰذا نماز توڑ کر استنجا کرے اور ازسرِ نو نماز پڑھے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۸/صفر/۵۸ھ۔

---

(۱) قال العلامة الحلبی: "(و) من الآداب (أن يغسل مخرج النجاسة إذا لم تتجاوز) النجاسة (مخرجها، أما إذا جاوزت مخرجها والحال أنها (لم تكن قدر الدرهم) وزناً فی الكثيف …… (فغسله سنة، وإن كانت قدر الدرهم فغسله واجب، وأما إن زادت) النجاسة المتجاوزة عن المخرج (على قدر الدرهم فغسله): أی النجس أو المخرج (فرض) إجماعاً". (غنية المستملی، مطلب فی آداب الوضوء، ص: ۲۹، مكتبه سهيل اكيڈمی، لاهور)

(وكذا فی الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۲، سعيد)

(وكذا فی مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء، ص: ۴۴، قديمی)

(۲) "ولو تركه، صحت صلاته. قال فی الخلاصة: بناءً على أن النجاسة القليلة عفو عندنا، وعلماؤنا فصّلوا بين النجاسة التی على موضع الحدث والتی على غيره، فی غير موضع الحدث إذا تركها يكره، وفی موضعه إذا تركها لا يكره". (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۴۱۷، رشيديه)

(وكذا فی بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل فی بيان المقدار الذی يصير به المحل نجساً: ۱/۴۲۸، مكتبه دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا فی ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۳۱۲، سعيد)

(۳) "كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، تجب إعادتها، والمختار أنه جابرٌ للأول". (الدر المختار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۵۷، سعيد)

(وكذا فی البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/۵۱۵، رشيديه)

"(قوله: وكذا كل صلاة، الخ) …… بل قال فی فتح القدير: والحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم، فتجب الإعادة، أو تنزيه فتستحب". (ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۵۷، سعيد)

(۴) "ثم الشرط …… العلامة اللازمة، وشرعاً ما يتوقف عليه الشیء ولا يدخل فيه (هی) ستة: =

نماز کے بعد دانتوں میں خون دیکھنا

سوال[۳۰۰۷]: ایک شخص نے نماز پڑھائی، نماز کے پندرہ بیس منٹ بعد دانتوں میں خون دیکھا یہ پتہ نہیں کب کا ہے تو کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نماز صحیح ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/ ۹/ ۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم۔

بے وضو نماز پڑھادی تو نمازیوں کو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے

سوال[۳۰۰۸]: ایک روز میں گھر سے عصر کی نماز پڑھ کر بازار گیا اور مغرب تک وہیں رہ گیا، جب مغرب کی اذان ہوئی میں مسجد میں گیا، وہاں نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا، میں نے چونکہ کچھ روز تک وہاں

= "(طهارة بدنه): أي جسده ...... (من حدث) بنوعيه ...... (و خبث) مانع كذلك (و ثوبه)، وكذا ما يتحرك بحركته". (الدر المختار، باب شروط الصلاة: ۱/ ۴۰۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة: ۱/ ۵۸، رشيديه)

قال العلامة الكاساني: "أما شرائط أركان الصلاة، فمنها: الطهارة ...... والطهارة الحقيقية: هي طهارة الثوب، والبدن، و مكان الصلاة عن النجاسة الحقيقية. و الطهارة الحكمية: هي طهارة أعضاء الوضوء عن الحدث، و طهارة جميع الأعضاء الظاهرة عن الجنابة". (بدائع الصنائع، فصل في بيان شرائط الأركان: ۱/ ۵۳۶، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "وفي السراج: لو وجد في ثوبه نجاسةً مغلظةً أكثر من قدر الدرهم ولم يعلم بالإصابة، لم يعد شيئاً بالإجماع، وهو الأصح اهـ. قلت: وهذا يشمل الدم، فيقتضي أن الأصح عدم الإعادة مطلقاً، تأمل".

(ردالمحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر مطلب مهم في تعريف الاستحسان: ۱/ ۲۲۰، سعيد)

"ومشايخنا قالوا .... وفي الدم في آخر مارعف .... واختار في المحيط أنه يعيد شيئاً لو رأى دماً". (البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۱/ ۲۲۱، رشيديه)

نماز پڑھائی تھی اس لئے لوگوں نے مجھ کو نماز پڑھانے کی اجازت دی۔ اس وقت مجھ کو وضو کا خیال نہیں تھا، جب تکبیر ہوچکی اور میں نے نیت باندھ لی تو خیال آیا کہ میرا وضو نہیں ہے مگر میں نے نماز پڑھادی اور سلام پھیرنے کے بعد بہت دیر تک بیٹھا رہا اور سوچتا رہا کہ اب کیا کروں؟ لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کروں میرے پیچھے چار آدمی نماز پڑھ رہے تھے اور وہ کئی جگہ کے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر بھول سے بے وضو شروع کردی تھی پھر یاد آگیا تو اسی وقت نمازیوں کو خبر کرنا لازم تھا کہ مجھے وضو نہیں، وضو کرلوں تب نماز پڑھاؤں گا، یاد آنے پر بلا وضو نماز پڑھانا سخت گناہ ہے (۱)، خدا کے سامنے توبہ واستغفار لازم ہے، نیز سب مقتدیوں کو اعلان کرکے خبر کردیں کہ فلاں روز فلاں وقت کی نماز نہیں ہوئی اس کو سب دوبارہ پڑھیں، جو مقتدی اعلان کے وقت موجود نہ ہوں ان کو دوسرے وقت اطلاع کرنا واجب ہے (۲) ورنہ ان کی نماز خراب ہونے کا وبال سر پر رہے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۲/۹۲ھ۔

بلغم منہ میں لئے ہوئے نماز پڑھنا

سوال [۳۰۰۹]: بلغم منہ میں لئے مگر منہ کھول کر نماز ادا کرلے تب کیا حکم ہے اور اگر تسبیح منہ بند

---

(۱) "(ففرض الوضوء)...... و حکمه أن یستحق العقاب تارکه، و یکفر جاحده". (مجمع الأنهر، کتاب الطهارة: ۱/۹، مکتبه دار إحیاء التراث العربی بیروت)

"قلت: و به ظهر أن تعمد الصلاة بلا طهر غیر مکفر کصلاة لغیر القبلة، أو مع ثوب نجس". (الدرالمختار، کتاب الطهارة: ۱/۸۱، سعید)

(۲) "(وإذا ظهر حدث إمامه .... (بطلت، فیلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم صحةً و فساداً (کما یلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم: و هو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أو رکن .... (بالقدر الممکن) بلسانه أو (بکتاب أو رسول علی الأصح) لو معینین، و إلا لایلزمه. بحرعن المعراج". (تنویر الأبصار مع الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۹۱، ۵۹۲، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/۶۴۰، رشیدیه)

(و کذا فی النهر الفائق، باب الإمامة والحدث فی الصلاة: ۱/۲۵۵، مکتبه امدادیه ملتان)

کرکے کہہ دے تب کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس سے قرأت ترک ہوجائے گی تو نماز نہیں ہوگی، بغیر زبان اور لبوں کی حرکت دیئے تسبیحات کس طرح کہے گا(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ناپاک کپڑے وبدن والے شخص کے لقمہ دینے سے فسادِ نماز کا حکم

سوال[۳۰۱۰]: ایک شخص نابینا ہے اور وہ نماز میں شریک ہوکر امام کو لقمہ بھی دیتا ہے اور اس کا بدن بھی ناپاک رہتا ہے اور کپڑے بھی ناپاک رہتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نہ وہ بدن پاک کرتا ہے نہ کپڑے پاک کرتا ہے۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس شخص کا بدن اور کپڑا ناپاک ہے اور وہ پاک کرنے پر قادر ہو، اس کو بغیر پاک کئے نماز میں شرکت جائز نہیں(۲)، اگر وہ نماز پڑھے گا تو فریضہ ادا نہیں ہوگا اور بجائے ثواب کے ایسا شخص سخت عذاب کا مستحق ہوگا،

---

(۱) "(وأخذ درهم) ونحوه (في فيه لم يمنعه من القرآءة) فلو منعه تفسد، اهـ". (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۴۰، ۶۴۱، سعيد)

" و لا يصلي وفي فيه دراهم أو دنانير لا يمنعه عن القرأة، وإن منعه لم تجز صلاته. ....
وإن منعه عن أداء الحروف، أفسد الصلاة. وإن لم يمنعه عن عين القرأة، و إنما منعه عن سنة القرأة، لاتفسد صلاته، و لكن يكره له، وإن لم يمنعه شيئاً، فلا بأس به". (الفتاوى التاتار خانية، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي و ما لا يكره له: ۱/۵۲۵، إدارة القرآن)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في ما يكره فعله في الصلاة و ما لايكره، ص: ۳۵۲، مكتبه سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) "ثم الشرط لغةً العلامة اللازمة، وشرعاً مايتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه. (هي) ستة: (طهارة بدنه): أي جسده .... (من حدث) بنوعيه .... (وخبث) مانع كذلك (وثوبه)، وكذا مايتحرك بحركته". (الدر المختار، باب شروط الصلوة: ۱/۴۰۱، سعيد)

"تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه واجب، هكذا في الزاهدي=

حتی کہ ایسا کرنے سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے، وہ شخص خواہ آنکھوں والا ہو خواہ نابینا ہو، اگر ایسا شخص نماز میں شریک ہوکر امام کو لقمہ دے گا اور امام اس کا لقمہ لے گا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ ۹/ ۶۷ھ۔

اگر ناپاکی کی مقدار عفو سے زیادہ ہے، تو جواب صحیح ہے، معمولی چھینٹیں یا اتنی ناپاکی جو معاف ہے اس سے نماز ہوجاتی ہے اور لقمہ دینا بھی درست ہے اور جب تک ظنِ غالب ہو، محض احتمال کی بنا پر کسی کو ناپاک کہنا اور نماز کو فاسد قرار دینا صحیح نہ ہوگا (۲)، سائل کو خود تحقیق کرنی چاہئے۔

سعید احمد غفرلہ۔

= فی باب الأنجاس". (الفتاوی العالمکیریة، الباب الثالث فی شروط الصلوة: ۱/ ۵۸، رشیدیه)

"(قوله: هی طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومكانه). أما طهارة بدنه من الحدث، فبآية الوضوء والغسل، ومن الخبث فبقوله صلی الله علیه وسلم: "تنزهوا من البول فإن عامة عذاب القبر منه" ولحديث فاطمة بنت أبی حبیش رضی الله تعالیٰ عنه: "اغسلی عنک الدم وصلی" .... وأما طهارة ثوبه، فلقوله تعالیٰ: ﴿وثيابک فطهر﴾ [المدثر، آیت: ۴] فإن الأظهر أن المراد ثیابک الملبوسة، وأن معناه طهرها من النجاسة. وقد قیل فی الآیة غیر هذا، لكن الأرجح ماذكرناه، وهو قول الفقهاء، وهو الصحيح كماذكره النوزی فی شرح المهذب". (البحر الرائق، باب شروط الصلوة: ۱/ ۴۶۳، رشیدیه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة: ۱/ ۸۱، سعید)

(۱) "و فی القنية: ارتج علی الإمام، ففتح علیه من لیس فی صلاته و تذكر، فإذا أخذ فی التلاوة، قبل تمام الفتح، لم تفسد، و إلا تفسد؛ لأن تذكره یضاف إلی الفتح .... و لو سمعه المؤتم ممن لیس فی الصلاة، ففتحه علی إمامه یجب أن تبطل صلاة الكل؛ لأن التلقين من خارج". (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها: ۲/ ۱۱، رشیدیه)

(و كذا فی الفتاوی العالمکیریة، الباب السابع فیما یفسد الصلوة و ما یکره فیها ۱/ ۹۹، رشیدیه)

(وكذا فی ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها: ۱/ ۶۲۲، سعید)

(۲) "النجاسة إن كانت غليظةً، و هی أكثر من قدر الدرهم، فغسلها فريضة، و الصلاة بها باطلة. وإن كانت مقدار درهم فغسلها واجب، والصلاة معها جائزة. وإن كانت أقل من قدر درهم فغسلها سنة. وإن =

ناپاک مشکوک تہبند سے نماز

سوال[۳۰۱۱]: پاک تہبند کے نیچے ناپاک تہبند یا مشکوک (تہبند) ہو، نماز پڑھے تو ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پاک کرنا ضروری ہے بغیر الگ کئے نماز درست نہ ہوگی (۱) اور مشکوک کو بھی الگ کردیا جائے: "دع مایریبك إلی مالا یریبك" (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۱/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مظاہر علوم۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

= كانت خفيفةً، فإنها لا تمنع جواز الصلاة حتى تفحش، كذا في المضمرات". (الفتاوى العالمكيرية، الباب الثالث في شروط الصلاة: ۱/۵۸، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۶، سعيد)

"أما النجاسة القليلة، فإنها لا تمنع جواز الصلاة سواء كانت خفيفةً أو غليظةً استحساناً .... و لهذا قدرنا بالدرهم على سبيل الكناية عن موضع خروج الحدث، كذا قاله إبراهيم النخعي رحمه الله تعالىٰ: انهم استقبحوا ذكر المقاعد في مجالسهم، فكنوا عنه بالدرهم، تحسيناً للعبارة، وأخذ بصالح الأدب، وأما النجاسة الكثيرة، فتمنع جواز الصلاة". (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل في بيان المقدار الذي يصير به المحل نجساً: ۱/۲۲۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "هي (أي شروط الصلوة): ستة: طهارة بدنه: أي جسده......... وثوبه، وكذا مايتحرك بحركته أو يعدّ حاملاً له". (الدر المختار)

"(قوله: وثوبه) أراد ما لابس البدن، فدخل القلنسوة والخف والنعل". (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/۴۰۲، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الأركان: ۱/۵۳۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) (مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳/۲۲۳، رقم الحديث: ۱۲۱۴۰، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

خارج آدمی کے کہنے سے تکبیر کہنے سے نماز فاسد ہوگئی

سوال [۳۰۱۲]: ایک مسجد میں فرض نماز باجماعت ہورہی ہے اوپر کئی منزلیں ہیں، بالائی حصہ میں بھی جماعت ملحق ہورہی ہے، سوءِ اتفاق سے آلۂ مکبر الصوت خراب ہوگیا، یا امام کی آواز اوپر نہیں پہونچی۔ ایک صاحب نے اوپر سے زینہ پر آکر آواز دیا کہ تکبیر بولو، اوپر آواز نہیں آتی، نماز میں ایک صاحب نے پست آواز سے تکبیر کہنا شروع کیا، دوبارہ آواز دینے والے نے کہا زور سے تکبیر کہو، دوسرے صاحب نے نماز ہی میں زور سے تکبیر کہنا شروع کیا۔ پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ خارج از نماز شخص کا لقمہ نمازی نے لیا اور اس پر تکبیر کہنا شروع کیا، اس حالت میں تکبیر کہنے والے نمازی کی نماز ہوجائے گی، یا فاسد ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب کسی نے جو کہ نماز میں شریک نہیں تھا کہا کہ تکبیر بولو، اس پر اگر کسی نمازی نے فوراً تکبیر آواز سے نہیں کہی: مثلاً امام اس وقت قرأة میں مشغول تھا، جب وہ فارغ ہوکر رکوع میں گیا، تب کسی نمازی نے تکبیر کہدی تاکہ اوپر کے نمازیوں تک بھی پہونچ جائے، تو اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی (۱)۔

اسی طرح اگر خارج نماز آدمی نے پھر کہا کہ زور سے تکبیر کہو تو فوراً آواز سے تکبیر نہیں کہی، بلکہ جب امام سجدہ میں گیا، یا سجدہ سے اٹھا، اس وقت تکبیر زور سے کہی، تب بھی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اگر خارج نماز آدمی کے کہنے پر فوراً تکبیر آواز سے کہدی تو نماز فاسد ہوگئی، کذا فی رد المحتار (۲) والبحر الرائق (۳) والهدایه (٤)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "(قوله: إلا إذا تذكر، الخ) .... **قلت**: والذي ينبغي أن يقال: إن حصل التذكر بسبب الفتح، تفسد مطلقاً: أي سواء شرع في التلاوة قبل تمام الفتح أو بعده لوجود التعلم، وإن حصل تذكره من نفسه لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقاً". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۲۲، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۹۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/۱۱، رشيديه)

(۲) "(قوله: إلا إذا سمعه المؤتم الخ)، في البحر عن القنية: و لو سمعه المؤتم ممن ليس في الصلاة، =

نمازی کا غیر نمازی کے کہنے پر عمل کرنا

سوال[۳۰۱۳] : ایک آدمی مسبوق فی الصلوۃ ہے، مگر اس کو اپنی مسبوقیت یاد نہیں ہے، جس وقت امام نے سلام پھیرا، تو ساتھ ساتھ اس نے بھی پھیر لیا، ایک دوسرا آدمی پہلو میں کھڑا تھا، سلام پھیرنے کے بعد اس نے یاد دلایا کہ تمہاری ایک رکعت باقی ہے، فاتح سے فتح لیکر رکعت کو پورا کرلیا۔ آیا مستفتح کی نماز ہوگی، یا نہیں؟ عبارت مع حوالہ کتب وصفحہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً مصلیاً:

اگر محض فاتح کے فتح کی وجہ سے کھڑا ہوگیا، خود یاد نہیں آیا تو نماز فاسد ہوگئی: "(و فتحه على غير إمامه) إلا إذا أراد التلاوة، و كذا الأخذ، إلا إذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح، اهـ". در مختار مع ردالمحتار(۱)۔ "(قوله: و كذا الأخذ): أى أخذ المصلى غير الإمام بفتح مَن فتح عليه مفسدٌ

= ففتح به على إمامه، يجب أن تبطل صلاة الكل؛ لأن التلقين من خارج، اهـ، وأقره فى النهر. ووجهه أن المؤتم لما تلقن من خارج بطلت صلاته، فإذا فتح على إمامه و أخذ منه بطلت صلاته". (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۱/ ۶۲۲، سعيد)

(۳) "و فى القنية: أرتج على الإمام، ففتح عليه من ليس فى صلاته و تذكر، فإذا أخذ فى التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد، و إلا فتفسد؛ لأن تذكره يضاف إلى الفتح. و فتح المراهق كالبالغ، و لو سمعه المؤتم ممن ليس فى الصلاة ففتحه على إمامه، يجب أن تبطل صلاة الكل؛ لأن التلقين من خارج". (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۲/ ۱۱، رشيديه)

(۴) "(وإن استفتح، ففتح عليه فى صلاته، تفسد) و معناه أن يفتح المصلى على إمامه؛ لأنه تعليم و تعلم، فكان من كلام الناس". (الهداية، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۱/ ۱۳۶، مكتبه شركة علميه)

(و كذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/ ۹۹، رشيديه)

(۱) (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۱/ ۶۲۲، سعيد)

(و كذا فى الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/ ۹۹، رشيديه)

(و كذا فى البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۲/ ۱۱، رشيديه)

أيضاً كما في البحر عن الخلاصة. أو أخذ الإمام بفتح من ليس في صلاته، كما فيه من القنية، اهـ". شامی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

سوال[۳۰۱۴]: امام نے بجائے لقمہ لینے کے دوسری سورۃ شروع کر دی، دریافت طلب یہ بات ہے کہ مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مختار احمد۔

الجواب حامداً ومصلياً:

اس مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوئی (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال[۳۰۱۵]: اگر امام تین آیت سے زائد قرأت کر چکا ہو اور امام اگلی آیت پڑھتے ہوئے بھول جائے تو مقتدی نے لقمہ دیدیا، لیکن امام نے لقمہ نہ لے کر بعد میں سجدۂ سہو کر لیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲۲۲/۱، سعيد)

"ارتج على الإمام، ففتح عليه من ليس في صلاته، و تذكر، فإن أخذ في التلاوة قبل تمام الفتح، لم تفسد، و إلا تفسد؛ لأن تذكره مضاف إلى الفتح. وفتح المراهق كالبالغ". (الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۹۹/۱، رشيديه)

(و كذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱۱/۲، رشيديه)

(۲) "(بخلاف فتحه على إمامه)، فإنه لا يفسد (مطلقاً) لفاتح و آخذ بكل حال". (الدر المختار). "(قوله: بكل حال): أي سواء قرأ الإمام قدر ما تجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلى آية أخرى أم لا، تكرر الفتح أم لا، هو الأصح، نهر". (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲۲۲/۱، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۹۹/۱، رشيديه)

(و كذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱۰/۲، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

لقمہ دینے والے کی نماز تو فاسد نہیں ہوئی (۱) لیکن اس کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا غلط ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۱۰/۱۹ھ۔

ٹوپی پیشانی پر رکھ کر سجدہ کرنے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

سوال[۳۱۶]: ایک شخص ٹوپی پیشانی پر لگاتا ہے اور سر کا پچھلا حصہ کھلا رہتا ہے جس سے سجدہ ٹوپی کے اوپر ہوتا ہے، اس طرح سے نماز ہوگی یا نہیں؟ یہ شخص امامت بھی کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

افضل یہ ہے کہ پیشانی سجدہ کرتے وقت زمین پر رہے اگرچہ سجدہ اس طرح بھی ادا ہوجاتا ہے کہ ٹوپی پیشانی پر ہو اور اس پر سجدہ کیا جائے، لیکن اگر پیشانی بالکل نہیں رکھی گئی، نہ بلاواسطہ زمین پر، نہ ٹوپی کے واسطہ سے زمین پر، بلکہ اٹھی رہی کہ صرف ٹوپی کا کچھ حصہ زمین پر رکھا گیا اور پیشانی علیحدہ اوپر اٹھی رہی جیسے کہ بعض دفعہ عمامہ کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کا پیچ کچھ زمین پر رکھا گیا اور پیشانی کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہوا، نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ تو ایسی صورت میں سجدہ درست نہیں ہوتا، نماز صحیح نہیں ہوتی (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۷/۲۴ھ۔

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت العنوان السابق: ''کیا لقمہ دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟'')

(۲) ''كما يكره تنزيهاً بكور عمامته إلا بعذر، وإن صح عندنا بشرط كونه على جبهته كلها أو بعضها كما مر، أما إذا كان الكور على رأسه فقط وسجد عليه مقتصراً: أى ولم تصب الأرض جبهته ولا أنفه على القول به، لايصح لعدم السجود على محله''. (الدرالمختار). ''وهو أن صحة السجود على الكور إذا كان على الجبهة أو بعضها، أما إذا كان على الرأس فقط، وسجد عليه ولم تصب جبهته الأرض على القول بتعيينها ولا أنفه على مقابله، لا تصح، اهـ. فافهم''. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها: ۵۰۰/۱، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوة، فصل: ۲۱۶/۱، امداديه، ملتان)

''وذكر البخاري في صحيحه: قال الحسن: ''كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة''. =

ترکی ٹوپی سے نماز اور حرام خور کی نماز

سوال [۳۰۱۷]: ترکی ٹوپی سے نماز درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟ جس کی روزی حرام ہے اس کی عبادت اور دعاء قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

سعید احمد۔

الجواب حامداًومصلیاً:

اگر ترکی ٹوپی ناپاک رنگ سے رنگی ہوئی ہے تو اس سے نماز درست نہیں ہے(۱)، جب تک اس قدر نہ دھولیا جائے کہ رنگ کٹنا بند ہو جائے۔ اگر ترکی ٹوپی کا سرخ رنگ ناپاک نہیں یا پختہ رنگ ہے اس کو پاک کرلیا گیا، تب بھی خالص سرخ رنگ مرد کو منع ہے اس لیے اس سے نماز مکروہ ہوگی (۲)۔ جس کی روزی حرام ہے اس کے

= فدل ذلک علی الصحة، وإنما کره لما فیه من ترک نهایة التعظیم .... وقد نبّه العلامة ابن أمیر الحاج هنا تنبیهاً حسناً، وهو أن صحة السجود علی الکور إذا کان الکور علی الجبهة أو بعضها، أما إذا کان علی الرأس فقط، وسجد علیه، ولم تصب جبهته الأرض بتعینها ولا أنفه علی القول بعدم تعیینها، فإن الصلوة لاتصح، لعدم السجود علی محله، وکثیر من العوام یتساهل فی ذلک، ویظن الجواز". (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، فصل: ۱/۵۵۷، رشیدیه)

(۱) "(قوله: والأولی غسله) اعلم أنه ذکر فی المنیة أنه لو أدخل یده فی الدهن النجس أو اختضبت المرأة بالحناء النجس أو صبغ الثوب بالصبغ النجس، ثم غسل کل ثلاثاً، طهر. ثم ذکر عن المحیط أنه یطهر إن غسل الثوب حتی یصفوا الماء و یسیل أبیض". (ردالمحتار، باب الانجاس، مطلب فی حکم الصبغ والاختضاب بالصبغ والحناء النجسین: ۱/۳۲۹، سعید)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الباب السابع فی النجاسة وأحکامها: ۱/۴۲، رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الطهارة بالأنجاس: ۱/۴۱۱، رشیدیه)

(۲) "وقد روی عن عمران بن حصین رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً: "إیاکم والحمرة، فإنها أحب الزینة إلی الشیطان". (إعلاء السنن، باب استحباب الزینة فی العیدین: ۸/۹۰، إدارة القرآن کراچی)

(وکذا فی الدر المختار، مسائل شتی: ۶/۷۵۵، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، فصل فی اللبس: ۸/۳۴۹، رشیدیه)

متعلق روایات میں آتا ہے کہ اسکی نماز ودعاء قبول نہیں ہوتی، کمافی طیب الشذی (۱)۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم۔

الجواب صحیح: العبد عبد اللطیف، ناظم درسہ مظاہر العلوم، ۳۰/ ربیع الثانی/ ۵۴ھ۔

حرم شریف میں عورت کا مرد کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا

سوال[۳۰۱۸]: حرمین شریفین میں حج کے موقعہ پر بھیڑ کے سبب عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر نماز فرض شروع کردیتی ہیں، تو ایسے موقع پر کئی صورتیں ہوتی ہیں: ۱- سامنے اگلی صف میں عورت ہے۔ ۲- بغیر فصل دائیں اور بائیں ہے۔ ۳- ایک آدمی کے فصل سے دائیں اور بائیں ہے۔ ۴- عین پیچھے ہے۔ ۵- آگے ایک دوصف بعد ہے۔ تو ان صورتوں میں سے کس کس میں نماز درست ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حنفیہ کے نزدیک عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو، ایسی حالت میں عورت اگر دائیں یا بائیں ہو متصلاً، یا سامنے ہو تو اس مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی جس کے دائیں یا بائیں یا آگے ہے، اگر دائیں یا بائیں فاصلے سے ہے، یا پیچھے ہے تو اس مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ لیکن اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت نہیں کی ہے تو مرد کی نماز عورت کے داہنے یا بائیں یا آگے ہونے سے فاسد نہیں ہوگی، البتہ عورت کی نماز صحیح نہیں ہوگی:

"وإذا حاذته امرأة مشتهاة، ولا حائل بينهما في صلوة مطلقة مشتركة تحريمةً وأداءً،

---

(۱) "وفي الزواجر: أخرج مسلم عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن الله طيّبٌ لا يقبل إلا طيباً، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال تعالىٰ: ﴿يـاأيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحاً -إلى- بما تعملون عليم﴾ وقال: ﴿يا أيها الذين امنوا كلوا من طيبات ما رزقنٰكم﴾ ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبرَ يمدّ يديه إلى السماء: يارب، يارب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذى بالحرام، فأنّٰى يستجاب لذلك"

(الزواجر، باب المناهي من البيوع: ۱/ ۳۸۳، دار الفكر، بيروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير، الجزء الثامن عشر: ۳/ ۳۳۱، دار السلام رياض)

واتحدت الجهة، فسدت صلوته إن نوى الإمام إمامتها، وإلا فسدت صلوتها "، تنویر الأبصار (۱)۔

عرصہ ہوا امام حرم سے دریافت کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۸/ ۱۴۰۶ھ۔

عورت کا مسجد میں آکر مَردوں کی صفوں میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۱۹]: اس عورت کی بابت کیا حکم ہے جس کی عمر تقریباً ۴۵/ یا ۵۰/ ہے، وہ ہر وقت مسجد میں باجماعت نماز کو آتی ہے، کہیں پیچھے تنہا کھڑی ہوتی ہے، کبھی مَردوں کے ساتھ بائیں طرف ہاتھ دو ہاتھ فاصلہ پر کھڑی ہوتی ہے۔ کیا شرعاً جائز ہے یا کیا صورت کرنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"الفتوى في زماننا على أنهن لا يخرجن وإن كنّ عجائز إلى الجماعات لا في الليل و لا في النهار لغلبة الفتنة والفساد و قرب يوم المعاد" (۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو جماعت کی شرکت کے لئے مسجد میں آنا منع ہے۔ یہ حکم تو مسجد میں آنے

---

(۱) (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب الإمامة: ۱/ ۵۷۲ - ۵۷۵، سعيد)

"أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا صلت المرأة إلى جانب الرجل و كانا في صلاة واحدة، فسدت صلاته. أخرجه محمد، و قال: به نأخذ، و هو قول أبي حنيفة". (باب فساد صلاة الرجل بمحاذاة النساء في صلاة مشتركة جماعة: ۴/ ۲۲۸، إدارة القرآن، كراچي)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم: ۱/ ۸۹، رشيديه)

(۲) (نفع المفتي والسائل، ما يتعلق بالجماعة، مجموعة رسائل اللكنوي: ۴/ ۱۱۸، إدارة القرآن والعلوم الإسلامي)

"(و يكره حضورهن الجماعة) و لو لجمعة و عيد و وعظ (مطلقاً) و لو عجوزاً ليلاً (على المذهب) المفتي به لفساد الزمان". (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۶، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام و المأموم: ۱/ ۸۹، رشيديه)

کے متعلق ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورت کی نماز صحیح نہیں ہوئی، مردوں کی صحیح ہوگئی۔ اگر عورت کی امامت کی نیت کی ہے اور عورت بھی اس نماز میں ہے جس میں اس کے قریب کھڑا ہونے والا مرد ہے اور مکان بھی متحد ہے اور مکان کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں ہے تو جس مرد کے پاس وہ عورت کھڑی ہے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر کم از کم ایک ہاتھ کے فصل سے کھڑی ہے، یا مرد نے اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کیا اور وہ پیچھے نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوئی:

"ومحاذاة المشتهاة بساقها و كعبها في الأصح —ولو محرماً له أو زوجة اشتهت، ولو ماضياً كعجوز شوهاء— في أداء ركن عند محمد، أو قدره عند أبي يوسف في صلاة. ولو بالإيماء مطلقة فلا تبطل صلاة الجنازة؛ إذ لا سجود لها مشتركة تحريمة باقتدائها بإمام أو اقتدائها به في مكان متحد، ولو حكماً بقيامها على ما دون قامة بلا حائل قدر ذراع، أو فرجة تسع رجلاً، ولم يشر إليها لتتأخر عنه، فإن لم تتأخر بإشارته، فسدت صلاتها لا صلاته. ولا يكلف بالتقدم عنها لكراهته. وتاسع شروط المحاذاة المفسدة أن يكون الإمام قد نوى بإمامتها، فإن لم ينوها، لا تكون في الصلوة، فانتفت المحاذاة". مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي، ص: ۱۹۲ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۹/۳/۵۵ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۱۰/ ربیع الاول/ ۵۵ھ۔

میاں بیوی کا ایک مصلے پر کھڑے ہوکر الگ الگ نماز پڑھنا

سوال [۳۰۲۰]: زید اور اس کی بیوی ایک مصلی پر ایک دوسرے سے مل کر نماز گزارتے ہیں اور نیت بھی ہر ایک کی علیحدہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہوجاتی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز

---

(۱) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۳۲۹، ۳۳۰، قديمي)

(وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۷۲، ۵۷۶، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/۲۲۰، ۲۲۱، رشيديه كوئته)

درست ہے۔ کس کا قول صحیح ہے اور کس امام کے قول پر فتوی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب دونوں کی نماز علیحدہ علیحدہ ہے تب تو ایسی صورت میں کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے، مکروہ ہوتی ہے: "ومحاذاة المشتهاة بساقها و كعبها فى الأصح و لو محرماً له أو زوجته اشتهيت .... فى صلاة مطلقة مشتركة تحريمة، مراقى الفلاح۔" (قوله: مشتركة) احترز به عن محاذاة المصلية لمصل ليس هو فى صلاتها حيث تكره و لا تفسد". طحطاوی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۸/ ۸/ ۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/ ۸/ ۵۵ھ۔

نماز میں چلنے سے نماز کا حکم

سوال [۳۰۲۱]: امام صحنِ مسجد میں مع مقتدیوں کے نماز ادا کررہے ہیں، اسی حالت میں بارش ہونے لگی، تو ایسی صورت میں کیا امام اور مقتدیوں کو اجازت ہے کہ نماز کے اندر اندر اس مقدار میں چلیں کہ دالانِ مسجد میں داخل ہوکر بارش سے بچ سکیں؟ جواب مفصل اور مدلل مرحمت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مسجد کے صحن سے دالان تین قدم کے فاصلے پر ہے اور اس طرح چل کر وہاں پہونچیں کہ درمیان میں وقفہ نہ کریں، بلکہ مسلسل چلیں تو نماز فاسد ہوجائے گی، اگر ایک قدم چل کر ایک رکن کی مقدار ٹھہر جائیں پھر چلیں پھر ٹھہر جائیں، پھر چل کر پہونچیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگر فاصلہ اس سے کم ہے، تو نماز فاسد نہیں ہوگی:

"مشى مستقبل القبلة هل تفسد إن قدر صف ثم وقف قدر ركن، ثم مشىٰ وقف

---

(۱) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، باب ما يفسد الصلاة، ص: ۳۲۹، قديمى)

(وكذا فى الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۷۲، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/۶۲۲، رشيديه)

كذالك، و هكذا لا تفسد وإن كثر، مالم يختلف المكان". درمختار، وبسط فی الشامی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

عملِ کثیر کا حکم

سوال [۳۰۲۲]: دونوں ہاتھوں سے ایک وقت میں کام کرنا نماز پڑھتے ہوئے کیسا ہے، مثلاً رکوع میں سے کھڑے ہوکر اور سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پائجامہ، یا دھوتی کو درست کرنا کیسا ہے، اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے، آیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً مصلياً:

جو کام عادتاً دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے، بعض فقہاء کے نزدیک ایسا کام نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (۲)، معمولی طریقہ سے اگر پائجامہ، یا دھوتی کو مختصر سا سہارہ دیا کہ سجدہ میں رکاوٹ نہ ہو، کشف

---

(۱) (الدرالمختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۲۷، سعيد)

"أن المشي لا يخلو: إما أن يكون بلا عذر أو بعذر، فالأول إن كان كثيراً متوالياً تفسد وإن لم يستدبر القبلة، وإن كان كثيراً غير متوال، بل تفرّق في ركعات أو كان قليلاً، فإن استدبرها، فسدت صلاته للمنافي بلا ضرورة، و إلا فلا، و كره، .... وإن كان بعذر فإن كان للطهارة عند سبق الحدث أو في صلاة الخوف، لم يفسدها ولم يكره قلّ أو كثر، استدبر أو لا. وإن كان لغير ما ذُكر، فإن استدبر معه، فسدت قلّ أو كثر، وإن لم يستدبر. فإن قلّ، لم يفسد و لم يكره، وإن كان كثيراً متلاحقاً أفسد". (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۲۸، سعيد)

و في الفتاوى العالمكيرية: "و لو مشىٰ في صلاته مقدار صف واحد، لم تفسد صلاته، و لو كان مقدار صفين إن مشى دفعةً واحدةً، فسدت صلاته، وإن مشى إلى صف و وقف، ثم إلى صف لا تفسد، كذا في فتاوى قاضي خان". (الباب السابع الخ، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة: ۱/۱۰۳، رشيديه)

(و كذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/۲۲، رشيديه)

(۲) "العمل الكثير يفسد الصلاة، والقليل لا، كذا في محيط السرخسي......... الأول: أن ما يقام باليدين عادةً كثير، وإن فعله بيد واحدة كالتعمم و لبس القميص وشدّ السراويل والرمي عن القوس. =

عورت نہ ہو، زیادہ حرکت نہیں ہوئی تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور ہاتھوں کو ایسی حالت میں زیادہ حرکت دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے(١)، تاہم اس سے اجتناب کرنا بہر حال بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ٢٥/٧/٥٧ھ۔

ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے کیا نماز کو توڑنا لازم ہے؟

سوال[٣٠٢٣]: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نماز میں کوئی تین مرتبہ ایک رکن میں کھجلائے اور ہر بار حرکت دے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں نیت توڑ دینا جائز ہے؟

الجوب حامداً مصلیاً:

اگر ایک رکن میں تین بار کھجلائے تو نیت نہ توڑے، پھر بعد میں دوبارہ اس نماز کو ادا کریں تو اچھا ہے(٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ٥/٩/٨٨ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ٦/٩/٨٨ھ۔

= وما يقام بيد واحدة قليلٌ و إن فعله بيدين كنزع القميص و حل السراويل و لبس القلنسوة و نزعها ونزع اللجام، هكذا في التبيين". (الفتاوىٰ العالمكيرية، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة: ١/١٠٢، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ١/٦٢٥)

(وكذا في بدائع الصنائع، فصل في بيان حكم الاستخلاف: ٢/١٤٦، دارالكتب العلمية، بيروت)

(١) "(قوله: وفيه أقوال خمسة: أصحها ما لايشك، القول الثالث: الحركات الثلاث المتوالية كثيرٌ، و إلا فقليل". (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ١/٦٢٥، سعيد)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في مفسدات الصلاة، ص: ٣٤٨، سهيل اكيڈمي لاهور)

(٢) "إذا حكّ ثلاثاً في ركن واحد، تفسد صلاته، هذا إذا رفع يده في كل مرة، أما إذا لم يرفع في كل مرة، فلا تفسد. ولو كان الحك مرةً واحدةً، يكره، كذا في الخلاصة". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة: ١/١٠٤، رشيديه)

تنبیہ: احسن الفتاوی: ٣/٤١٧، میں مذکورہ مسئلہ کی تفصیل یوں ہے: "تین دفعہ کھجلانے سے مطلقاً نماز فاسد=

کیا تین دفعہ کھجلانا عمل کثیر ہے؟

سوال[۳۰۲۴]: زید امامِ مسجد ہے، خارش میں مبتلا ہے، ہر نماز میں تین بار سے زیادہ کھجاتے ہیں۔ یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

زید کو نماز پڑھانے سے احتیاط کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو جائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

= نہیں ہوتی، بلکہ یہ اس وقت مفسد ہے کہ ہر دفعہ ہاتھ اٹھائے، اگر ہر دفعہ علیحدہ ہاتھ نہ اٹھائے، بلکہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا، تو نماز فاسد نہ ہوگی‘‘۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۱۷، سعید)

’’وقال في الفيض: الحک بيد واحدة في ركن ثلاث مرات تفسد الصلاة إن رفع يده في كل مرة‘‘. (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/ ۶۴۰، سعيد)

(وكذا في غنية المستملي، مفسدات الصلاة، ص: ۴۴۸، سهيل اكيڈمی لاهور)

’’و من الفروع المؤسسة .... أوحکّ ثلاثاً في ركن يرفع يده كل مرة ...... تفسد، لا إن كسب .... أو حک .... أقل مما عيناه أو غير متدارک .... لا تفسد‘‘. (فتح القدير، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره منها: ۱/ ۴۰۴، مكتبه مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر)

’’الثالث: الحركات الثلاث المتوالية كثيرٌ، و إلا فقليل‘‘. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/ ۶۲۵، سعيد)

’’(و) لو فعل ذلک (مراراً متواليات): أي في ركن واحد (تفسد) صلاته؛ لأنه كثيرٌ‘‘. (غنية المستملي [الحلبي الكبير]، مفسدات الصلاة، ص: ۴۴۸، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) ’’والسادس السلامة من الأعذار، فإن المعذور صلاته ضرورية، فلا يصح اقتداء غيره به اهـ‘‘. (مراقي الفلاح، ص: ۲۸۸، كتاب الصلوة، باب الإمامة، قديمی)

’’وفي الخلاصة: وإن حک ثلاثاً في ركن واحد، تفسد صلاته‘‘. (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلوة، اهـ، ص: ۳۲۳، قديمی)

(وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/ ۶۰۲، رشيديه)

بائیں ہاتھ سے کھجانا کیا مفسدِ صلوۃ ہے؟

سوال[۳۰۲۵]: نماز میں قیام کی حالت میں اگر کسی جگہ بدن پر خارش آئے اور کسی وجہ سے بائیں ہاتھ سے کھجایا تو نماز ٹوٹ گئی یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے یہاں امام صاحب کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی، داہنے ہاتھ سے کھجایا جائے۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر خارش کو ضبط نہیں کرسکتا تو حالتِ قیام میں داہنے ہاتھ سے کھجائے، لیکن اگر بائیں ہاتھ سے بھی کھجایا تو محض بایاں ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۷/۸۹ھ۔

پکی گھموری (گرمی دانہ) کا کھجلانا

سوال[۳۰۲۶]: ۱…… نماز پڑھتے وقت اگر پکی گھموری کھجلا دی (اندھوری) تو اس سے پانی نکل آئے گا کیا اس سے نماز فاسد ہوجائے گی؟ (اندھوری گھموری سے مراد گرمی دانہ ہے)

۲…… آج کل شدید گرمی کی وجہ سے اندھوریاں بہت کثرت سے نکل آتی ہے اور بہت کھجلاہٹ ہوتی ہے، نماز کے ایک رکن میں دو بار سے زائد کھجلائیں تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی؟ بموجب فتوی حضرت والا اور بموجب حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ فتاوی دارالعلوم :۴/ ۱۲۵(۲)۔

---

(۱) "(وإمساک فمه عند التثاؤب، فإن لم يقدر، غطاه بظهر (يده) اليسرى، وقيل: باليمنى لوقائماً وإلافيسراه". (الدر المختار، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: وإذا أراد الشروع في الصلوة: ۱/ ۴۷۸، سعيد)

"وإن حک ثلاثاً فی رکن واحد، تفسد صلاته، هذا إذا رفع يده في كل مرة، أما إذا لم يرفع في كل مرة فلا تفسد؛ لأنه حک واحد". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۲۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، النوع الثاني في الأفعال المفسدة: ۱/ ۱۰۴، رشيديه)

(۲) (فتاوی دار العلوم ديوبند: ۴/ ۱۲۵ مکتبه امداديه ملتان)

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... اگر وہ پانی بہہ جائے تو نماز بھی فاسد ہوجائے گی اور وضوکی بھی دوبارہ ضرورت ہوگی ورنہ نہیں (۱)۔

۲..... وہ فتویٰ یہاں بھیجئے، پھر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے فتوی سے ملا کر دیکھا جائے گا، ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۷/ ۹۲ھ۔

---

(۱) "و أما الخارج من غیر السبیلین، فناقض بشرط أن یصل إلی موضعٍ یلحقه حکم التطهیر". (البحر الرائق، کتاب الطهارة: ۱/ ۳۲، رشیدیه)

(وکذا فی تبیین الحقائق، کتاب الطهارة: ۱/ ۴۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

"وإن قشرت نفطة و سال منها ماء أو صدید أو غیره، إن سال عن رأس الجرح نقض، وإن لم یسل لا ینقض، هذا إذا قشرها فخرج بنفسه ؛ و أما إذا عصرها فخرج بعصره لا ینقض؛ لأنه مخرج ولیس بخارج، کذا فی الهدایة". (الفتاوی العالمکیریة، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، کتاب الطهارة: ۱/ ۱۱، رشیدیه)

(۲) "سوال: نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کرسکتا ہے، یا ناک سے کتنی مرتبہ چوہے نکال سکتا ہے، اور تین مرتبہ کھجلانا مفسد نماز تو نہیں ہے؟"

"جواب: [۱۷] خارش جتنی دفع بھی ہو کھجلانا درست ہے، مفسد نماز نہیں: "و یفسدها کل عمل کثیر ما لا یشک بسببه الناظرین بعید فی فاعله أنه لیس فیها". (درمختار، بیان مفسدات الصلاة) (درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگرچہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے)۔ ناک سے میل نکالنا یہ برا ہے اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ ہے اور جس جگہ نماز کو فاسد لکھتے ہیں وہاں اعادہ لازم ہے"۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۱۴۵ مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے مذکوہ جواب میں: "نماز کے ایک رکن میں دو سے زائد بار کھجلائیں تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی" عبارت نقل نہیں فرمائی جیسا کہ سوال میں حوالہ دیا گیا ہے:

قال فی الفیض: الحک بید واحدة فی رکن ثلاث مرات تفسد الصلاة إن رفع یده فی کل مرة، و فی الجوهرة عن الفتاوی: اختلفوا فی الحک: هل الذهاب والرجوع مرةً، أو الذهاب مرةً، والرجوع أخری". (رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة و مایکره فیها: ۱/ ۶۳۰، سعید)

(وکذا فی فتح القدیر، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۱/ ۴۰۴، مصطفی البابی الحلبی بمصر)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، مفسدات الصلاة، ص: ۴۴۸، مکتبه سهیل اکیڈمی لاهور) .... =

کیا نماز میں گھڑی دیکھنا مفسد ہے؟

سوال[۳۰۲۷]: نماز کی حالت میں قصداً ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھنا کیسا ہے؟ کیا نماز فاسد ہوجائے گی؟ اگر بے ارادہ نظر پڑ گئی تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ بلاضرورت یہ فعل عبث ہے جو کہ مکروہ ہے، بے ارادہ نظر پڑ گئی اور وقت بھی معلوم ہوگیا تو مکروہ بھی نہیں: "ولا یفسدها نظرۃ إلی مکتوب وفهمه لو مستفهماً وإن کرہ". "(قوله: وإن کرہ): أی لا شتغاله بما لیس من أعمال الصلوۃ، وأما لو دفع علیه نظرۃ بلا قصد وفهمه، فلا یکرہ"۔ شامی: ۱/۴۲٦(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

نماز میں جوؤں کو مارنا

سوال[۳۰۲۸]: اگر نماز کی حالت میں کپڑے پر، یا بدن پر جوں پھرتی نظر آئے، تو اس کا مارنا کیسا ہے، جب کہ حدیث کے اندر "قتل المؤذی قبل الإیذاء" آیا ہے؟ تو اس کا مارنا درست ہے یا نہیں؟

= البتہ احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے "بلاضرورت ایک بار بھی کھجلانا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بدون کھجلانے سے نماز میں یکسوئی نہ ہو تو ایک یا دو بار کھجلانا بلا کراہت جائز ہے اور تین بار "سبحان ربی الاعلی" کہنے کی مقدار وقت میں تین بار بضرورت کھجلانا بھی مفسد ہے …… تین دفع کھجلانے سے مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ یہ اس وقت مفسد ہے کہ ہر دفع ہاتھ اٹھائے اگر ہر دفع علیحدہ ہاتھ نہ اٹھائے بلکہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی …… نیز اگر ایک بار کھجلانے کے بعد بقدر رکن یعنی تین "سبحان ربی الأعلی" کی مقدار تک توقف کے بعد پھر کھجلائے تو اس طرح تین بار کھجلانا بھی مفسد نہیں"۔ (احسن الفتاوی: ۳/۴۱٦، ۴۱۷، سعید)

(۱) (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/٦۳۴، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیها، مطلب إذا قرأ "تعالی" بدون ألف لاتفسد، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق: ۲/۲۴ رشیدیه)

(وکذا فی مراقی الفلاح، ص: ۳۴۱، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

"قتل المؤذی قبل الإیذاء" حدیث شریف کی کس کتاب میں ہے؟ مع حوالہ وباب نقل کریں (۱) تب اصل سوال کا جواب ہوسکے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۷/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۷/ ۸۸ھ۔

کیا ایک سے زائد ضرب میں سانپ مارنا مفسدِ صلوٰۃ ہے؟

سوال [۳۰۲۹]: نماز میں سانپ مارنا جب کہ اس سے تکلیف کا قوی اندیشہ ہو اگرچہ خارجِ مسجد سے آلۂ ضرب لاکر ہو، یا مسجد میں رہتے ہوئے انحرافِ قبلہ بھی ہوجائے، یا تین ضربات سے مارا جائے، یا دو تین قدم چلنا پڑے کیسا ہے، اس سے نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟ نور الإیضاح، فصل فیما یکرہ للمصلی کے ذیل میں مرقوم ہے: "وقتل حیۃ وعقرب خاف أذا هما بضربات والحرف القبلة .... اھ".

---

(۱) کافی جستجو وتلاش کے بعد مذکورہ حدیث نہیں ملی، البتہ نماز میں جوں مارنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر موجود ہے: "عن عبد الرحمن بن الأسود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: كان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه يقتل القملة في الصلاة حتى يظهر دمها على يده". أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف". (كنز العمال: ۴/ ۲۳۴). "قوله: عن عبد الله: قلت: دلالته على الجزء الأول والثاني من الباب ظاهرة، .... ولعلك عرفت بذلك غاية مراعاة الحنفية لجمع الأحاديث المختلفة في الباب، فجوزوا قتل القملة في المسجد، و نهوا عن طرحها فيه، و أجازوا دفنها و قتلها في الصلاة بعذر، و كرهوا بدونه". (إعلاء السنن، باب جواز أخذ القملة و قتلها و دفنها في الصلاة: ۵/ ۱۲۲، ۱۲۳، ادارة القرآن كراچی)

"(قوله: كتعرض القملة) قال في النهر: و يكره قتل القمل عند الإمام، وقال محمد رحمه الله تعالیٰ: القتل أحبّ إليّ، رأى ذلك، فعل، لا بأس به، و لعل الإمام إنما اختار الدفن لما فيه من التنزه عن إصابة الدم يدَ القاتل أو ثوبه، و إن كان معفواً عنه، هذا إذا تعرضت القملة و نحوها بالأذى، و إلا كره الأخذ فضلاً عن غيره". (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/ ۶۵۲، سعید)

(و كذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/ ۵۴، رشیدیه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ عمل ممنوع ومکروہ نہیں، لیکن عملِ کثیر سے نماز فاسد ہوجائے گی، یہی قول صحیح ہے:

"قال السرخسي: إنها لاتفسد بقتلها ولو بعمل كثير ولو بانحراف عن القبلة. وصحح الحلبي الفساد، وهو ماعليه عامة شروح الجامع الصغير، ورواية مبسوط شيخ الإسلام. قال الكمال: الحق الفساد، فيما يظهر لكن لا إثم بمباشرته في الصلوة الخ". بحر ملخصاً(۱) الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، ص: ۲۲۲(۲)۔ **فقط واللہ اعلم۔**

کپڑے میں الجھ کر دونوں پیر اکھڑ جائیں تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

سوال[۳۰۳۰]: نماز پڑھاتے وقت اگر امام کا پاؤں اس کے کپڑے میں الجھ کر گر پڑنے کی شکل پیدا ہوجائے اور دونوں پاؤں اکھڑ جائیں لیکن وہ سنبھل جائے تو کیا نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس عذر کی وجہ سے ایسا ہونے سے نماز فاسد نہ ہوگی (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/محرم/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۳/محرم/۵۹ھ، صحیح: عبداللطیف، ۳/محرم/۵۹ھ۔

---

(۱) (البحر الرائق: ۵۳/۲، باب مایفسد الصلاة ویکره فیها، رشیدیه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ۳۱۲/۱، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۲) (حاشية الطحطاوي، ص: ۳۷۰، كتاب الصلاة، فصل فيما لايكره للمصلي، قديمي)

"لايكره قتل حية أو عقرب مطلقاً ولو بعمل كثير على الأظهر، لكن صحّح الحلبي الفساد اهـ". (الدر المختار): "(قوله: لكن صحح الحلبي الفساد) حيث قال تبعاً لابن الهمام: فالحق فيما يظهر هو الفساد، والأمر بالقتل لايستلزم صحة الصلاة مع وجوده كما في صلاة الخوف، بل الأمر في مثله لإباحة مباشرته وإن كان مفسداً للصلاة اهـ". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها: ۶۵۱/۱، سعيد)

(۳) "وفيه يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدةً نحو القبلة، وإلا لم يجز، والناس عنه غافلون". (الدر المختار). "(قوله: وفيه الخ) والحاصل أن المشهور في كتب المذهب اعتماد الفريضة، والأرجح من =

کیا نماز میں داہنے پیر کا انگوٹھا ہٹ جانا مفسدِ نماز ہے؟

سوال[۳۰۳۱]: نماز میں قیام کے وقت داہنے پیر کا انگوٹھا ایک جگہ رہنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

داہنے پیر کا انگوٹھا اگر ہٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نمازی کے سامنے والا شخص اپنی جگہ سے ہٹ کر جا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال[۳۰۳۲]: اگر کوئی شخص عین کسی کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے تو اگلا شخص وہاں سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی مرور میں شامل ہوگا یا نہیں؟ حوالہ بھی دیں۔

= حيث الدليل والقواعد الفريضة .... ثم الأوجه عدم الفريضة على الوجوب، والله أعلم. (إلى أن قال) ولو وضع ظهر القدم دون الأصابع، بأن كان المكان ضيقاً أو وضع إحداهما دون الآخر لضيقه جاز، كما لو قام على قدم واحد، وإن لم يكن المكان ضيقاً يكره .... وإنما الكلام في الكراهة بلا عذر". (الدر المختار مع رد المحتار فصل، في بيان تأليف الصلاة وانتهائها: ۱/۵۰۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الاول في فرائض الصلاة، منها السجود: ۱/۷۰، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۵۶، رشيديه)

(۱) "فقد قال في الفيض: ولو وضع ظهر القدم دون الأصابع، بأن كان المكان ضيقاً، أو وضع إحداهما دون الأخرى لضيقه، جاز، كمالو قام على واحد. وإن لم يكن المكان ضيقاً، يكره اهـ، فهذا صريح في اعتبار وضع ظاهر القدم، وإنما الكلام في الكراهة بلا عذر .... إلى أن قال: بل المصرح به أن توجيهها نحو القبلة سنة يكره تركها، كما في البرجندي والقهستاني". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، آداب الصلوة: ۱/۵۰۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: ۱/۵۵۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ۱/۷۰، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس کے پیچھے کسی نے آکر اپنی نماز شروع کردی وہ اگر اپنی ضرورت کے لئے وہاں سے ہٹ جائے تو یہ فعل ممنوع نہیں (۱)، امداد الفتاوی میں موجود ہے (۲)۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استشہاد ہے کہ میرے پیچھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے اور میں کھسک جایا کرتی تھی، یہ روایت صحاح کی ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پڑھتے ہوئے بارش آجائے تو کیا کیا جائے؟

سوال [۳۰۲۳]: اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے نماز پوری ہونے سے پہلے بارش آگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ آیا نماز کو اسی جگہ پورا کیا جائے گا یا دوسری جگہ جا کر استیناف کیا جائے گا؟

---

(١) "المرور بين يدى المصلي، فإن كان معه شيء يضعه بين يديه ثم يمر يأخذه، و لو مرّ اثنان يقوم أحدهما أمامه و يمر الآخر و يفعل الآخر، هكذا يمران، وإن معه دابة فمر راكباً أثم، وإن نزل و تستر بالدابة و مرّ، لم يأثم، و لو مر رجلان متحاذيين، فالذى يلى المصلى هو الآثم، قنية". (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ١/٦٣٦، سعيد)

(و كذا فى الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ١/١٠٤، رشيديه)

(٢) (امداد الفتاوى، مسائل مشوره متعلقه كتاب الصلوة: ١/٥٧، مكتبه دارالعلوم كراچى)

(و كذا فى سنن أبى داؤد، كتاب الصلوة، باب من قال المرأة لاتقطع الصلوة: ١/١٠١، امداديه)

"وعن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كنت بين يدى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهو يصلى، فإذا أردت أن أقوم كرهت أن أقوم، فأمرّ بين يديه انسللت انسلالاً". (سنن النسائى، كتاب القبلة، ذكر مايقطع الصلوة ومالا يقطع إذا لم يكن بين يدى المصلى سترة: ١/١٢٣، قديمى)

(٣) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها زوج النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنها قالت: كنت أنام بين يدى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و رجلاى فى قبلته، فإذا سجد غمزنى، فقبضت رجلىّ، فإذا قام بسطتها. قالت: والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح". (صحيح البخارى، باب التطوع خلف المرأة: ١/٧٣، قديمى)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر عینِ نماز میں بارش آجائے اور برداشت نہ ہو سکے تو استیناف کیا جائے، بناء کی اجازت نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/ ۶/ ۹۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/ ۶/ ۹۵ھ۔

معمولی ہنسی سے نماز فاسد ہوگئی، وضو نہیں ٹوٹا

سوال [۳۰۳۴]: جمعۃ الوداع کے دن زید کو جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتے وقت کچھ ایسی بات ذہن میں آ گئی کہ اس کو بہت ہی ہلکی سے ہنسی آ گئی کہ اس کے کانوں تک ہی آواز پہونچی، لیکن اتنی آواز ہنسی میں نہیں نکلی کہ بغل میں بیٹھا ہوا شخص سن سکے، تو کیا ایسا کرنے سے وضو ٹوٹ جائے گا اور بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی؟ اور ایک شخص سے اس نے یہ بھی سنا تھا کہ جو بغیر وضو کے نماز پڑھے، وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا؟ اور اس نے جتنے بھی پہلے نیکی کے کام کئے، وہ سب ضائع ہو گئے تو کیا اس کو پھر سے کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہونا چاہئے، اگر یہ سب جانتے ہوئے کہ وضو ٹوٹ گیا ہنسنے سے اور پھر بھی اس خوف سے کہ وضو کرنے جائے تو اس کی جگہ چلی جائے گی تو وہ وضو کرنے نہیں گیا اور جمعہ کی جماعت سے فرض پڑھے اور پھر سنن ونوافل پڑھ کر گھر چلا گیا، تو کیا اس کو اس پوری نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور وہ سب جاننے کے لئے بہت بے قرار ہے، آپ برائے مہربانی جواب نیچے لکھ کر ارسال فرمائیں، وہ سنن ونوافل کا اعادہ تو کر سکتا ہے، لیکن وہ فرائض کا اعادہ کیسے کرے؟ جب کہ اس نے فرض نماز جماعت سے پڑھی اور جمعہ کے دو فرض ہوتے ہیں اور ظہر کے چار، تو چار دہرائے، یا دو؟

---

(۱) "وكذا إذا جنّ في الصلاة أو أغمي عليه أو نام مضطجعاً، لا يجوز له البناء؛ لأن هذه العوارض يندر وقوعها في الصلاة، فلم تكن في معنى مورد النص والإجماع". (بدائع الصنائع، فصل في شرائط جواز البناء: ٩٥/٢، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في رد المحتار، باب الاستخلاف: ٥٩٩/١، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب الاستخلاف في الصلاة: ٦٤٤/١، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس نماز میں اس کو اتنی ہنسی آئی کہ خود اپنی آواز سن لی اور بغل والے آدمی نے نہیں سنی تو اس سے اس کی وہ نماز ٹوٹ گئی، مگر وضو پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑا، لہٰذا اس کے بعد نماز جمعۃ الوداع اور بعد والی سنت ونوافل سب درست ہوگئی (۱)، نہ اسلام سے خارج ہوا اور نہ اس نماز کا اعادہ لازم ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۱۰/ ۹۱ھ۔

کیا نماز میں ہلکی آواز نکلنے سے نماز فاسد ہوجائے گی؟

سوال [۵۰۳۵]: نماز میں خشوع لانے کے لئے اگر ہلکی سی آواز نکل جائے، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

خشوع کے لئے آواز نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر کوئی لفظ نکل جائے تو نماز خراب نہ ہوگی (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ”(قوله: هي ما يسمع جيرانه) .... “واحترز به عن الضحک، و هو لغةً أعم من القهقهة، واصطلاحاً ما کان مسموعاً له فقط، فلا ينقض الوضوء بل يبطل الصلاة“. (ردالمحتار مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض: ۱/ ۱۳۵، سعيد)

”والضحک يبطل الصلاة، ولا يبطل الطهارة“. (الفتاوى العالمکيرية، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ۱/ ۱۲، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، کتاب الطهارة: ۱/ ۸۰، رشيديه)

(۲) مذکورہ شخص سے کوئی ناقض وضو متحقق نہیں ہوا ہے، بلکہ باوضو ہوکر نماز پڑھی ہے، بنابریں نماز بھی درست ہوگئی اور وہ اسلام سے بھی خارج نہیں ہوا۔

(۳) ”(والبکاء بصوت) يحصل به حروف (لوجع أو مصيبة، لا لذکر جنة أو نار، فلو أعجبه قرأة الإمام، فجعل يبکي ويقول: بلى أو نعم أو آرى، لا تفسد سراجية، لدلالته على الخشوع“. (الدرالمختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يکره فيها: ۱/ ۶۱۹، سعيد)

(وکذا في الفتاوى العالمکيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يکره فيها: ۱/ ۱۰۰، رشيديه) =

امام کی تکبیرات اور سلام سے پہلے مقتدی کا تکبیر وسلام کہنا

سوال [۳۰۳۶]: نماز پنجگانہ وغیرہ کی جماعت میں امام کی تکبیر اولیٰ اور تکبیراتِ دیگر اور سلام ختم کرنے سے پہلے اگر مقتدیوں کی تکبیرات اور سلام ختم ہوگئے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی، یہ مشہور ہے، آیا یہ مسئلہ صحیح ہے، یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کی تکبیر اولیٰ (تحریمہ) سے پہلے اگر مقتدی نے اپنی تکبیر تحریمہ ختم کردی تو نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوا (۱)، امام کے لفظ ’’السلام‘‘ سے پہلے ہی اگر مقتدی نے اپنا سلام پورا کردیا، تو نماز درست نہیں ہوئی (۲)، بقیہ

= و فی البحر الرائق: ’’(قوله: ’’والأنين والتأوه وارتفاع بكائه من وجع أو مصيبة، لا من ذكر جنة أو نار): أی يفسدها ...... و أما ارتفاع البكاء، فهو أن يحصل به حروف .... فالحاصل أنها إن كانت من ذكر الجنة أو النار فهو دالٌّ على زيادة الخشوع‘‘. (باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۲/۶، رشيديه)

(۱) ’’عن حطان بن عبد الله الرقاشي .... فقال أبو موسیٰ ماتعلمون كيف تقولون فی صلوتكم: إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خطبنا فبيّن لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا؟ فقال: ’’إذا صليتم فأقيموا صفوفكم، ثم ليؤتم أحدكم، فإذا كبر فكبروا، وإذا قال: غير المغضوب عليهم و لا الضآلين، فقولوا: آمين، يجبكم الله، فإذا كبر و ركع، فكبروا و اركعوا، فإن الإمام يركع قبلكم و يرفع قبلكم‘‘، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ’’فتلك بتلك‘‘. (الصحيح لمسلم، باب التشهد فی الصلاة: ۱/۱۷۴، قديمی)

’’فلو قال: ’’الله‘‘ مع الإمام: و ’’أكبر‘‘ قبله، أو أدرك الإمام راكعاً فقال ’’الله‘‘ قائماً و ’’أكبر‘‘ راكعاً، لم يصح فی الأصح‘‘. (الدر المختار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۸۰، سعيد)

(وكذا فی الفتاویٰ العالمكيرية، الباب الرابع فی صفة الصلاة: ۱/۶۸، رشيديه)

(۲) (سيأتی تخريجه تحت عنوان ’’امام سے پہلے سلام توڑنے کی بحث‘‘)

تنبیہ: فقہی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، حضرت مفتی صاحبؒ کے فتویٰ میں جو منقول ہے کہ نماز فاسد ہوجاتی ہے، وہ احتیاط پر محمول ہے دیکھئے: (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۷۳)، جب کہ ’’خیر الفتاوی ۲/۲۴۳‘‘ میں ’’تذکرۃ الرشید‘‘ اور ’’فتاوی دار العلوم دیوبند‘‘=

تکبیرات اگر امام سے پہلے کہی ہیں، تو نماز فاسد نہیں ہوئی، البتہ مکروہ ہے (١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ٢٩/ ٧/ ٨٨ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ٢٩/ ٧/ ٨٨ھ۔

امام سے پہلے سانس توڑنا

سوال [٣٠٣٧]: زید کہتا ہے کہ اگر امام نے دونوں سلام کے اندر سانس توڑ دیا تو کسی کی نماز نہ ہوگی، بکر کہتا ہے کہ امام قرأت سے آہستگی سے سلام پھیر لے اور اس کے قبل یعنی امام سے پہلے مقتدی سانس

= میں مذکور فساد نماز کے بارے میں یہ جواب دیا ہے: ''مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدی آخری قعدہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اگر امام سے پہلے سلام پھیر کر چلا جائے، تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی، البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے، عذر کی وجہ سے ہو تو کراہت بھی نہیں''۔

''(قولہ: و لو أتمہ الخ) و لو أتم التشہد، بأن أسرع فیہ و فرغ منہ قبل إتمام إمامہ فأتی بما یخرجہ من الصلاۃ کسلام أو کلام أو قیام جاز: أی صحت صلاتہ لحصولہ بعد تمام الأرکان .... و إنما کرہ للمؤتم ذلک، لترکہ متابعۃ الإمام بلا عذر، فلو بہ .... فلا کراہۃ''. (رد المحتار، باب صفۃ الصلاۃ: ١/ ٥٢٥، سعید)

اس جزئیہ سے ظاہر ہے کہ انقطاع قدوہ کا اس مسئلہ کے کیساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں ہے .... امام سے پہلے ''السلام علیکم'' کہہ دیا، تو بھی نماز ہوجاتی ہے، البتہ تذکرۃ الرشید کے مسئلے کے بارے میں خیال یہ رہا ہے، حضرت گنگوہی قدس سرہ نے درحقیقت ابتدائے نماز کا مسئلہ بتایا ہوگا، سامع کو التباس ہوا، اس لئے اسے آخر نماز کا مسئلہ سمجھا اور اصل یہ مسئلہ تکبیر تحریمہ کے لفظ ''اللہ'' کے بارے میں ہے (اگر کسی نے امام سے پہلے لفظ ''اللہ'' ختم کرلیا اس کی نماز نہ ہوگی) ''السلام علیکم و رحمۃ اللہ'' کے اسم جلالہ ''اللہ'' کے بارے میں یہ مسئلہ نہیں۔

(١) ''عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ''إنما جُعل الإمام لیؤتم بہ، فلا تختلفوا علیہ، فإذا کبّر فکبروا، وإذا رکع فارکعوا، وإذا قال: سمع اللہ لمن حمدہ، فقولوا: ربنا و لک الحمد، وإذا سجد فاسجدوا، وإذا صلی جالساً فصلوا جلوساً أجمعون''. (الصحیح لمسلم، باب إتمام المأموم بالإمام: ١/ ١٧٧، قدیمی)

''و یکرہ للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع و السجود و أن یرفع رأسہ فیہما قبل الإمام، کذا فی السرخسی''. (الفتاویٰ العالمکیریۃ، الفصل الثانی فیما یکرہ الصلاۃ و ما لا یکرہ: ١/ ١٠٧، رشیدیہ)

(و کذا فی رد المحتار، باب صفۃ الصلاۃ: ١/ ٣٩٦، سعید)

توڑ دے تو جن لوگوں کا سانس ٹوٹا ان کی نماز نہ ہوگی۔ کیا ان دونوں کا کہنا صحیح ہے؟

الجوب حامداً مصلیاً :

دونوں سلام کے درمیان سانس ختم ہوجانے پر دوسرا سانس لینے سے نماز میں نقض نہیں آئے گا (١)، امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہیں کرتا، بلکہ خاموش کھڑا رہتا ہے تو اس کے سانس ٹوٹنے کی بحث بے محل ہے، البتہ سلام مقتدی بھی پھیرتا ہے، اگر امام نے ”السلام“ کہا، اس کے بعد مقتدی کا سانس ٹوٹ گیا، حالانکہ ابھی امام کا سانس باقی ہے تو مقتدی کی نماز صحیح ہوجائے گی (٢)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ٢٣/٣/٩٠ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ٢٣/٣/٩٠ھ۔

---

(١) ”عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه فى حديث التشهد و قال بعد قوله: و أشهد أن محمداً عبده و رسوله قال: فإذا قضيت هذا أو قال، فإذا فعلت هذا، فقد قضيت صلاتک“. (إعلاء السنن، باب افتراض القعدة الأخيرة قدر التشهد: ٣/١١٦، إدارة القرآن كراچى)

(وكذا فى البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ١/٥١٢، رشيديه)

(وكذا فى بدائع الصنائع، فصل فى بيان أركان الصلاة: ١/٥٣٢، دار الكتب بيروت)

(٢) قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: ”(وعن أنس رضى الله تعالىٰ عنه قال: صلى بنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ذات يوم، فلما قضى صلاته): أى أداها و فرغ منها (أقبل علينا بوجهه فقال: ”أيها الناس إنى إمامكم“) يعنى سُمّى الإمام إماماً ليؤتم به و يقتدى به على المتابعة (”فلا تسبقونى بالركوع، و لا بالسجود و لا بالقيام و لا بالانصراف): أى بالتسليم، و حاصله أن المتابعة واجبة فى الأركان الفعلية“. (مرقاة المفاتيح، باب ما على المأموم من المتابعة وحكم المسبوق: ٣/٢١٢، رشيديه)

”(قوله: و لو أتمه الخ) و لو أتم التشهد، بأن أسرع فيه و فرغ منه قبل إتمام إمامه فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام، جاز: أى صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان .... و إنما كره للمؤتم ذلک لتركه متابعة الإمام بلا عذر، فلو به .... فلا كراهة“. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ١/٥٢٥، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الرابع فى صفة الصلاة: ١/٧١، رشيديه)

(وكذا فى حاشية الطحطاوى، فصل فيما يفعله المقتدى، ص: ٣١١، قديمى)

امام کے ساتھ چوتھی رکعت کا قیام کئے بغیر سلام پھیرنا

سوال[٣٠٣٨]: ١...... ایک مقتدی امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے، تیسری رکعت کے ختم پر مقتدی یہ سمجھ کر کہ یہ چوتھی رکعت ہے قعدہ میں بیٹھ گیا، التحیات وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے کے قریب ہی امام صاحب چوتھی رکعت کے لئے رکوع میں جاتے ہیں تو اس وقت یہ مقتدی بھی سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ رکوع میں چلا گیا اور اسی طرح امام کے ساتھ پوری نماز ختم کردی۔ تو کیا اس مقتدی کی نماز ہوجائے گی؟

٢...... اسی طرح ایک اور صورت ہے کہ ایک مقتدی امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے، چار رکعت پوری ہونے کے بعد امام صاحب التحیات کے لئے قعدہ میں بیٹھ گئے مگر یہ مقتدی یہ سمجھ کر کہ یہ چوتھی رکعت ہے تکبیر باندھ لی مگر جب امام صاحب سلام پھیرنے لگے تو یہ مقتدی سلام کی آواز سن کر تکبیر ختم کر کے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ تو کیا اس مقتدی کی نماز ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

١...... اس کی نماز ہوگئی۔

٢...... اس کی بھی نماز ہوگئی (١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، ٣/٦/١٤٠٦ھ۔

---

(١) "عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "إنما جعل الإمام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه" رواه البخاری و مسلم". (إعلاء السنن، باب وجوب متابعة الإمام، والنهی عن مسابقته: ٤/٢٨٩)

"نعم! تکون المتابعة فرضاً، بمعنی أن یأتی بالفرض مع إمامه أو بعده، کما لو رکع إمامه فرکع معه مقارناً أو معاقباً، و شارکه فیه أو بعد ما رفع منه، فلو لم یرکع أصلاً أو رکع و رفع قبل أن یرکع إمامه ولم یعده، معه أو بعده بطلت صلاته".

والحاصل أن المتابعة فی ذاتها ثلاثة أنواع: مقارنة لفعل الإمام مثل أن یقارن إحرامه لإحرام إمامه، و رکوعه لرکوعه، و سلامه لسلامه، و یدخل فیها ما لو رکع قبل إمامه و دام حتی أدرکه إمامه فیه ومعاقبة لابتداء فعل إمامه مع المشارکة فی باقیه و متراخیة عنه". (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب مهم فی تحقیق متابعة الإمام: ١/٤٧١، سعید)

امام نماز میں سو جائے تو مقتدی کیا کریں اور نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

سوال[٣٠٣٩]: اگر امام صاحب قعدۂ اُولی، یا قعدۂ ثانیہ میں سو جائیں تو مقتدی امام صاحب کا انتظار کرتے رہیں، یا کوئی بیدار کرنے کی شکل ہو، تو آپ مطلع فرمائیں اور قعدہ اولی میں جو فرض میں تاخیر ہو، اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ نماز فاسد ہوگی، یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

"سبحان اللہ" کہہ کر جگا دیا جائے (١)، ادائے واجب (٢)، یا ادائے فرض میں تاخیر ہو جائے تو سجدہ سہو کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

امام کا سجدہ میں انتقال کر جانا

سوال[٣٠٤٠]: امام نماز پڑھا رہا ہے اور سجدہ میں انتقال ہو گیا ہے دوسری رکعت میں یا تیسری

---

(١) "عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "التسبیح للرجال، والتصفیق للنساء". رواہ الجماعۃ و زاد مسلم: و آخرون فی الصلاۃ". (آثار السنن، باب التسبیح والتصفیق، ص: ١٧٢، امدادیہ ملتان)

(وکذا فی رد المحتار، باب شروط الصلاۃ: ١/٤٠٦، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، باب شروط الصلاۃ: ١/٤٧٠، رشیدیہ)

(٢) "عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: صلی ثلاثاً، ثم سلّم، فقال: الخرباق: إنک صلیت ثلاثاً، فصلی بھم الرکعۃ الباقیۃ، ثم سلم، ثم سجد سجدتی السھو، ثم سلم". رواہ النسائی، و سکت عنہ و روی مسلم نحوہ". (إعلاء السنن، باب وجوب السھو و کونہ بین السلامین: ٧/١٣٢، إدارۃ القرآن، کراچی)

"ولا یجب السجود إلا بترک واجب أو تأخیرہ أو تاخیر رکن أو تقدیمہ أو تکرارہ أو تغییر واجب بأن یجھر فیما یخافت". (الفتاوی العالمکیریۃ، الباب الثانی فی سجود السھو: ١/١٢٦، رشیدیہ)

(وکذا فی بدائع الصنائع، فصل فی بیان سبب الوجوب: ١/٢٩١، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رکعت میں، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مقتدی ازسرنو نماز پڑھیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نماز میں مقتدی کا انتقال ہوجانا

سوال [۳۰۴۱]: جماعت ہورہی ہے اور کسی مقتدی کا انتقال ہوگیا ہے اور جماعت کے سامنے پڑا ہے اور امام کی دو رکعت یا ایک رکعت رہ گئی تو کیا حکم ہے کیونکہ جنازہ سامنے پڑا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن لوگوں کے سامنے اس طرح پڑا ہے کہ سجدہ کی جگہ بالکل نہیں رہی، سجدہ کرنا دشوار ہوگیا ہے ان کو چاہیئے کہ وہ اس کو اٹھا کر سامنے سے ہٹادیں پھر نماز میں شریک ہوجائیں، باقی لوگ اپنی حالت پر نماز پوری کریں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۸/صفر/ ۵۸ھ۔

---

(۱) "(قوله: و موت) أقول: تظهر ثمرته في الإمام لو مات بعد قعدة الأخيرة، بطلت صلاة المقتدين به فيلزم استئنافها". (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۱/ ۶۲۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/ ۲۴، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، فصل في بيان حكم الاستخلاف: ۲/ ۱۴۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) جونمازی میت کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھیں گے تو ان کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے کہ میت کا اٹھانا اور چلنا عملِ کثیر ہے جو کہ مفسدِ صلاۃ ہے: "(و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها" (الدر المختار، مطلب في التشبه بأهل الكتاب: ۱/ ۶۲۴، سعيد)

وقال العلامة ابن عابدين رحمة الله عليه: "إن المشي لايخلو إما أن يكون بلاعذر أو بعذر، فالأول إن كان كثيرًا متواليًا، تفسد وإن لم يستدبر القبلة، وإن كان كثيرًا غير متوالي، بل تفرق في ركعات أو كان قليلاً، فإن استدبرها فسدت صلاته للمنافي بلاضرورة، وإلا فلا، وكره، لما عرف أن من أخذ كثيره كره قليلاً =

گمان فساد پر نماز کا اعادہ

سوال[۳۰۴۲]: اگر جماعت کی نماز لوٹائی جائے اس یقین کے ساتھ کہ اولاً نماز نہیں ہوئی اور بعد کو تحقیق ہوجائے کہ اولاً نماز ہوگئی تھی، لوٹانا مناسب نہ تھا تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ خصوصاً فجر اور عصر کی نماز میں اگر ایسا اتفاق ہو جبکہ اس کے بعد نفل کا وقت بھی نہیں رہتا، نیز اس صورت میں اگر کچھ لوگ جماعتِ اول میں شریک نہ تھے اور جماعتِ ثانی میں شریک ہوجائیں تو ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر فجر کی نماز اس یقین کی بناء پر لوٹائی گئی کہ کہ نماز درست نہیں ہوئی اور واقعۃً نماز درست ہوگئی تھی تو دوسری مرتبہ ادا کی گئی نماز نفل ہوئی اور نمازی کراہت کے مرتکب نہیں ہوئے: "وکرہ نفل قصداً". کذا فی الدرالمختار علیٰ ھامش ردالمحتار: ١/٣٤٩(١) اور جو لوگ اول نماز میں شریک نہیں تھے اور دوسری مرتبہ ادا کی گئی نماز میں شریک ہوئے ان کی نمازِ فجر صحیح نہیں ہوئی، ان کے ذمہ نماز کا اعادہ لازم ہے، لعدم صحۃ اقتداء المفترض خلف المتنفل (٢)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۲۸/ ۷/ ۸۸۔

= بلاضرورة. وإن كان بعذر، فإن كان للطهارة عند سبق الحدث أو في صلاة الخوف، لم يفسدها، ولم يكره قلّ أو كثر، استدبر أو لا. وإن كان لغير ماذُكر، فإن استدبر معه فسدت قلّ أو كثر وإن لم يستدبر، فإن قلّ، لم يفسد ولم يكره، وإن كان كثيراً متلاحقاً أفسد". (ردالمحتار، مطلب في المشي في الصلوة: ۱/۶۲۸)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۱۰۳، ۱۰۴، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، فصل في مفسدات الصلاة: ۲/۱۳۶، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلاة، ص ۱/۳۷۴، سعيد)

"قال في المنح: و احترز بقوله: (قصداً) عن الشروع ظناً، كما إذا ظن أنه لم يصل فرضاً فشرع فيه فتذكر أنه قد صلاه، صار ما شرع فيه نفلاً، لايجب إتمامه، حتى لو نقضه لا يجب القضاء" (ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۲/۳۰، سعيد)

(وكذا في ملتقى الأبحر، باب الوتر والنوافل: ۱/۱۳۲، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) "ولا مفترض بمتنفل و بمفترض آخر؛ لأن اتحاد الصلاتين شرط عندنا". (الدرالمختار، باب الإمامة: ۱/۵۷۹، سعيد) .... =

تین سجدے کرنے سے نماز کا اعادہ

سوال [۳۰۴۳]: ایک شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کئے اور آخر میں سجدۂ سہو نہیں کیا، تو کیا اس کی نماز درست ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز واجب الاعادہ ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

ترکِ اقامت کی وجہ سے نماز کا اعادہ

سوال [۳۰۴۴]: جمعہ کے روز امام نے خطبہ دیا، خطبہ کے بعد اقامت کہنا بھول گئے اور نمازِ جمعہ جماعت سے پڑھ لی گئی، پھر بعد سلام یاد آیا کہ اقامت نہیں کہی گئی پھر دوبارہ فرض نماز جمعہ سب لوگوں نے پڑھی۔ تو دوبارہ پڑھنا مکروہ تنزیہی ہوا یا مکروہ تحریمی ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اذان کی طرح اقامت بھی سنت ہے، جو سنت داخلِ نماز ہو اس کے ترک سے اعادہ لازم نہیں ہوتا، جو

=(وكذا في البحر الرائق، باب الإمامة ٢٣١/١، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الإمامة والحدث في الصلاة: ٣٢٠/١، دار الكتب العلمية بيروت)

(١) "ولا يجب السجود إلا بترك واجب، أو تأخيره، أو تأخير ركن، أو تقديمه، أو تكراره، أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت. وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد، وهو ترك الواجب، كذا في الكافي". (الفتاوى العالمكيرية، الباب الثاني عشر في سجود السهو: ١٢٦/١، رشيديه)

"(ولها واجبات) لاتفسد بتركها، وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يسدها، يكون فاسقاً آثماً، وكذا كل صلاة أدّيت مع كراهة التحريم، تجب إعادتها، والمختار أنه جابرٌ للأول". (الدر المختار، باب صفة الصلاة: ٤٥٦/١، ٤٥٧، سعيد)

"فالحاصل أن من ترك واجباً، أو إرتكب مكروهاً تحريمياً، لزمه وجوباً أن يعيد في الوقت، فإن خرج أثم، ولا يجب جبر النقصان بعده، فلو فعل أفضل". (رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ٦٤/٢، سعيد)

سنت خارجِ نماز ہواس کے ترک سے بطریق اولیٰ اعادہ لازم نہیں، سنتِ مؤکدہ کو قصداً ترک کرنے پر وعید آئی ہے:

"وهو: سنة مؤكدة، هي كالواجب"(١)۔ "والإقامة كالأذان، الخ". در مختار(٢)۔

"(قوله: كالواجب) بل أطلق بعضهم اسم الواجب عليه، قال في المعراج وغيره: والقولان متقاربان؛ لأن المؤكدة في حكم الواجب في لحوق الإثم بالترك يعني وإن كان مقولاً بالتشكيك". شامي(٣)۔ "ترك السنة لا يوجب فساداً ولا سهواً بل إساءةً لو عامداً". درمختار۔

"فلو غير عامد، فلا إساءة أيضاً". شامي (٤)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بھول کر ترک کرنے پر وعید نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۱۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۹/۱۱/۸۸ھ۔

---

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۳۸۴-۳۸۸، سعيد)

"قوله: سن للفرائض: أي سن الأذان للصلوات الخمس والجمعة سنةً مؤكدةً قويةً قريبةً من الواجب حتى أطلق بعضهم عليه الوجوب". (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۴۴۳، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۱۷۰، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۳۸۸ سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۴۴۶، رشيديه)

"قال رحمه الله تعالىٰ: سن للفرائض: أي الأذان، و هو سنة مؤكدة عند عامة المشايخ، و كذا الإقامة". (تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۳۳۹، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۱۷۲، مكتبه امداديه ملتان)

(۳) (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۳۸۴ سعيد)

"واستشهد علىٰ ذالك في معراج الدراية عن أبي حنيفة وأبي يوسف: صلّوا في الحضر الظهر أوا العصر بلاآذان ولا إقامة، أخطأ وأثموا ...." ولعل الإثم مقول بالتشكيك بعضه أقوى من بعض، ولهذا صرّح في الرواية بالسنية حيث قال: أخطأ السنة، و في غاية البيان والمحيط: القولان متقاربان؛ لأن السنة المؤكدة في معنى الواجب في حق لحوق الإثم لتاركهما اهـ". (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۴۴۵، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۱۷۱، مكتبه امداديه ملتان)

(۴) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، سنن الصلوة: ۱/۴۷۳، سعيد)

عینِ نماز میں طلوعِ شمس

سوال[۳۰۴۵]: فجر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد آفتاب طلوع ہوگیا تو ایسی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ یا قضا نماز جماعت سے ادا کی جائے یا فرداً قضا کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ادا نہیں ہوگی (۱)، اگر سب کی فوت ہوگئی تو جماعت سے پڑھیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم۔

"لاصلوۃ الا بحضور القلب" کا مطلب

سوال[۳۰۴۶]: "لاصلوۃ إلا بحضور القلب" (۳)۔ ترجمہ: حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں

---

(۱) وقوله: "بخلاف الفجر) : أى فإنه لايؤدى فجر يومه وقت الطلوع؛ لأن وقت الفجر كله كامل، فوجبت كاملةً، فتبطل بطُرُوّ الطلوع الذى هو وقت الفساد". (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳۷۳، سعيد)

قال فى المبسوط: "و لو طلعت الشمس و هو فى خلال الفجر، فسدت صلاته عندنا". (باب مواقيت الصلاة: ۱/۳۰۳، المكتبة الغفارية كوئٹه)

(و كذا فى بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: ۱/۵۸۳، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) (ردالمحتار، باب الأذان، مطلب فى أذان الجوق: ۱/۳۹۱، سعيد)

"وإذا قضى الفوائت إن قضاها بجماعة و كان صلاةً يجهر فيها بالقراءة، يجهر فيها الإمام .... و لو فاتت من جماعة صلاة فجر أو ظهر من يوم واحد، جاز لهم قضاؤها بالجماعة". (الفتاوى التاتارخانية، الفصل العشرون فى قضاء الفائتة: ۱/۶۷۷، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچى)

(و كذا فى فتاوىٰ قاضى خان، فصل فيما يوجب السهو و ما لا يوجب السهو: ۱/۱۲۳، رشيديه)

(۳) "وقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا ينظر الله إلىٰ صلاة لايحضر الرجل فيها قلبه مع بدنه".

قال العلامة زين الدين أبى الفضل عبدالرحيم الحسين العراقى: حديث "لاينظر الله إلى صلاة لايحضر الرجل فيها قلبه مع بدنه". لم أجده بهذا اللفظ وروى محمد بن نصر فى كتاب الصلاة من رواية عثمان بن أبى وهوش مرسلاً "لايقبل الله من عبد عملاً حتى يشهد قلبه مع بدنه". ورواه أبو منصور الديلمى فى مسند الفردوس من حديث أبى بن كعب وإسناده ضعيف". (إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الصلاة ومهماتها، فضيلة الخشوع: ۱/۱۹۹، دارإحياء التراث العربى، بيروت)

ہوتی۔ حضورِ قلب سے کیا مراد ہے؟ یہ جو دنیا کے خیالات نماز میں آتے ہیں کبھی حضورِ قلب رہتا ہے اور کبھی نہیں، تو جتنی دیر حضورِ قلب نہ ہو وہ نماز میں شمار آئے گی یا نہیں؟ اگر کسی شخص نے دو رکعت فرض کی نیت سے نماز شروع کی لیکن درمیانِ نماز میں اس نے خیال کیا کہ میں سنت پڑھ رہا ہوں پھر سلام پھیر دیا بعد میں یاد آیا کہ نہیں وہ نماز فرض کی نیت سے شروع کی تھی تو ایسی نماز فرض قرار پائے گی یا نہیں؟ کیا اس کو فرض مکرر پڑھنے ہوں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر حضورِ قلب باقی نہ رہے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے اس لئے کہ ادائے فریضہ کے لئے جو شرائط وارکان فقہاء نے بیان کئے ہیں ان میں حضورِ قلب کو شمار نہیں کیا ہے، پس اگر نماز میں کچھ خیالات آئیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی (۱)، اگر چہ حضورِ قلب والی نماز کا درجہ بھی حاصل نہیں ہوگا، محض اس درمیانی خیال سے وہ فرض نماز سنت نہیں بنے گی جب کہ فرض کی نیت سے اس کو شروع کیا ہے اور اس کو قطع کرکے سنت کی نیت سے تحریمہ نہیں کہی ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

---

(۱) "وعن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "إن الله تجاوز عن أمتی ما وسوست به صدرها ما لم تعمل به أو تتكلم". متفق علیه". (مشكوة المصابیح، باب فی الوسوسة، ص: ۱۸، قدیمی)

"و فی شرح مقدمة الكیدانی للعلامة القهستانی: یجب حضور القلب عند التحریمة، فلو اشتغل قلبه بتفكر مسألة مثلاً فی أثناء الأركان، فلاتستحب الإعادة، وقال البقالی: لم ینقص أجره، إلا إذا قصر، وقیل: یلزم فی كل ركن، و لا یؤخذ بالسهو؛ لأنه معفوٌ عنه، لكنه لم یستحق ثواباً كما فی المنیة". (رد المحتار، مطلب فی حضور القلب والخشوع: ۱/۴۱۷، سعید)

(۲) "رجل افتتح المكتوبة، فظن أنها تطوع، فصلی علی نیة التطوع حتی فرغ فالصلاة هی المكتوبة، و لو كان الأمر بالعكس، فالجواب بالعكس، وكذا فی فتاوی قاضیخان". (الفتاویٰ العالمكیریة، الفصل الرابع فی النیة: ۱/۶۶، رشیدیه)

(وكذا فی البحر الرائق، باب شروط الصلاة: ۱/۴۹۱ رشیدیه)

(وكذا فی خلاصة الفتاوی، الفصل الثامن فی النیة: ۱/۱۸۰، امجد اكیڈمی لاهور)

کیا بغیر حضورِ قلب کے نماز نہیں ہوتی؟

سوال[۳۰۴۷]: بعض پیروں کے مرید نماز کی پابندی بالکل نہیں کرتے اور بعض نماز بالکل نہیں پڑھتے، اگر نماز کے بارے میں ان لوگوں کو کہا جائے تو جواب دیتے ہیں کہ جب قلب حاضر نہ ہوگا نماز قبول نہیں ہوتی اور بعض قائل ہیں کہ نماز صرف دل سے پڑھنی کافی ہے، شرعاً یہ لوگ کیا حکم رکھتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز فرض عین ہے، اسکی فرضیت کا منکر کافر ہے اور بلا عذرِ شرعی اس کا تارک فاسق ہے (۱)۔ نماز فقط قلب سے ہرگز ادا نہیں ہوتی (۲)، یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے، ایسے عقیدہ والوں کو فوراً توبہ کرنا فرض ہے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح بھی کر لینا چاہیے۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۲/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/صفر/۵۵ھ۔

خیالات آنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

سوال[۳۰۴۸]: نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور سجدہ میں دعائیں دل سے نکلنے لگتی

---

(۱) "(هي فرض عين على كل مكلف، و يكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعي (وتاركها عمداً مجانة): أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي)؛ لأنه يحبس لحق العبد، فحق الحق أحق". (الدرالمختار، كتاب الصلاة: ۱/۳۵۲، سعيد)

(وكذا في مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل فيما يوجب قطع الصلاة و ما يجيزه وغير ذلك، ص: ۳۷۳، قديمي)

(وكذا في ملتقى الأبحر متن مجمع الأنهر، كتاب الصلاة: ۱/۶۷، داراحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) "(اعلم بأن الصلوة) و هي في اللغة مطلق الدعاء بالخير، و في الشريعة: عبادة ذات قرآءة و ركوع و سجود .... (فريضة ثابتة بالكتاب والسنة)". (الحلبي الكبير في المقدمة، ص: ۶، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۱/۴۲۳، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، ص: ۱۷۳، قديمي)

ہیں، نماز میں کچھ حرج واقع ہونے لگتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہو تو اس کے دفعیہ کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟

خواجہ عامر حسین عفی عنہ، محلّہ شاہ ولایت صاحب، سہارنپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض خیالات آنے یا دل سے دعاء نکلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا (۱)، خداوند تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے نماز پڑھے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے (۲) اور ہر رکن کے آداب کی رعایت رکھی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ نماز کا حظّ حاصل ہوگا اور خیالات بھی پریشان نہیں کریں گے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/ جمادی الاولیٰ/ ۶۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

نماز میں حوروں کا تصور

سوال [۳۰۴۹]: زید جب نماز پڑھتا ہے تو اسے بذریعۂ قرأتِ امام حوروں کا ذکر معلوم ہوجاتا ہے اس کی وجہ سے اس کا ذہن منتشر ہوجاتا ہے، اسی طرح کبھی بیوی کا خیال بھی آجاتا ہے یہاں تک کہ پوری نماز ختم

---

(۱) "عن أبي هريرة –رضي الله تعالىٰ عنه– قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن الله تجاوز عن أمتي ماوسوست به صدرها مالم تعمل به أو تتكلم". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب في الوسوسة، ص: ۱۸، قديمي)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بارزاً يوماً للناس، فأتاه رجل، فقال: ما الإيمان؟ قال: "الإيمان أن تؤمن بالله وملئكته وبلقائه ورُسله وتؤمن بالبعث" .... قال: ما الإحسان؟ قال: "أن تعبد الله كأنك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراك الخ". (صحيح البخاري، باب سؤال جبرائيل النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن الإيمان الخ: ۱/ ۱۲، قديمي)

(۳) "(ولها آداب) تركه لا يوجب إساءةً وعتاباً كترك السنة الزوائد، لكن فعله أفضل: (نظره إلى موضع سجوده حال قيامه، وإلى ظهر قدميه حال ركوعه، وإلى أرنبة أنفه حال سجوده، وإلى حجره حال قعوده، وإلى منكبه الأيمن والأيسر عند التسليمة الأولى والثانية) لتحصيل الخشوع". (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب صفة الصلاة: ۱/ ۴۷۷، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/ ۵۳۰، رشيديه)

ہوجاتی ہے اور یہ تصورات بغیر قصد کے ہوتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز میں بے اختیار بیوی اور حوروں کا تصور ہوجائے اور انتشار پیدا ہوجانے کے بعد اگر زید اس تصور سے لذت اندوز نہیں ہوتا اور ان خیالات میں منہمک نہیں ہوتا ہے بلکہ ان خیالات کو دور کرکے نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کرتا ہے تو زید گنہگار نہیں ہوگا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

نماز میں غیر عربی میں دعاء مانگنا

سوال [۳۰۵۰]: میں نے عصر کی نماز میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے درود شریف کے بعد کی دعاء پڑھ کر کلام پاک اور حدیث شریف کی دوسری دعاؤں کے بعد اردو میں بھی سہواً دعا مانگ لیا، غالباً یہ دعاء مانگی کہ ”اے اللہ! اپنے شایانِ شان فضل فرما“۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز میں غیر عربی میں دعاء مانگنا حرام ہے، مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔ یہ مسئلہ یاد نہیں رہا تھا اس لئے میں نے اپنی نماز دہرائی، آیا بہتر کیا یا مجھے دہرانے کی ضرورت ہی نہ تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ نے ٹھیک کیا کہ نماز دہرالی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۷/۹۲ھ۔

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت عنوان: ”لا صلاة إلا بحضور القلب“)

(۲) ”(ودعا) بالعربية، وحرم بغيرها، نهر .... (قوله: وحرم بغيرها) .... وكره الدعاء بالعجمية؛ لأن عمر -رضي الله تعالىٰ عنه- نهى عن رطانة الأعاجم، والرطانة كما في القاموس: الكلام بالعجمية، .... وظاهر التعليل أن الدعاء بغير العربية خلاف الأولى، وأن الكراهة فيه تنزيهية، .... ولا يبعد أن يكون الدعاء بالفارسية مكروهاً تحريماً في الصلاة وتنزيهاً خارجها، فليتأمل“. (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في الدعاء بغير العربية: ۱/۵۲۱، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح بيان سننها، ص: ۲۷۲، قديمي)

نماز اور غیر نماز میں عربی اور غیر عربی میں دعاء میں فرق

سوال[۳۰۵۱] : طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص:۱۵۸ میں ہے:"يدعوا بالعربية، و يحرم بغيرها؛ لأنها تنافي جلال الله تعالى".(۱)۔

دعاء بغیر عربی کی حرمت صرف نماز میں ہے یا خارجِ نماز بھی؟ تساویٔ علت سے شبہ ہوتا ہے کہ خارجِ نماز بھی حرام ہو، نیز "ماہنامہ دار العلوم، دیوبند" میں بحوالہ "شامی" خارجِ نماز دعاء بغیر عربی مکروہ لکھنے سے اور بھی شبہ ہوا کہ کہیں شامی کا منشاء کراہتِ تحریمی نہ ہو، بہر حال دعاء کے بارے میں باوجودِ استطاعت علی العربی ہونے کے دوسری زبان استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالسلام صاحب۔

الجواب حامداً و مصلياً :

نماز کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کے بعد سلام سے پہلے دعاء کو "مراقی الفلاح" میں سنت لکھا ہے(۲)، اس کے ذیل میں شرح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:"ويدعو بالعربية و يحرم بغيرها؛ لأنها تنافي جلال الله تعالى"(۳)۔

اس حرمت کا محل تو اندرونِ صلوٰۃ ہی ہے، چند سطر بعد لکھا ہے:"ولا يجوز أن يدعو في صلاته، بما يشبه كلام الناس". مراقي الفلاح۔ "و لذا قالوا: ينبغي له في الصلوة أن يدعوا بدعاء محفوظ لا بما يحضر، ولأنه (بما يجري على لسانه ما يشبه كلام الناس، فتفسد صلوته. وأما في غير

---

(۱) (حاشية العلامة احمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في بيان سننها، ص: ۲۷۲، قديمي)

(۲) " ويسن الدعاء بعد الصلوة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لقوله عليه الصلاة والسلام : "إذا صلى أحدكم، فليبدأ بتحميد الله .... ثم لْيَدْعُ بعدُ ما شآء". (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في بيان سننها، ص: ۲۷۲، ۲۷۳، قديمي)

(۳) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، المرجع السابق، ص: ۲۷۲، قديمي)

(و كذا في الدر المختار، كتاب الأيمان، قبيل باب اليمين في الدخول والخروج الخ: ۳/ ۷۳۱، سعيد)

الصلوة، فبالعکس، فلا یستظهر له دعاء؛ لأن حفظ الدعاء یمنع المعرفة، اهـ. بحر"(١)۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعاء کا حکم خارجِ نماز اور داخلِ نماز یکساں نہیں ہے بلکہ الگ الگ ہے، علامہ شامی نے اس موقعہ پر بحث کرکے لکھا ہے: "وظاهر التعلیل أن الدعاء بغیر العربیة خلاف الأولی وأن الکراهة فیه تنزیهیة .... ولا أن یکون الدعاء بالفارسیة مکروهاً تحریماً فی الصلوة و تنزیهاً خارجها، فلیتامل ولیراجع"۔ ردالمحتار: ١/ ٣٥٠ (٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کتنے نقصان پر نماز توڑنے کی اجازت ہے؟

سوال[٣٠٥٢]: نماز پڑھتے ہوئے کتنے نقصان پر نیت توڑنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تقریباً ۴(......) کی مالیت پر بھی گنجائش ہے(٣)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ١٧/صفر/٦٨ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ١٧/صفر/٦٨ھ۔

---

(١) (حاشیة العلامة احمد بن محمد بن إسماعیل، طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی بیان سننها، ص: ٢٧٣، قدیمی)

(٢) (رد المحتار، کتاب الصلوة، فصل فی بیان تألیف الصلوة إلی انتهائها، مطلب فی الدعاء بغیر العربیة: ١/ ٥٢١، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، باب صفة الصلوة: ١/ ٥٢٨، ٥٢٩، رشیدیه)

(٣) "رجل قام إلی صلاة فسرق منه شئ قیمته درهمٌ، له أن یقطع الصلاة، ویطلب السارق سواء کانت فریضةً أو تطوعاً؛ لأن الدرهم مالٌ". (الفتاوی العالمکیریة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الثانی فیما یکره الصلاة: ١/ ١٠٩، رشیدیه)

(وکذا فی الدر المختار، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ١/ ٦٥٤، سعید)

(وکذا فی فتح القدیر، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، فصل: ویکره للمصلی: ١/ ٤١٨، مصطفی البابی الحلبی، مصر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو نماز کا حکم

سوال[۳۰۵۳] : نماز کی حالت میں اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال دل میں آئے یا ادراک کی حالت میں آئے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خیال نماز میں آئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

التحیات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور

سوال[۳۰۵۴] : التحیات میں "السلام علیك أیها النبی" سے صوفیاء حضرات استدلال کرتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ ان الفاظ کی وجہ اور شانِ نزول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز کو معنی پر دھیان رکھ کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہیے (۲)، اس لئے تصور بھی آئے گا۔ معراج میں تین

---

(۱) "اس لئے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک یا فرشتوں یا بزرگوں کا خیال یا عجیب وغریب مسائل خود بخود دل میں پیدا ہو جائیں تو اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا، البتہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف "صرفِ ہمت" کر کے دل میں نماز کی حالت خیال لانا اور بہمہ وجوہ آپ کی طرف متوجہ ہو جانا مُضر تر ہے، کیونکہ آپ کی بے پناہ عقیدت اور لازوال محبت کے پیشِ نظر اور بے حد تعظیم وتکریم کے لحاظ سے اس خیال میں منہمک ہو کر آدمی توجہ الی اللہ سے محروم رہ جائے گا جو نماز میں مطلوب تھی، اس لئے یہ زیادہ خطرناک ہے"۔ (عبارات اکابر، از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، حصہ اول، باب اول، چوتھا اعتراض، ص:۸۶، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

(۲) نماز میں معنی پر دھیان رکھ کر اور سمجھ کر پڑھنے سے خشوع وخضوع میں اضافہ ہوگا جو عینِ مقصودِ نماز ہے، حدیث میں ہے: "قال (جبریل) فأخبرنی عن الإحسان"؟ قال: "أن تعبد الله کأنک تراه، فإن لم تکن تراه فإنه یراک". قال القاری رحمه الله تعالیٰ: "کأنک تراه" ...... أی حال کونک مشبهاً بمن ینظر إلی الله خوفاً منه وحیاءً وخضوعاً وخشوعاً وأدباً وصفاءً ووفاءً ...... فإن العبد إذا قام بین یدی مولاه، لم یترک شیئاً مما قدر علیه من إحسان المحل بمقتضاه ...... اهـ". (مرقاة المفاتیح، کتاب الإیمان، الفصل الأول: ۱/۱۲۵، رقم الحدیث: ۲، رشیدیه)

چیزیں ہمیں "التحیات، الصلوات، الطیبات" بارگاہِ خداوندی میں پیش کرنے کے لئے وہاں سے جواب میں تین چیزیں: سلام، رحمت، برکات عطا ہوئیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۱۲/ ۶/ ۸۷ھ۔

امام کے سورۂ فاتحہ ختم کرنے پر مقتدی کا کلمہ طیبہ پڑھنا

سوال [۵۵۰۴]: میں جب امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہوں تو امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد میری زبان سے خود بخود کلمہ طیبہ جاری ہوجاتا ہے، کافی کوشش کرتا ہوں کہ روکوں مگر نہیں رکتا، ایسی صورت میں میری نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے نماز تو فاسد نہیں ہوگی (۲) لیکن اس کی اصلاح کیجئے، امام کے پیچھے خاموش رہنے کا

---

(۱) "فلما قال ذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بإلهام من اللہ سبحانه، ردّاللہ علیه وحیّاه بقوله: (ألسلام علیک أیها النبی ورحمة اللہ وبركاته)" فقال: "التحیات بالسلام الذی هو تحیة الإسلام، وقابل الصلوة بالرحمة التی هی بمعناها، وقابل الطیبات بالبركات المناسبة للمال لكونها النمو والكثرة .... اهـ". (إمداد الفتاح شرح نور الإیضاح، ص: ۳۲۶، كتاب الصلوة، مطلب فی شرح ألفاظ التشهد، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(وكذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۲۸۴، ۲۸۵، كتاب الصلوة، فصل فی كیفیة ترتیب أفعال الصلوة، قدیمی)

(۲) "قوله: (ویُفسد الصلاةَ التكلمُ) لحدیث مسلم: "إن صلاتنا هذه لا یصلح فیها شیء من كلام الناس، إنما هو التسبیح والتكبیر، وقرأة القرآن". (البحر الرائق، باب ما یفسد الصلاة وما یكره فیها: ۲/ ۳، رشیدیه)

(وكذا فی ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یكره فیها: ۱/ ۶۱۵، سعید)

(وكذا فی بدائع الصنائع، فصل فی بیان حكم الاستخلاف: ۲/ ۱۲۶، دار الكتب العلمیة بیروت)

حکم ہے (۱)، اس حکم پر عمل کا تصور کیجئے اور کوشش بھی کیجئے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ۔

نماز میں نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنے کا حکم

سوال[۳۰۵۶]: اگر امام نے نماز میں آیت: ﴿و ما محمد إلا رسول﴾ پڑھی اور کسی مقتدی نے یہ سوچ کر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہئے، اس لئے اس نے نام مبارک سنتے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہدیا، تو اس سے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں آئی؟

مولوی محمد احسن صاحب سلطان پوری۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کا یہ خیال صحیح ہے کہ نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہئے، احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے، لیکن یہ حکم خارج نماز کا ہے نماز میں یہ حکم نہیں، پس اگر نماز میں اس قصد سے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد ہوگئی (۲)، جیسے کہ امام سے اللہ پاک کا نام سنکر جل جلالہ کہدیا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ پاک کا نام سنکر

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وإذا قرىء القرآن فاستمعوا له، وأنصتوا، لعلكم ترحمون﴾ (سورة الأعراف: ۲۰۴)

"(والمؤتم لا يقرأ مطلقاً) و لا الفاتحة في السرية اتفاقاً .... (فإن قرأ كره تحريماً، بل يستمع و ينصت إذا أسرّ، لقول أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: "كنا نقرأ خلف الإمام فنزل: ﴿وإذا قرئ القرآن، فاستمعوا له وأنصتوا﴾ (الدر المختار، فصل في القرأة: ۱/۵۴۴، ۵۴۵، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، فصل في بيان أركان الصلاة: ۱/۵۱۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "[فروع]: سمع اسم الله تعالىٰ فقال: جل جلاله، أو النبي صلى الله عليه وسلم فصلى عليه، أو قرأة الإمام فقال: صدق الله ورسوله، تفسد إن قصد جوابه". (الدر المختار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۲۱، سعيد)

"(قوله: تفسد إن قصد جوابه) ذكر في البحر أنه لو قال مثل ما قال المؤذن، إن أراد جوابه تفسد، وكذا لو لم تكن له نية؛ لأن الظاهر أنه أراد به الإجابة، وكذلك إذا سمع اسم النبي صلى الله عليه وسلم فصلى عليه فهذا إجابة". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۲۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۹۹، رشيديه)

تعظیمی لفظ کہنا چاہئے، یا امام سے کسی آیت کو سنکر کہدیا: صدق الله و رسوله، ان صورتوں میں نماز فاسد ہوجاتی ہے، کیونکہ ان سب صورتوں میں قصدِ جواب ملحوظ ہے، اگر بغیر قصدِ جواب کے درودشریف پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی، کیونکہ درودشریف ایسی چیز نہیں جس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے، بلکہ نماز میں اس کو مستقلاً پڑھا جاتا ہے (قعدۂ اخیرہ میں پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے)، اور اللہ پاک کے لئے تعظیمی الفاظ مستقل پڑھے جاتے ہیں (جیسے رکوع میں سبحان ربی العظیم) (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا سجدہ میں دونوں پیروں کے اٹھ جانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

سوال [۳۰۵۷]: اگر سجدہ کرتے وقت دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

محمد یاسین فاروقی اناؤ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر دونوں پیروں کی انگلیاں بالکل زمین سے اٹھی رہیں تو سجدہ درست نہیں ہوگا اور سجدہ درست نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوگی، طحطاوی، ص: ۱۲۶ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) ''(قوله: تفسد إن قصد جوابه) .... واستفيد أنه لو لم يقصد الجواب، بل قصد الثناء والتعظيم، لاتفسد؛ لأن نفس تعظيم الله تعالىٰ والصلاة على نبيه –صلى الله تعالىٰ عليه وسلم– لا ينافي الصلاة، كما في شرح المنية''. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۲۱، سعيد)

وفي الفتاوى العالمكيرية: ''ولو صلى على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الصلاة إن لم يكن جواباً لغيره، لا تفسد صلاته''. (الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۹۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/۹، رشيديه)

(۲) ''فخرج وضع الجبهة مع رفع القدمين؛ لأنه تلاعب وليس بتعظيم''. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب شروط الصلاة، ص: ۲۳۰، قديمي)

(وأيضاً سيأتي تخريجه مفصلاً تحت عنوان: ''سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانا'')

سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانا

سوال[۳۰۵۸]: نماز پڑھتے وقت اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ حوالہ کتب وصفحات کا ہونا ضروری ہے اور اس مسئلہ میں کسی فقیہ کی نظر فقہی بھی ضرور درج فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کرنے سے سجدہ صحیح نہیں ہوگا اور جب سجدہ صحیح نہ ہو، نماز صحیح نہ ہوگی:

"وفی مختصر الكرخي: سجد و رفع أصابع رجليه عن الأرض، لا تجوز اھ". غنية، ص: ۲۸۰(۱)۔ "ومن شرط جواز السجود أن لا يرفع قدميه فيه، فإن رفعهما في حال سجوده، لاتجزيه السجدة اھ". جوهره، ص: ۵۲(۲)۔ قال المحقق ابن الهمام: "أما افتراض وضع القدم، فلأن السجود مع رفعهما بالتلاعب أشبه منه بالتعظيم و الإجلال، و يكفيه وضع أصبع واحدة. و في الوجيز: وضع القدمين فرضٌ، فإن وضع إحداهما دون الأخرى، جاز و يكره، اھ". فتح القدير (۳)۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ دونوں پیر اٹھانے کی مقدار ایک رکن کی ادائیگی تک پہونچ جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۲۵/۱/۶۱ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۲۵/۱/۶۱ھ۔

---

(۱) (غنية المستملي شرح منية المصلي، الخامس من الفرائض: السجدة، ص: ۲۸۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، باب صفة الصلاة: ۱/۲۳، مكتبه امداديه ملتان)

(۳) (فتح القدير، باب صفة الصلاة: ۱/۳۰۵، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

"(قوله: و منها السجود) ...... "و أما إذا رفع قدميه في السجود، فإنه مع رفع القدمين بالتلاعب أشبه منه بالتعظيم والإجلال ...... (قوله: و قدميه) ...... و أفاد أنه لو لم يضع شيئاً من القدمين، لم يصح السجود". (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، بحث الركوع والسجود: ۱/۴۴۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الأول في فرائض الصلاة، و منها السجود: ۱/۷۰، رشيديه)

سجدہ میں دونوں پیروں کا اٹھالینا

سوال [۳۰۵۹] : اگر سجدہ میں دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"ولو سجد ولم يضع قدميه على الأرض، لا يجوز اهـ". عالمگیری (۱)۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر دونوں پیر سجدہ میں زمین سے اٹھالئے تو سجدہ جائز نہیں اور جب سجدہ جائز نہ ہوا (جوکہ نماز کا فرض ورکن ہے) تو نماز بھی جائز نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

رفعِ قدمین

سوال [۳۰۶۰] : سجدہ کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگانا ضروری ہے یا نہیں اور اگر پاؤں اٹھ گئے تو نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سجدہ میں پیر کی کسی انگلی کا زمین سے لگا رہنا ضروری ہے اگر دونوں پیر اس طرح زمین سے اٹھے رہے کہ کسی انگلی کا کوئی حصہ بھی زمین سے لگا ہوا نہیں رہا اور تین تسبیح کی مقدار یہی کیفیت رہی تو نماز درست نہیں ہوگی، سجدہ سہو بھی اس کے لئے کافی نہیں:

"ومنها السجود بجبهته وقدميه، ووضع إصبع واحدة منهما شرط، اهـ". درمختار۔

"وأفاد أنه لو لم يضع شيئاً من القدمين، لم يصح السجود، اهـ". رد المحتار (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، الفصل الأول في فرائض الصلاة: ۱/۷۰، رشيديه)

(وأيضاً تقدم تخريجه تفصيلاً تحت عنوان: "سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانا"۔)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، باب صفة الصلاة، بحث الركوع والسجود: ۱/۴۴۷، سعيد)

(وراجع أيضاً عنوان "سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانا")

سجدہ میں پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا موضع قدمین سے بلند ہونا

سوال [۳۰۶۱]: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور حالتِ سجدہ میں اس کے ہاتھ اور ناک و پیشانی بلندی پر رہتے ہیں اور گھٹنے پستی میں رہتے ہیں اس صورت میں کیا قباحت ہے اور کتنی بلندی کس حکم میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر پیشانی اور ناک قدم سے نصف ذراع سے کم بلندی پر ہو تو سجدہ ادا ہوجائے گا، اگر اس سے زیادہ بلندی پر ہو تو سجدہ ادا نہیں ہوگا اور سجدہ نہ ہونے کی صورت میں نماز بھی نہیں ہوگی:

"ومن شروط صحة السجود عدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين بأكثر من نصف ذراع ليتحقق صفة الساجد، والارتفاع القليل لا يضر، وإن زاد على نصف ذراع، لم يجز السجود: أى لم يقع معتمداً به، فإن فعل غيره معتبراً صحت، وإن انصرف من صلوته ولم يعده، بطلت، اهـ". مراقى الفلاح، ص: ۱۲۶ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عورت کا نماز میں جہراً قرأت کرنا کیا مفسد ہے؟

سوال [۳۰۶۲]: عورت اگر بالجہر نماز پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اور اس طرح جس نے نماز پڑھی ہے ان نمازوں کو قضاء کرنا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض فقہاء کے نزدیک عورت کی آواز عورت ہے، جہر سے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے

---

(۱) (مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، باب شروط الصلاة وأركانها، ص: ۲۳۲، قديمى)

"(ولو كان موضع سجوده أرفع من موضع القدمين بمقدار لبنتين منصوبتين، جاز) سجوده (وإن أكثر لا)، إلا لزحمة كمامر. والمراد لبنة بخارا: وهى رُبع ذراع عرض ستة أصابع، فمقدار ارتفاعهما نصف ذراع ثنتا عشرة أصبعاً، ذكره الحلبى". (الدر المختار، فصل فى بيان تاليف الصلاة إلى انتهائها: ۱/۵۰۳، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الأول فى فرائض الصلاة، و منها السجود ۱/۷۰، رشيديه)

احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ جہر سے نہ پڑھے، جو نمازیں جہر سے پڑھ چکی ہے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۷/ ۹۰ھ۔

نماز میں تفسیر کے ساتھ قرأت کرنا

سوال[۳۰۶۳]: کسی شخص نے تفسیر کے ساتھ قرأت پڑھی ہے، نماز میں آیا اسکی نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا بالدلیل۔ فقط۔

المستفتی: احقر نور محمد میمنگی، مدرسہ مظاہر علوم۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تفسیر قرآن نہیں، غیر قرآن کو قرآن کے ساتھ نماز میں پڑھنا مفسدِ صلوۃ ہے: "الصلوۃ یمنع فیہا عن غیر القرأۃ والذکر قطعاً، و ما کان قصۃ و لم تثبت قرانیۃ، لم یکن قرأۃ و لا ذکراً، فیفسد" الخ ردالمحتار: ۱/ ۵۰۶ (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ محرم/ ۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۱۳/ محرم/ ۵۹ھ، صحیح: عبداللطیف، ۱۳/ محرم/ ۵۸ھ۔

---

(۱) "(قولہ: و صوتہا) معطوف علی المستثنی: یعنی أنہ لیس بعورۃ (قولہ: علی الراجح)، عبارۃ البحر عن الحلیۃ: أنہ الأشبہ. و فی النہر: و ہو الذی ینبغی اعتمادہ، و مقابلہ ما فی: النوازل نغمۃ المرأۃ عورۃ. .... قال فی الفتح: و علی ہذا لو قیل: إذا جہرت بالقرأۃ فی الصلاۃ، فسدت، کان متجہاً، ولہذا منعہا علیہ الصلاۃ والسلام من التسبیح بالصوت لإعلام الإمام لسہوہ إلی التصفیق".

(ردالمحتار، باب شروط الصلاۃ: ۱/ ۴۰۶، سعید)

(وکذا فی النہر الفائق، باب شروط الصلاۃ: ۱/ ۱۸۳، امدادیہ ملتان)

(وکذا فی البحر الرائق، باب شروط الصلاۃ: ۱/ ۴۷۰، رشیدیہ)

(۲) (رد المحتار، مطلب فی حکم القرأۃ بالشاذۃ: ۱/ ۴۸۵، سعید)

"و لا یجوز بالتفسیر إجماعاً؛ لأنہ کلام الناس". (البحرالرائق، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ: ۱/ ۵۳۶ رشیدیہ)

(وکذا فی تبیین الحقائق، باب صفۃ الصلاۃ: ۱/ ۲۸۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"سمع اللہ لمن حمدہ" کے بجائے "سمع اللہ من حمدہ" کہنا

سوال[٣٠٦٤]: امام بجائے "سمع اللہ لمن حمدہ" کے "سمع اللہ من حمدہ" کہتا ہے، اس سے نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی؟

الجواب حامداً مصلیاً:

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن صحیح الفاظ ادا کرنے کی کوشش واہتمام لازم ہے(١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

لفظ "اللہ" کے شروع میں "مد"

سوال[٣٠٦٥]: ایک امام بجائے "اللّٰہ أکبر" کے "آللّٰہ أکبر" پڑھتا ہے، اس کو کہا گیا کہ تم صحیح پڑھا کرو تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے نزدیک بالکل "اللّٰہ أکبر" ہی پڑھتا ہوں، مگر تمہیں "آللّٰہ أکبر" معلوم ہوتا ہے، حالانکہ وہ کبھی "اللّٰہ أکبر" صحیح کہتا ہے اور کبھی غلط۔ اب اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ رکھی ہے جیسا حکم ہو، کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر امام مذکور "اللّٰہ أکبر" میں اللہ کے شروع میں "الف" پر مد پڑھتا ہو اور اس کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں اس کی نماز فاسد ہوجاتی ہے، اگر تکبیرِ تحریمہ میں ایسا کرتا ہے تو نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوا۔ اگر علم ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس سے معنیٰ میں کیا خرابی ہے تو پھر قصداً ایسا کرنے سے کفر کا خوف ہے:

قال ابن نجیم: "لو مدّ ألف "اللّٰہ أکبر" لا یصیر شارعاً، خیف علیه الکفر إن کان

---

(١) "ولو زاد کلمةً أو نقص کلمةً أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر .... لم تفسد ما لم یتغیر المعنی". (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیها: ١/٦٣٢، ٦٣٣، سعید)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الفصل الخامس فی مسائل زلة القاری: ١/٧٩، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، الفصل الثانی عشر فی زلة القاری: ١/١٠٦، امجد اکیڈمی لاهور)

قاصداً، اھ". بحر، ص: ٣١٤(١)۔ "اعلم أن المدّ إن كان فی "اللّٰه"، فأما فی أوله أو أوسطه أو آخره، فإن كان فی أوله لم يصر به شارعاً، وأفسد الصلوة لو فی أثنائها، ولا كفر إن كان كاجاهلاً؛ لأنه جازم، وإلا كفر للشك فی مضمون الجملة". شامی: ١/٥٠٠(٢)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قصداً ترکِ رکوع اور ترکِ قعدۂ اُولیٰ کا حکم

سوال[۳۰۲۶]: جو شخص عمداً امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہوا اور قرأت میں مشغول رہا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور یہ مسئلہ متفقہ بین الائمہ الاربعہ ہے یا نہیں؟ فسادِ صلوۃ کی صورت میں اسی طرح اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں عمداً نہ بیٹھے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کے پیچھے قرأت کی اجازت نہیں، پھر اس میں مشغول رہنے کی وجہ سے رکوع میں شریک نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر رکوع ترک کر دیا، تو ترکِ فرض کی وجہ سے نماز باطل ہوگئی (٣)، قعدہ اولیٰ واجب ہے، عمداً ترکِ واجب سے فرض ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے اور اعادہ واجب ہوتا ہے:

---

(١) (البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ١/٥٣٨، رشيديه)

(٢) (رد المحتار، فصل فی بيان تاليف الصلاة إلى انتهائها: ١/٤٨٠، سعيد)

(وكذا فی الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثالث فی كيفيتها: ١/٧٣، رشيديه)

(٣) "و فی الولوالجية: الأصل فی هذا أن المتروك ثلاثة أنواع: فرض و سنة و واجب، ففی الأول إن أمكنه التدارك بالقضاء يقضی، وإلا فسدت صلاته". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثانی فيما يكره الصلاة و ما لا يكره: ١/١٢٦، رشيديه)

(وكذا فی بدائع الصنائع للكاسانی، فصل فی بيان المتروك سهواً: ١/٧٠١، دارالكتب العلمية بيروت)

"(سجدة السهو واجبة، إنه لا يجب إلا بترك الواجب) لا بترك الفرائض؛ لأن تركها لا ينجبر بسجود السهو، بل هو مفسد، إن لم يتدارك فيعاد". (غنية المستملی (الحلبی الكبير) مفسدات الصلاة، ص: ٤٥٥، سهيل اكيڈمی لاهور)

''و حکم الواجب استحقاق العذاب بترکه عمداً عدم إکفار جاحده، والثواب بفعله، و لزوم سجدة السهو لنقص الصلوة بترکه سهواً، أو إعادتها بترکه عمداً، و سقوط الفرض ناقصاً إن لم یسجد و لم یعد''. مراقی الفلاح''(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

امام سے پہلے رکوع یا سجدہ

سوال[۳۰۱۷]: اگر کوئی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اگر اس رکوع وسجدہ میں امام بھی پہونچ گیا تو نماز درست ہو جائے گی، اگر اس مقتدی نے امام کے رکوع یا سجدہ میں پہونچنے سے پہلے سر اٹھا لیا یعنی امام کے ساتھ رکوع وسجدہ میں شرکت بالکل نہیں کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی:

''ولو رکع قبل الإمام فلحقه إمامه فیه، صح رکوع و کره تحریماً، وإلا لا یجزیه، الخ''. در مختار علی رد المحتار: ۱/٤٨٨ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (مراقی الفلاح، فصل فی بیان واجب الصلوة، ص: ۲۴۹، قدیمی)

(و کذا فی الفتاوی العالمکیریة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/۱۲۶، رشیدیه)

(و کذا فی البحر الرائق، باب سجود السهو: ۱/۱۲۱، رشیدیه)

(۲) (الدر المختار، باب إدراک الفریضة: ۲/۶۱، سعید)

''عن محمد بن زیاد قال: سمعت أبا هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: ''أما یخشی أحدکم'' أو ''ألا یخشی أحدکم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن یجعل الله رأسه رأس حمار''، أو ''یجعل الله صورته صورة حمار'' أخرجه البخاری''. (إعلاء السنن، باب وجوب متابعة الإمام، والنهی عن المسابقة: ۴/۲۹۵، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة کراچی)

(و کذا فی البحر الرائق، باب إدراک الفریضة: ۲/۱۳۶، رشیدیه)

سلام قبل الامام سے متعلق تذکرۃ الرشید اور تذکرۃ الخلیل کی عبارتوں میں تعارض

سوال[۳۰۶۸]: اگر مقتدی امام سے پہلے کلمہ "السلام علیکم ورحمة الله"، ختم کردے تو نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی تو اس عبارت اور حاشیہ کا کیا مطلب ہے جو کہ تذکرۃ الرشید، ص:۱۷۹، میں لکھی ہوئی ہے۔ عبارت یہ ہے:

> "اس عنوان کو اس مسئلہ پر ختم کرتا ہوں جس کو حضرت امام ربانی قدس سرہ نے نہایت اہتمام کے ساتھ ارشاد فرمایا اور کہا کہ سننے والے دوسروں کو پہونچاویں، عالم لوگ اس کی طرف سے غافل ہیں اور یہ غفلت ان کو بہت نقصان پہونچا رہی ہے، وہ یہ کہ امام کے پہلے سلام ختم ہونے سے پہلے مقتدی سلام ختم کردے تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی"۔

اور حاشیہ یہ ہے:

> "مطلب یہ ہے کہ امام اکثر "السلام علیکم ورحمة الله" کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا اور سلام پھیرتا ہے، اور مقتدی اس کلمہ کو جلد ختم کر لیتے ہیں، پس اگر امام کی زبان سے لفظ "ورحمة الله" ختم ہونے سے پہلے مقتدی نے یہ الفاظ تمام کئے تو چونکہ امام سے پہلے مقتدی نے نماز ختم کی، اس لئے مقتدی کی نماز جاتی رہی"۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مقتدی نے امام کے لفظ "السلام" ختم کرنے کے بعد اپنا سلام شروع کیا ہے تو اس کی نماز درست ہوگئی اگر چہ "ورحمة الله" امام سے پہلے ہی ختم کردیا ہو۔

"وتنقضی قدوة بالأول قبل "علیکم" علی المشهور عندنا، وعلیه الشافعیة". درمختار علی هامش الشامیه: ١/٤٣٨(١)۔

تذکرۃ الرشید میں جو مسئلہ ہے اس کا حال بھی یہی ہے، وہاں صرف سلام مذکور ہے، نہ کہ "ورحمة

---

(۱) (الدرالمختار، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ١/٤٦٨، سعید)

اللہ"۔ محشی نے تذکرۃ الخلیل میں خود اس کے خلاف کہا ہے اور تذکرۃ الرشید کا حوالہ بھی اس کے حاشیہ میں دیا ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۵/ ۸۸ھ۔

قعدہ اخیرہ کے بعد ضرورۃً امام سے پہلے سلام پھیرنا

سوال [۳۰۶۹]: ایک صاحب کہتے ہیں کہ کوئی شخص جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو اور قعدۂ اخیرہ التحیات کے بعد اس کو سخت عارضہ پیش آجائے، مثلاً ہوا خارج ہونے والی ہو یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا شخص خود سلام پھیر کر نماز پوری کرلے تو اس کی نماز ہوجائے گی۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوجائے گی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۴/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۴/ ۸۹ھ۔

---

(۱) تذکرۃ الخلیل میں یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ اس طرح ہے: "ایک دن عصر کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت حرم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شویل صاحب نے اس شامی حاجی کو کشاں کشاں لاکر حضرت کے سامنے کھڑا کردیا اور کہا کہ اس نے دوسرا سلام امام سے پہلے پھیر دیا، جب اس کو منع کیا تو اس نے کہا میں نے تو حضرت کو ایسا کرتے دیکھا ہے، کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہاں ایسا کرسکتے ہیں"۔

حاشیہ میں ہے: "تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص: ۹۷، میں یہ مسئلہ غلط لکھا گیا، صحیح یہ ہے کہ جو یہاں مذکور ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (عاشق الٰہی)"۔ (تذکرۃ الخلیل، ص: ۳۰۲، مکتبۃ الشیخ، کراچی)

(۲) واضح رہے کہ بغیر عذر امام کے سلام سے پہلے مقتدی کا سلام پھیرنا مکروہ ہے لیکن عذر کے ساتھ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے: "ولو أتمه قبل إمامه فتكلم، جاز و كره". (ردالمحتار)

"(قوله : ولو أتمه): أى لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه، وفرغ منه قبل إتمام إمامه، فأتى بما يخرجه من الصلوة كسلام أو كلام أو قيامٍ، جاز .... وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلاعذر، فلوبه (أى بعذرٍ) كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مارّ بين يديه، فلا كراهة".

(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الصلوة، آداب الصلوة: ۱/ ۵۲۵، سعيد)

سلام قبل الامام

سوال[۳۰۷۰]: ایک مقتدی مدرک نے امام کے سلام سے قبل سلام پھیر دیا خواہ سہواً یا عمداً تو اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر سہواً امام سے پہلے سلام پھیر دیا، پھر یاد آ گیا تو ٹھہرا رہے اور امام کی اتباع میں دوبارہ سلام پھیر دے بشرطیکہ کوئی اور قول یا فعل منافی صلوۃ نہ کیا ہو، ورنہ اس کے ذمہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔ اگر عمداً امام سے پہلے سلام پھیر کر نماز سے خارج ہوگیا تو دوبارہ پڑھے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱/۲/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱/۲/۹۰ھ۔

امام کی تبعیت کا ایک مسئلہ

سوال[۳۰۷۱]: اگر ہر دو سلام یا سلام سجدۂ سہو شروع امام کے ساتھ یا بعد میں کرے مگر ختم پہلے کرے تو نماز ہوجائے گی۔ درمختار میں ہے: "وتنقضی قدوۃ بالأول قبل علیکم". الدر المختار علی

---

(۱) "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات یوم، فلما قضی الصلاۃ، أقبل علینا بوجھہ، فقال: "أیھا الناس! إنی إمامکم فلا تسبقونی بالرکوع و لا بالسجود و لا بالقیام و لا بالانصراف، فإنی أراکم أمامی و من خلفی". الخ. (الصحیح لمسلم، باب تحریم سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوھما: ۱/۱۸۰، قدیمی)

"(قولہ: و لوأتمہ): أی لو أتم المؤتم التشھد، بأن أسرع فیہ و فرغ منہ قبل إتمام إمامہ، فأتی بما یخرجہ من الصلاۃ کسلام أو کلام أو قیام، جاز: أی صحت صلاتہ لحصولہ بعد تمام الأرکان ...... و إنما کرہ للمؤتم ذلک لترکہ متابعۃ الإمام بلا عذر، فلو بہ ..... فلا کراھۃ". (ردالمحتار، باب صفۃ الصلاۃ: ۱/۵۲۵، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریۃ، الباب الرابع، باب صفۃ الصلاۃ: ۱/۷۱، رشیدیہ)

هامش ردالمحتار: ١/٤٣٦(١)، بموجبِ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ص:۱۴۴(۲)۔ حضرت والا کا فتویٰ یہ ہے کہ داہنی طرف ختم نماز کا سلام پھیرتے وقت اگر مقتدی ''السلام'' کی ''میم'' امام کی ''میم'' سے پہلے ادا کردے گا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ ان دونوں فتوؤں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس فتویٰ پر ورمختار کی عبارت منقولہ کا حاصل بھی وہی ہے جو احقر نے لکھا ہے(۳) ''الأول'' سے مراد پہلا سلام جو داہنی طرف ہوتا ہے ''قبل علیکم'' سے مراد ''السلام علیکم'' کا ''میم''۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۷/۹۲ھ۔

---

(۱) (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ: ۱/۳۶۸، سعید)

(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب مکروہات نماز: ۴/۱۴۴، امدادیہ، ملتان)

(۳) (انظر عنوان: ''امام کے تکبیرات اور سلام سے پہلے مقتدی کا تکبیر وسلام کہنا''۔)

تنبیہ: فقہی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی کے فتویٰ میں جو منقول ہے کہ نماز فاسد ہوجاتی ہے وہ احتیاط پر محمول ہے دیکھئے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۷۳)۔ جب کہ ''خیر الفتاویٰ'' اور ''تذکرۃ الرشید'' اور'' فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' میں مذکورہ مسئلہ میں فسادِ نماز کے بارے میں جواب دیا ہے۔

''مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدی آخری قعدہ بقدرِ تشہد بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر کر چلا جائے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی، البتہ بلاعذر ایسا کرنا مکروہ ہے، عذر کی وجہ سے ہو تو کراہت بھی نہیں''۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۴۲)

''لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه، وفرغ منه قبل إتمام إمامه، فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام وكلام أو قيام جاز أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان .... وإنما كره المؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلا عذر، فلوبه .... فلا كراهة''. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱/۵۲۵، سعید)

اس جزئیہ سے ظاہر ہے کہ انقطاعِ قدوہ کا اس مسئلے کے ساتھ ایسا کوئی تعلق نہیں ہے خواہ یہ انقطاع پہلے سلام سے ہوجاتا ہو یا دوسرے سلام سے .... اور متابعتِ امام میں مقارنت یا تعاقب کے ساتھ بھی اس مسئلے کا تعلق نہیں، امام سے پہلے ''السلام علیکم'' کہہ دیا تو بھی نماز ہوجاتی ہے، البتہ ''تذکرۃ الرشید'' کے مسئلہ کے بارے میں ایک خیال یہ رہا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے درحقیقت ابتدائے نماز کا مسئلہ بتایا ہوگا، سامع کو التباس ہوا، اس نے اسے آخرِ نماز کا مسئلہ سمجھا''۔

مقتدی سے فرض کہہ کر سنت پڑھنا

سوال[۳۰۷۲]: زید ہمیشہ عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھنے کا عادی تھا، ایک روز اس کا دوست بکر آگیا اور کہا چلو! دونوں آدمی چل کر جماعت سے فرض پڑھ لیں، آج سنت نہ پڑھو تو کیا حرج ہے۔ اس پر زید نے کہا کہ میں ہمیشہ سنت پڑھتا آیا ہوں بغیر سنت کے فرض نہ پڑھوں گا۔ اس پر دونوں بہت دیر تک بحث کرتے رہے، آخر میں زید نے بکر کے شر سے بچنے کیلئے سنت کی نیت کرکے کہا کہ اچھا چلو! میں فرض ادا کرتا ہوں، یہ کہہ کر سنت کی نیت باندھ لی اور بکر مقتدی بن گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد زید نے کہا میاں ہم نے تو سنت پڑھی ہے اب پھر سے دونوں فرض پڑھیں گے، بکر نے کہا کہ میرا سارا گناہ تمہارے سر ہے، اب میں دوبارہ نہ ادا کروں گا مجھے تم نے کیوں دھوکا دیا، تم نے سنت کی نیت کرکے فرض بتائی، میں نے فرض کی نیت باندھ لی، میری نماز ہوگئی، تم جانو تمہارا کام جانے۔ ایسی صورت میں بکر کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جب کہ زید نے سنت کی نماز ادا کی تھی۔ زید بہت نادم ہے کہ اب عذابِ الٰہی سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے کیونکہ اس کا سارا گناہ مجھ پر ہوا۔

الجواب حامداًومصلیاً:

بکر کا زید کو سنت سے روکنا شرعاً مذموم ہے(۱)، پھر زید کا بکر کو دھوکہ دے کر فرض بتا کر سنت پڑھنا بھی شرعاً مذموم ہے(۲)، لیکن جب بکر کو معلوم ہوگیا کہ زید نے سنت پڑھی ہے تو بکر کو فرض پھر ادا کرنا چاہئے (۳)،

---

(۱) قال الله عزوجل: ﴿الذين يستحبون الحيوة الدنيا على الآخرة، ويصدون عن سبيل الله، ويبغونها عوجًا، اولئک في ضلالٍ بعيد﴾. (إبراهيم: ۳)

(۲) "عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من حمل علينا السلاح فليس منا، ومن غشنا فليس منا". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا: ۱/ ۷۰، قديمی)

(۳) "لأن الاقتداء بناء ووصف الفرضية معدوم في حق الإمام في الأولى وهو مشاركة وموافقة، فلابد من اتحاد، وهو معدوم في الثانية ..... اهـ" (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۶۳۱، رشيديه)

"لأن اتحاد الصلوتين شرط عندنا". الدرالمختار، باب الإمامة: ۱/ ۵۷۹، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الإمامة: ۱/ ۳۶۰، بيروت، دار الكتب العلمية)

بکر قرض ادانہیں کرے گا تو بکر کے ذمہ فرض باقی رہے گا اور بکر گنہگار ہوگا (۱) لیکن اگر بکر کے نزدیک زید جھوٹا ہے اور اس نے فرض پڑھ کر یہ کہا ہے کہ میں نے سنت پڑھی ہے تو بکر کے ذمہ فرض کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں اس کی نماز درست ہوگئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ۔

جماعت شروع ہونے پر مسجد میں اندر سونے والا کیا کرے؟

سوال [۳۰۷۳]: کوئی شخص مسجد میں سوگیا ہے اور معلوم کسی کو نہیں اور باہر جماعت ہورہی ہے اور جگہ خالی نہیں کہ کسی طرف کو نکل جائے تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر نمازیوں کے درمیان کو نکلتا ہے اس طرح پر کہ کسی کی نماز قبلہ کی طرف سے سینہ پھر جانے کی وجہ سے فاسد نہ کرے تو نکل آئے ورنہ وہیں بیٹھا رہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆……☆……☆……☆……☆

---

(۱) "عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أوصاني خليلي أن لاتشرک بالله شيئًا، وإن قطعت وحرقت، ولاتترک الصلاة مكتوبةً متعمدًا، فمن تركها متعمدًا، فقد برئت منه الذمة". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، الفصل الثالث، ص: ۵۷، قديمى)

(۲) "وتحويل صدره عن القبلة بغير عذر". (الدرالمختار). "(بغير عذر) قال في البحر فى باب شروط الصلاة: والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره، فسدت". الخ. (ردالمحتار، باب مايفسد الصلوة ويكره فيها اه. ۱/۶۲۶، ۶۲۷، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلاة باب شروط الصلاة: ۱/۶۷، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، الفصل السابع فيمايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۳۰۱، رشيديه)

الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ

(مکروہاتِ نماز کا بیان)

کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے

سوال[۳۰۷۴]: کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے؟

الجواب حامداًو مصلیاً:

جس نماز میں واجبِ نماز ترک ہوگیا ہو وہ واجب الاعادہ ہے، مگر یہ اعادہ وقت باقی رہنے تک ہے، وقت ختم ہونے پر وجوب ساقط ہوجاتا ہے، اس وقت استغفار کے ذریعہ مکافات کی جائے (۱)۔

کل صلوة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها

سوال[۳۰۷۵]: "کل صلوۃ أدیت مع کراہة التحریم، وجبت إعادتها" یہ قاعدہ اپنے عموم کے اعتبار سے صحیح ہے، امداد الفتاوی میں اس کی عمومیت پر انکار کیا ہے اور شامی کا حوالہ دیا ہے، اس میں مکمل بیان فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جی ہاں! اس میں اتنی عمومیت نہیں جتنا الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے، شامی: ۱/ ۳۰۷، ۴۸۶، میں تفصیل

---

(۱) "فالحاصل أن من ترک واجباً من واجباتها أو ارتکب مکروهاً تحریمیاً لزمه وجوباً أن یعید فی الوقت، فإن خرج أثم، ولایجب جبر النقصان، فلو فعل فهو أفضل". (رد المحتار، باب قضاء الفوائت ۲/ ۶۴، سعید)

"کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم، تعاد: أی وجوباً فی الوقت، و أما بعده فندباً". (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب قضاء الفوائت، ص: ۴۴۰، قدیمی)

(وکذا فی البحر الرائق، باب قضاء الفوائت، ص: ۲/ ۱۴۲)

(وأیضاً راجع المسئلة الآتیة)

مذکور ہے، وہ ملاحظہ کرلیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۲/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین، دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، نائب مفتی دار العلوم دیوبند، ۲۲/۶/۸۷ھ۔

---

(۱) قال العلامة الشامى: ''(قوله: وكذا كل صلاة أديت الخ) بقى هنا شيء، و هو أن صلاة الجماعة واجبة على الراجح، أو سنة مؤكدة فى حكم الواجب، كما فى البحر، و صرحوا بفسق تاركها و تعزيره، و أنه يأثم. و مقتضى هذا أنه لو صلى مفرداً يؤمر بإعادتها بالجماعة، و هو مخالف لما صرحوا به فى باب إدراك الفريضة أنه لو صلى ثلاث ركعات من الظهر، ثم أقيمت الجماعة، يتمّ و يقتدى متطوعاً، فإنه كالصريح فى أنه ليس له إعادة الظهر بالجماعة مع أن صلاته منفرداً مكروهة تحريماً أو قريبة من التحريم، فيخالف تلك القاعدة، إلا أن يدعى تخصيصها بأن مرادهم بالواجب والسنة التى تُعاد بتركه ما كان من ماهية الصلوة و أجزائها، فلا يشمل الجماعة؛ لأنها وصف لها خارج عن ماهيتها .... و يؤيده أيضاً أنهم قالوا: الترتيب فى سُوَر القرآن واجب، فلو قرأ منكوساً، أثم لكن لا يلزمه سجود السهو؛ لأن ذلك من واجبات القرأة، لا من واجبات الصلاة، كما ذكره فى البحر فى باب السجود، لكن قولهم: ''كل صلوة أديت مع كراهة التحريم'' يشمل ترك الواجب وغيره''. (رد المحتار، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها: ۱/۴۵۷، سعيد)

''(قوله: أى وجوباً فى الوقت الخ) .... فالحاصل أن من ترك واجباً من واجباتها أو ارتكب مكروهاً تحريماً لزمه وجوباً أن يعيد فى الوقت، فإن خرج، أثم، و لا يجب جبر النقصان بعده، فلو فعل أفضل''.

أقول: ما فى القنية مبنيٌّ على الاختلاف فى أن الإعادة واجبة، و قدمنا عن شرح أصول البزدوى التصريح بأنها إذا كانت لخلل غير الفساد، لا تكون واجبةً، و عن الميزان التصريح بوجوبها، و قال: فى المعراج: و فى جامع التمرتاشى: لو صلى فى ثوب فيه صورة يكره و تجب الإعادة، قال أبو اليسر: هذا هو الحكم فى كل صلوة أديت مع الكراهة.

و فى المبسوط على الأولوية والاستحباب، فإنه ذكر أن القومة غير ركن عندهما فتركهما لا يفسد، والأولى الإعادة .... و هل تكون الإعادة واجبةً؟ فصرح غير واحد من شراح أصول فخر الإسلام بأنها ليست بواجبة الخ''. (رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۲/۶۴، سعيد)

کیا طاعاتِ مکروہہ کا بھی ثواب ہے؟

سوال[۳۰۷۲]: **حدیث:۱**...... "عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت: کان رسول اللّٰہ إذا سلم، لم یقعد إلا مقدار مایقول: "أللّٰهم أنت السلام و منك السلام تبارکت یا ذالجلال والإکرام". رواہ مسلم(۱)۔

حدیث:۲...... "وعن المغیرة بن شعبة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم کان یقول فی کل دبر صلوة مکتوبة: "لا إله إلا اللّٰہ وحده لا شریك له الخ". متفق علیه"(۲)۔

حدیث:۱، میں سلام پھیرتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف دعا، "اللّٰهم أنت السلام الخ" تک پڑھتے اور حدیث:۲، میں بتایا گیا ہے کہ ہر نماز کے بعد یعنی ہر فرض نماز کے بعد فلاں وظیفہ پڑھتے۔ اور حدیث:۱، بھی مطلق ہے اور حدیث:۲ بھی۔ اور دونوں مسلم شریف کی حدیثیں ہیں اور دونوں میں اختلاف ہے ایک میں وظیفہ کرنے کا اور ایک میں نہ کرنے کا علماء نے اس اختلاف کو اس طرح دور کیا ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد سنتیں پہلے ادا کرنی چاہیئے، ان کے درمیان وظیفہ کرتے ہوئے بیٹھنا اور سنتوں کی تاخیر کرنا مکروہ ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے فرض نمازوں کے بعد وظیفہ اورادِ مسنونہ پڑھنا مستحب ہے۔

چنانچہ درمختار میں جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان فرض نمازوں کے بعد وظیفہ کرتے ہوئے بیٹھنا اور سنتوں کی تاخیر کرنا مکروہ لکھا ہے، لیکن حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلیل وظیفہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لکھا ہے، حلبی نے ان دونوں کے اختلاف کو دور کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد لی جائے تو دونوں کا اختلاف دور ہوسکتا ہے(۳) اور جناب والا کا ارشاد ہے کہ مکروہ تنزیہی میں ثواب ہے(۴)، حالانکہ درمختار میں

---

(۱) (الصحیح للإمام مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفته: ۱/۲۱۸، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة: ۱/۱۱۷، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلاة: ۱/۲۱۸، قدیمی)

(۳) "ویکره تأخیر السنة إلا بقدر" أللّٰهم أنت السلام الخ". قال الحلوانی: لا بأس بالفصل بالأوراد، واختاره الکمال. قال الحلبی: إن أرید بالکراهة التنزیهیة، ارتفع الخلاف. قلت: وفی حفظی حمله علی القلیلة". (الدرالمختار، باب صفة الصلوة: ۱/۵۳۰، سعید)

(۴) "وعندی أن قول الحلوانی: لا بأس، لا یعارض القولین؛ لأن المشهور فی هذه العبارة کونه خلاف =

کتاب الحج والامامۃ میں لکھا ہے کہ مکروہ تنزیہی کے چھوڑنے میں ثواب ہے، کرنے میں ثواب نہیں اور مستحب کے کرنے میں ثواب ہے چھوڑنے میں ثواب نہیں (۱) اس ناچیز کو سمجھا دیں کہ مکروہ تنزیہی میں ثواب ہونے کی کون سی دلیل ہے تاکہ میں رجوع کرسکوں؟ کبیری شرح منیۃ المصلی، مطبوعہ محمدی کے صفحہ:۳۳۱ میں ہے:

”فإن كان بعدها: أى المكتوبة تطوع، يقوم إلى التطوع بلا فصل إلا مقدار مايقول: أللهم أنت السلام الخ. و يكره تأخير السنة عن حال أداء الفريضة بأكثر من نحو ذالك القدر“(۲)۔

اسی صفحہ میں ہے: ”وأما ماروى من الأحاديث فى الأ ذكار عقيب الصلوة، فلا دلالة فيها على الإتيان بها عقيب الفرض قبل السنة، بل تحمل على الإتيان بها بعد السنة، و لا يخرجها تخلل السنة بينها وبين الفريضة عن كونها بعد ها وعقيبها؛ لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها ومكملا تها، فلم تكن أجنبيةً منها، فما يفعل بعدها، يطلق عليه أنه فعل بعد الفريضة وعقيبها، والله أعلم بالصواب“(۳)۔

= أولىٰ، فكان معناها أن الأولى أن لا يقرأ قبل السنة، و لو فعل لا بأس، فأفاد عدم سقوط السنة بذلك .... و لذا قالوا: لو تكلم بعد الفرض، لا تسقط، لكن ثوابها أقل، فلا أقل من كون قراءة الأوراد، لا تسقطها، و تبعه على ذلک تلميذه فى الحلية، و قال: فتحمل الكراهة فى قول البقالى على التنزيهية، لعدم دليل التحريمية، حتى لو صلاها بعد الأوراد، تقع سنةً مؤداةً“. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب صفة الصلاة ”فصل“: ۱/ ۵۳۰، سعيد)

(۱) ”(قوله: و يسمى مندوباً و أدباً) قال فى الإمداد: و حكمه الثواب على الفعل و عدم اللوم على الترک“. (ردالمحتار، مطلب: لا فرق بين المندوب والمستحب والنفل والتطوع: ۱/ ۱۲۳، سعيد)

”(لا يكره) تنزيهاً (إمامة عبد) و لو معتقاً“. (الدرالمختار). ”قوله: و يكره تنزيهاً) و يكره الاقتداء بهم تنزيهاً، فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلا فالاقتداء أولى من الانفراد“. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹، سعيد)

”(قوله: و مكروهة) و على المكروه تنزيهاً، و هو ما كان تركه أولى من فعله“. (ردالمحتار، مطلب فى تعريف المكروه الخ: ۱/ ۱۳۱، سعيد)

(۲) (غنية المستملى فى شرح منية المصلى (الحلبى الكبير): ۳۴۱، ۳۴۲، سهيل اكيڈمى لاهور)

(۳) (غنية المستملى، ص: ۳۴۲، سهيل اكيڈمى، لاهور)

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی طاعات وقربت کو اگر خارج سے کوئی کراہت لاحق ہو جائے تو اس سے وہ طاعت وقربت باطل اور لغو نہیں ہوتی، اس کا اجر وثواب ملتا ہے مثلاً دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کر دیا جائے تو اس میں ایک کراہت ہے لیکن جتنی مقدار قراۃ طویل کی گئی ہے وہ بھی اجر وثواب سے خالی نہیں (۱) طاعت میں بے شمار مثالیں اس کی ملیں گی، تاہم اس طویل کرنے کو قابلِ ترک ہی کہا جائے گا، لہذا درمختار وغیرہ کا قولِ صحیح ہے کہ مکروہ کو ترک کرنے کا بھی حکم ہے اور جن طاعت وقربت کے ساتھ یہ مکروہ لاحق ہو گیا اس لحوق کی وجہ سے وہ طاعت و قربت بھی باطل نہیں ہوتی، یہ مطلب نہیں ہے کہ مکروہ کا قصداً ارتکاب کیا جائے، معارف السنن، شرح ترمذی میں بھی اس میں مبسوط بحث موجود ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

---

(۱) "(قوله: واعتبر الحلبی فحش الطول) ……… والذی تحصل من مجموع كلامه و كلام القنية أن إطلاق كراهة إطالة الثانية بثلاث آيات مقيد بالسور القصيرة المتقاربة الآيات لظهور الإطالة حينئذ فيها، أما السورة الطويلة أو القصيرة المتقاربة، فلا يعتبر العدد فيها، بل يعتبر ظهور الإطالة من حيث الكلمات، وإن اتحدت آيات السورتين عدداً. هذا ما فهمته، والله تعالیٰ أعلم". (ردالمحتار، فصل فی تاليف الصلاة إلى انتهائها: ۱/۵۴۳، سعيد)

"وفی النهر عن المحيط: "صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة". (الدر المختار).

"(قوله: نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولی من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقی ورع". (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعيد)

(وكذا فی الحلبی الكبير، فصل فی الإمامة، ص: ۵۱۳، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) "قال الشيخ: والذی تحقق عندی أنه فيه تفصيلٌ: فلو صام رجل فی الأيام الخمسة المنهی عنها (يومی العيد وأيام التشريق) فلا يثاب أصلاً، و لو صام صوماً ارتكب فيه كراهةً غير كراهة التحريم أحرز شيئاً من الثواب، و كذا لو صلی صلاةً ارتكب فيها كراهةً يحرز شيئاً من الثواب، و قد دلّ كثيرٌ من مسائل الإمام أبی حنيفة علی أنه يثاب شيئاً فی مثله الخ". (معارف السنن، باب ما جاء فی وصف الصلاة: ۳/۱۳۶، المكتبة البنورية كراچی)

نماز میں کہنی سے آستین اتارنا

سوال [۳۰۷۷] : اگر بحالتِ نماز آستین کہنی سے نیچے کردی جائے تو درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آستین کہنی سے اتار کر اطمینان سے نماز میں شرکت کی جائے، اگر آستین کہنی تک چڑھی رہے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر اسی طرح نماز میں شرکت کرلی تو آہستہ ہلکی حرکت سے آستین اتار لے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۷/۶/۱۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۸۷/۶/۱۸ھ۔

کہنی تک آستین چڑھا کر نماز

سوال [۳۰۷۸] : کہنی کھلی ہونے کی صورت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، فتاویٰ سراجیہ، ص: ۱۱(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "(قوله: كمشمّر كمّ أو ذيلٍ) .... قال في القنية : واختلف فيمن صلى و قد شمّر كميه لعمل كان يعمله قبل الصلاة أو هيئته ذلک، اهـ ومثله ما لو شمّر للوضوء ثم عجل لإدراک الركعة مع الإمام وإذا دخل في الصلاة كذلک، و قلنا بالكراهة، فهل الأفضل إرخاء كميه فيها بعمل قليل أو تركهما؟ والأظهر الأول بدليل قوله الآتي: و لو سقطت قلنسوة فإعادتها أفضل، تأمل، هذا. و قيد الكراهة في الخلاصة والمنية بأن يكون رافعاً كميه إلى المرفقين، و ظاهره أنه لا يكره إلى ما دونها". (ردالمحتار، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية : ۱/۶۴۰ سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها : ۲/۴۲، رشيديه)

(وكذا في غنية المستملي في شرح منية المصلي لإبراهيم الحلبي، ص:۳۵۷، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) (الفتاوى السراجية، ص: ۱۱، سعيد)

"عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال : "أمرت أن أسجد على سبعة أعظم، و لا أكف شعراً و لاثوباً". رواه البخاري" (إعلاء السنن، باب النهي عن كف=

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۷۹]: ۱…… کیا قمیص کی آستین چڑھی ہوئی ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے؟ اگر کہنیاں ڈھکی ہوئی ہوں؟

بٹن کھلے رہنے سے نماز کا حکم

سوال [۳۰۸۰]: ۲…… کیا قمیص کے کفوں کے بٹن کھلے رہنے سے اور گلے کے بٹن کھلے رہنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

۱، ۲…… ہر وہ وضع جس کو اختیار کرکے کسی معزز مجلس میں نہ جا سکتا ہو، نماز کی حالت میں مکروہ ہے بشرطیکہ اس کا سنت سے ثبوت نہ ہو، پس چونکہ آستین چڑھا کر اکابر کے سامنے جانے سے حجاب ہوتا ہے تو نماز ایسی حالت میں مکروہ ہے۔ اور آدابِ نماز کا تقاضہ یہ ہے کہ آستین اتار کر وقار اور تہذیب کے ساتھ نماز پڑھے اور کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بہر حال مکروہ ہے، کذا في قاضیخان (۱) اور گلے کے بٹن کھلے رہنے سے نماز مکروہ نہیں، کیونکہ اس کا ثبوت سنت سے ہے (۲) اور کفوں کے بٹن کا وہ حکم ہے جو کہ آستین چڑھانے کا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الاولیٰ/ ۵۵ھ۔

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۸۱]: کسی شخص کی آستین لمبی ہے ان کو موڑ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

= الشعر والثوب: ۵/ ۹۲، إدارة القرآن كراچی)

(وأيضاً راجع للتخريج المسئلة الماضية آنفاً)

(۱) "ولو صلى رافعاً كميه إلى المرفقين، كره". (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية، فصل فيما يفسد الصلاة: ۱/ ۱۳۵، رشيديه)

(۲) (راجع، ص: ۲۵۵، رقم الحاشية: ۱، ۲، ۳، ۴)

الجواب حامداً ومصلیاً:

گٹے تک موڑے تو ٹھیک ہے (۱)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

نیم آستین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۸۲]: به نیمه آستین نماز گذاردن چه حکم دارد؟

الجواب حامداًومصلیاً:

هر لباسیکه آنرا پوشیده در جلسۂ معززه شرعیه نتواند رفت، آنرا پوشیده نماز گزاردن مکروه است، کما صرح به في كتب الفقه: "الاستفسار: صلى رافعاً كمّي قميصه إلى المرفقين هل تجوز الصلوة؟ الاستبشار: نعم! لكن يكره، كذافي فتاوى قاضي خان، الخ". نفع المفتي و السائل، ص: ۸۵(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/۳/۵۲ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۶/ ربیع الاول/ ۵۲ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أمرت أن أسجد على سبعة أعظم، ولا أكف شعراً ولا ثوباً". (إعلاء السنن، باب النهي عن كف الشعر والثوب: ۹۲/۵، إدارة القرآن)

"ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره". (فتاوى قاضي خان، فصل فيما يفسد الصلاة: ۱۳۵/۱، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، مطلب في الكراهية التحريمية والتنزيهية: ۶۴۰/۱، **سعيد**)

(۲) لم أجد هذه العبارة في نفع المفتي والسائل في النسخة بالعربية، ولكن قد وجدتها في النسخة بالأردية، ص: ۲۳۱، سعيد)

"و لو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره". (فتاوى قاضي خان، فصل فيما يفسد الصلاة: ۱۳۵/۱، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، مطلب في الكراهية التحريمية والتنزيهية: ۶۴۰/۱، سعيد)

نیم آستین کرتہ، ٹخنوں سے نیچا پائجامہ سے نماز

سوال [۳۰۸۳]: نیم آستین کا کرتہ یا بنڈی یا ٹخنہ سے پائجامہ (جیسا فی زمانہ رواج ہوگیا ہے) پہنکر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ ۲/ ۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ صفر/ ۵۸ھ۔

نصف آستین کی قمیص سے نماز پڑھنا

سوال [۳۰۸۴]: نصف آستین کی قمیص سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصف آستین کی قمیص پہننا منقول نہیں ہے، ایسی قمیص خلاف سنت ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی خلاف سنت ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲/ ۳/ ۸۹ھ۔

نماز میں گریبان کھلا رکھنا

سوال [۳۰۸۵]: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہتا تھا یا نہیں؟ اگر کسی

---

(۱) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "ما أسفل من الكعبين من الإزار فی النار". (صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففی النار: ۲/ ۸۶۱، قديمی)

"ولو صلی رافعاً كميه إلی المرفقين كره". (فتاوی قاضی خان، فصل فيما يفسد الصلاة: ۱/ ۱۳۵، رشيديه)

(وكذا فی رد المحتار مطلب فی الكراهية التحريمية والتنزيهية: ۱/ ۶۴۰، سعيد)

(۲) (مر تخريجه تحت عنوان: "کہنی تک آستین چڑھا کر نماز"۔)

کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہے تو اس کی وجہ سے نماز میں کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کبھی کھلا رکھنا بھی ثابت ہے اور بعض صحابہ نے اس کو دیکھ کر ایسا پسند کیا کہ ہمیشہ کھلا ہی رکھا: "عن معاوية بن قرة عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: أتيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في رهط من مزينة لنبايعه: وإن قميصه لمطلق أو قال: زرّ قميصه مطلق، الخ"، شمائل، ص: ۳۸(۱)۔ قال عروة: فما رأيت معاوية رضي الله تعالى عنه ولا ابنه قط إلا مطلق إزرارهما في شتاء ولا حر، ولا يزر ران إزرارهما أبداً". أبو داؤد شریف(۲)۔

"قوله: "فما رأيت معاوية الخ". و هذا وإن كان اختياراً لما هو خلاف الأولى خصوصاً في الصلوات، لكنهما أحبا أن يكون على ما رأيا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وإن كان إطلاق إزراره إذ ذاك لمعارض، ولم يكن هذا من عامة أحواله صلى الله تعالى عليه وسلم، و ذلك لما فيه من قلة المبالاة بأمر الصلوة، إلا أن الكراهة لعلها لا تبقى في حق معاوية وابنه، لكون الباعث لهما حُبّ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واتباعه فيما رأياه من الكيفية، الخ". بذل المجهود: ۵/۵۲(۳)۔

اس حالت میں نماز کا حکم بھی عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوگیا (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ رجب/ ۷۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۲/ رجب/ ۷۰ھ۔

کھلے گریبان سے نماز

سوال[۲۰۸۶]: بحالتِ نماز اگر گریبان کھلا رہے تو صحتِ نماز کے لئے کیا مانع ہے؟ کتنا کھلا رہنے

---

(۱) (شمائل الترمذي، باب ما جاء في لباس رسول الله، ص: ۵، سعيد)

(۲) (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في حل الإزرار: ۲/۵۶۴، دار الحديث ملتان)

(۳) (بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في حل الإزرار: ۵/۵۲، معهد الخليل الإسلامي كراچی)

(۴) (راجع، ص: ۶۵۶، رقم الحاشية: ۱)

سے نماز ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۸۷]: گریبان کے بٹن بلا عذر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور آستین کے بٹن کھلے رہنے سے نماز میں کیا خرابی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گریبان کے بٹن کھلے رہ جائیں یا لگائے جائیں دونوں طرح نماز درست ہے (۲)، یہ سمجھنا غلط ہے کہ بٹن کھول کر ہی نماز پڑھی جائے۔ یہی حکم آستین کے بٹن کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱/ ۶/ ۹۲ھ۔

عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے نماز کا حکم

سوال [۳۰۸۸]: زید بیان کرتا ہے کہ نماز میں کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے نماز مکروہ ہو جاتی

---

(۱) "أولم يزرّ إزاره، فهو مسيئ؛ لأنه يشبه السدل". (رد المحتار، مطلب في كراهة التحريمية والتنزيهية: ۱/ ۶۴۰ سعيد)

"ذكر ابن الشجاع فيمن صلى محلول الإزوار، و ليس عليه إزار: أنه إن كان بحيث لو نظر رأى عورة نفسه من زيقه، لم تجز صلاته، وإن كان بحيث لو نظر لم ير عورته، جازت". (بدائع الصنائع، فصل فيما يستحب ويكره فيها: ۲/ ۸۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "عن معاوية بن قرة عن أبيه رضى الله تعالىٰ عنه قال: أتيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في رهط من مزينة لنبايعه، وإن قميصه لمطلق، أو قال: زرّ قميصه مطلق". (شمائل الترمذي، باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۵ سعيد)

(وراجع أيضاً عنوان: "گریبان کھلا رکھنا"۔)

ہے علاوہ ستر کے۔ یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید سے اس کی دلیل دریافت کیجئے اور ہاتھ پیر ومنہ کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے(۱)؟ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الاولیٰ/ ۵۵ھ۔

نماز میں ٹوپی عمامہ سے کھلی رہنے کا حکم

سوال[۳۰۸۹]: امام صاحب پنج وقتہ نماز پڑھاتے ہیں اور سر پر دو پلی ٹوپی اوڑھتے ہیں اور ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں لیکن عمامہ سے ٹوپی سر پر کھلی رہتی ہے جس پر بعض نمازیوں کو اعتراض ہے اور کہتے ہیں کہ عمامہ سے ٹوپی کھلے رہنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ بعض مقتدی حضرت امام صاحب سے متفق ہیں اور کہتے ہیں کہ ٹوپی کھلی رہنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ براہ کرم اس مسئلہ کو صاف کردیں کہ کون حق پر ہے۔

---

(۱) جن اعضاء کا ڈھانپنا فرض ہے، ان میں سے کوئی عضو نماز کے اندر چوتھائی یا زیادہ کھل گیا اور رکن کی مقدار رہا تو نماز فاسد ہوگئی، اعضائے ستر کے علاوہ یہ حکم نہیں، لہذا زید کا قول درست نہیں:

قال ابن کثیر رحمه الله تعالیٰ: تحت قوله تعالیٰ: ﴿و لا یبدین زینتهن إلا ما ظهر منها﴾: قال الأعمش: عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: ﴿و لا یبدین زینتهن إلا ما ظهر منها﴾ قال: وجهها و کفیها و الخاتم ...... وقال مالک عن الزهری ﴿إلاما ظهر منها﴾ .... عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها أن أسماء بنت أبی بکر دخلت علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق، فأعرض عنها، وقال: "یا أسماء! إن المرأة إذا بلغت الحیض، لم یصلح أن یری منها إلا هذا". وأشار إلی وجهه و کفیه". (تفسیر ابن کثیر، (الجزء الثامن عشر، آیت: ۲۶): ۳/۳۷۸، دارالسلام ریاض)

"(والرابع: ستر عورته) ووجوبه عام و لو فی الخلوة علی الصحیح، إلا لغرض صحیح .... (وللحرة جمیع بدنها) حتی شعرها النازل فی الأصح، خلاالوجه والکفین والقدمین". (الدرالمختار، باب شروط الصلاة: ۱/۴۰۴، ۴۰۵، سعید)

(وکذا فی البحرا الرائق، باب شروط الصلاة: ۱/۴۶۸، رشیدیه)

الجواب حامداًومصلیاً:

جولوگ عمامہ پرٹوپی کھلے رہنے پراعتراض کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ اعتراض کی کیا وجہ ہے، نیز جولوگ یہ کہتے ہیں کہ عمامہ سے ٹوپی کھلی رکھنا مکروہ تحریمی ہے، ان سے دریافت کیا جائے کہ کس کتاب میں مکروہ تحریمی لکھا ہے؟ نماز میں جو چیزیں مکروہ ہیں ان کوفقہ کی کتابوں میں لکھ دیا گیا ہے اوراس چیز کواس میں شمار نہیں کیا گیا، مکروہ نہ ہونے کے لئے بس اتنی ہی بات کافی ہے کسی اَورحوالہ کی ضرورت نہیں، البتہ مکروہ تحریمی قرار دینے کے لئے حوالہ کی ضرورت ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مقتدی کاامام سے پہلے تکبیراتِ انتقال کہنا

سوال [۳۰۹۰]: اگرتکبیراتِ انتقال مقتدی پہلے اداکرجائے تونماز میں کیا نقصان آتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

نمازمکروہ ہوتی ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفااللہ عنہ، **معین مفتی** مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الاولیٰ/ ۵۵ھ۔

---

(۱) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلاکراہت درست ہے، توٹوپی وعمامہ کے ساتھ بطریقہ اولیٰ درست بلکہ افضل ہے اگرچہ عمامہ سے ٹوپی کھلی رہے کیونکہ عمامہ کی جس کیفیت میں کراہت پائی جاتی ہے کہ سر پرعمامہ باندھا جائے اوردرمیان سرننگا ہو، وہ یہاں نہیں ہے اس لئے کہ ٹوپی پرعمامہ باندھنے سے سرکادرمیانی حصہ ڈھکارہتا ہے:

"فروع: یکرہ اشتمال الصماء والاعتجار (والتلثم والتنخم و کل عمل قلیل بلا عذر)". (الدرالمختار).

"(قوله: والاعتجار) نهى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وهو شدّ الرأس أو تكوير عمامته على رأسه، و ترك وسطه مكشوفاً". (الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۵۲، سعيد)

(۲) "عن محمد بن زياد: قال: سمعت أبا هريرة عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "أما يخشى أحدكم أو ألا يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار، أو يجعل الله صورته صورة حمار"؟ أخرجه البخاري". (إعلاء السنن، باب وجوب متابعة الإمام والنهي عن مسابقته: ۴/۲۹۵، إدارة القرآن كراچى)

"والحاصل أن المتابعة في ذاتها ثلاثة انواع: مقارنة لفعل الإمام مثل أن يقارن إحرامه لإحرام الإمام وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه، ويدخل فيها مالو ركع قبل إمامه ودام حتى أدركه إمامه فيه: ومعاقبة لابتداء فعل إمامه مع المشاركة في باقية، ومتراخية عنه، فمطلق المتابعة الشامل لهذه الأنواع الثلاثة يكون فرضاً في الفرض وواجباً في الواجب، وسنة في السنة عند عدم لزوم المخالفة كما قدمناه". =

امام کا رکوع میں جانے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تکبیر کہنا

سوال[۳۰۹۱]: ہمارے محلّہ کی مسجد کے پیش امام صاحب نماز پڑھاتے وقت حسبِ ذیل عمل خلافِ سنت اور خلافِ آدابِ نماز عمل میں لاتے ہیں، کیا ان کی غلطیوں پر نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی بھی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

۱...... نماز پڑھاتے وقت جب امام صاحب مصلّٰی پر کھڑے ہوتے ہیں تو رکوع و سجود کے وقت ان کے داہنے پیر کا انگوٹھا اپنی اصلی جگہ پر قائم نہیں رہتا، اس حرکت سے وہ نماز ختم ہونے تک تقریباً پانچ انگل وہ مصلے سے بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اپنی اصل جگہ پر قائم نہیں رہتے۔

۲...... امام صاحب قرأت ختم کے بعد رکوع میں چلے جاتے ہیں تب اللہ اکبر کہتے ہیں، جس سے مقتدی ان کے بعد یہ عمل کرتے ہیں، گویا امام کے بعد یہ عمل کرتے ہیں اس میں امام کی اتباع نہیں ہوتی۔

۳...... امام صاحب رکوع سے بغیر کچھ کہے ہوئے سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں تب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہیں، اس حالت میں بھی مقتدیوں نے امام کی اتباع نہیں کی بلکہ امام کے عمل کے بعد مقتدیوں نے عمل کیا۔

۴...... پہلے سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھے بیٹھ جاتے ہیں تب "اللہ أکبر" کہتے ہیں اس وقت مقتدی سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں، اس حالت میں بھی امام کی اتباع نہیں ہوئی۔

۵...... دوسرے سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں تب "اللہ أکبر" کہتے ہیں تب مقتدی سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں، غرض ہر عمل مقتدی امام صاحب کے بعد کرتے ہیں، کسی عمل میں بھی امام کی اتباع نہیں ہوتی۔

= (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطلب: مہم فی تحقیق متابعۃ الإمام: ۱/۴۷۱، سعید)

"ویکرہ للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود، وأن یرفع رأسہ فیہما قبل الإمام کذا فی محیط السرخسی". (الفتاوی العالمکیریۃ، الفصل الثانی فیما یکرہ الصلاۃ و ما لا یکرہ: ۱/۱۰۷، رشیدیہ)

(وکذا فی رد المحتار، باب صفۃ الصلاۃ: ۱/۴۹۶، سعید)

۲......امام صاحب ہر رکعت میں سجدہ میں جاتے وقت اپنے پائجامہ کے پائنچوں کو دونوں ہاتھوں سے اوپر چڑھاتے ہیں جب سجدہ میں جاتے ہیں۔ ان غلطیوں کی بناء پر مقتدیوں کو یہ تشویش ہے کہ ہماری نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی، لیکن اس کی اصلاح کی جائے (۱)۔

۲......اس کا بھی یہی حکم ہے (۲)۔

۳......اس کا جواب بھی یہی ہے (۳)۔

---

(۱) قال ابن نجیم: "لو حرک رجلاً لا علی الدوام لا تفسد، وإن حرک رجلیه تفسد فمشکل؛ لأن الظاهر أن تحریک الیدین فی الصلاة لا یبطلها حتی یلحق بهما تحریک الرجلین، فالأوجه قول بعضهم: إنه إن حرک رجلیه قلیلاً لا تفسد، و إن کان کثیراً، فسدت، کمافی الذخیرة". (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۲/۲۲، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۱/۱۰۳، رشیدیه)

(وکذا فی غنیة المستملی مفسدات الصلاة، ص: ۴۴۸، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) "(ثم) کما فرغ (یکبر) مع الانحطاط (للرکوع)". (الدر المختار). وفی ردالمحتار: "(قوله: مع الانحطاط) أفاد أن السنة کون ابتداء التکبیر عن الخرور و انتهائه عنداستواء الظهر، وقیل: إنه یکبّر قائماً، والأول هو الصحیح، کمافی المضمرات، و تمامه فی القهستانی". (باب صفة الصلاة: ۱/۴۹۳، سعید)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة و آدابه و کیفیتها: ۱/۷۴، رشیدیه)

"(قوله: تکبیر الرکوع) روی أنه علیه السلام کان یکبر عند کل رفع وخفض". (البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/۵۲۹، رشیدیه)

(۳) "فإذا اطمئنّ راکعاً (رفع رأسه) ثم فی الروایة التی تجمع بالتسمیع حال الارتفاع، وإذا استوی قائماً قال: ربنا لک الحمد، کذا فی الزاهدی. و هو الصحیح، کذا فی القنیة". (الفتاوی العالمکیریة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة الخ: ۱/۷۴، رشیدیه)

(وکذا فی تنویر الأبصار مع الدرالمختار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۹۶، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/۵۲۹، رشیدیه)

۴......اس کا حکم بھی یہی ہے(۱)۔

۵......اس کا حکم بھی یہی ہے(۲)۔

۶......اس کا حکم بھی یہی ہے، نماز ان سب صورتوں میں ہوجاتی ہے اور اقتداء واتباع میں خرابی نہیں آتی، تاہم ان امور کی امام صاحب کو اصلاح کرنی چاہئے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۸/۹۲ھ۔

نماز میں ٹوپی گر جائے تو اس کا اوڑھنا

سوال[۳۰۹۲]: نماز پڑھتے ہوئے اگر نمازی کی ٹوپی سر سے اتر جائے تو کیا دوسرا آدمی نماز پڑھنے والے کے سر پر ٹوپی اٹھا کر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود نماز پڑھنے والا ہی رکھ سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنائت فرمائیں۔

---

(۱) قال في الفتاوى العالمكيرية: ثم يرفع رأسه و يكبر، والسنة فيه أن يرفع رأسه حتى يستوي جالساً، و ليس في هذا الجلوس ذكر مسنون عندنا، هكذا في الجوهرة النيرة". (الفصل الثالث في سنن الصلاة و آدابها و كيفيتها: ۱/۷۵، رشيديه)

(و كذا في تنوير الأبصار مع الدرالمختار، باب صفة الصلاة: ۱/۵۰۵، سعيد)

(۲) "(و يكبر ويسجد) ثانية (مطمئناً و يكبر للنهوض) على صدور قدميه (بلااعتماد و قعود) استراحة، و لو فعل لا بأس". (تنوير الأبصار مع الدرالمختار، باب صفة الصلاة: ۱/۵۰۲، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الثالث في سنن الصلاة الخ: ۱/۷۵، رشيديه)

(و كذا في غنية المستملي، مفسدات الصلاة، ص: ۳۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۳) قال في الفتاوى العالمكيرية: "يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، وأن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود. كذا في معراج الدراية". (الفصل الثاني فيما يكره الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۱۰۵، رشيديه)

(و كذا في ردالمحتار، مطلب في مكروهات الصلاة: ۱/۶۴۰، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۲/۴۲، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلياً:

دوسرا آدمی اس کے سر پر ٹوپی رکھ سکتا ہے، معمولی ہاتھ کی حرکت سے خود بھی رکھ سکتا ہے، اگر ٹوپی سر پر نہ رکھی اور بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی۔

"ولو سقطت قلنسوة فإعادتها أفضل، إلا إذا احتاجت لتكوير أو عمل كثير". درمختار على ردالمحتار ١/ ٣٤١، نعمانيه (١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۵/ ۷/ ۱۴۰۲ھ۔

جالی دار ٹوپی سے نماز

سوال [۳۰۹۳]: جالی دار ٹوپی اوڑھ کر جس میں سارا سر نظر آتا ہے اس سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جالی دار ٹوپی سے اگر چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے سر نظر آتا ہے تو اس سے نماز میں خرابی نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، ۱۴/ ۷/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ۔

---

(١) (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ١/ ٦٤١، سعيد)

"الأول: أن ما يقام باليدين عادةً كثيرٌ وإن فعله بيد واحدة .... و ما يقام بيد واحدة قليلٌ وإن فعل بيدين كنزع القميص وحلّ السراويل و لبس القلنسوة و نزعها، و نزع اللجام، هكذا في التبيين. و كل ما يقام بيد واحدة، فهو يسير ما لم يتكرر، وكذا في فتاوى قاضيخان". (الفتاوى العالمكيرية، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة: ١/ ١٠٢، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ٢/ ٢٠، رشيديه)

(٢) "والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص و إزار و عمامة، أما لو صلى في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنه كإزار الميت يجوز صلاته من غير كراهة". (خلاصة الفتاوى، الفصل السادس في ستر العورة: ١/ ٧٣١، امجد اكيڈمی لاهور)

(وكذا في الحلبي الكبير، فروع: ٢١٢، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، باب شروط الصلاة: ١/ ٢٦٨، رشيديه)

استعمالی رومال کو سر پر باندھ کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۹۴]: ایک رومال جس سے وضو کا پانی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے پونچھ کر اسی رومال کو بجائے ٹوپی یا دوپٹہ کے سر پر باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

پڑھ سکتے ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/۵/۵۵ھ۔

جوابات صحیح ہیں: سعید احمد غفرلہ، عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/۵/۵۵ھ۔

چوری کے کپڑے میں نماز کا حکم

سوال [۳۰۹۵]: اکثر درزی کپڑا چراتے ہیں اور اس کی ٹوپی یا صدری بنا کر پہنتے ہیں اس سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ فعل حرام ہے، ایسے کپڑے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "أن الخرقة التي يتمسح بها، تجوز الصلاة معها وإن كان ما أصابها من البلل كثيراً فاحشاً".

(البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۱/۱۲۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب الثالث في المياه: ۱/۲۵، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل في بيان الطهارة الحقيقية: ۱/۳۹۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "فروع: تكره الصلاة في الثوب المغصوب وإن لم يجد غيره، لعدم جواز الانتفاع بملك الغير قبل الإذن، أو أداء الضمان". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في المكروهات، ص: ۳۵۸، قديمي)

وأيضاً قال الطحطاوي: "(قوله: مع الكراهة): أي التحريمية، ذكره السيد. و في السراج والقستاني: تكره الصلاة في الثوب الحرير، و الثوب المغصوب، وإن صحت، و الثواب إلى الله تعالى".

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب شروط الصلاة، ص: ۲۱۱)

(وكذا في البحر الرائق، باب شروط الصلاة: ۱/۳۲۷، رشيديه)

سرخ کپڑے میں نماز

سوال[٣٠٩٦]: سرخ کپڑوں میں مثلاً سرخ قمیص، کوٹ، تہبند، پہنکر نماز ادا کرنا شرعاً کیسا ہے کیا نماز مکروہ ہوتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

خالص سرخ کپڑا مرد کے لئے ممنوع ہے، پس ایسا کپڑا پہن کر نماز بھی مکروہ ہوگی بشرطیکہ رنگ پاک ہو(۱)، اگر رنگ ناپاک ہوتو جب تک اس کو اس قدر نہ دھولیا جائے کہ رنگ کٹنا بند ہو جائے اس کو پہن کر نماز قطعاً درست نہ ہوگی (۲)۔

منہ ڈھانک کر نماز پڑھنا

سوال[٣٠٩٧]: اگر کوئی شخص ایسے طریق سے نماز پڑھے کہ اس کا سر اور بدن کا اکثر حصہ چادر کمبل لحاف سے ڈھکا ہوا ہو جیسا کہ آج کل سردی میں لوگ لحاف وغیرہ اوڑھ کر پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

بدن کا اکثر حصہ اور سر ڈھکا ہونے سے نماز میں نقصان نہیں آتا، البتہ منہ اور ناک ڈھک کر نماز پڑھنا

---

(۱) "قد روى عن عمران بن حصين مرفوعاً: "إياكم والحُمرة، فإنها أحب الزينة إلى الشيطان". (إعلاء السنن، باب استحباب الزينة في العيدين: ٨/ ٩٠، إدارة القرآن كراچی)

"(ويكره) أى للرجل -كما مر فى باب الكراهية- (لبس المعصفر والمزعفر) لقول ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما "نهانا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن لبس المعصفر، قال: "إياكم والأحمر، فإنه زىّ الشيطان". (الدرالمختار، مسائل شتى: ٦/ ٧٥٥، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق، فصل فى اللبس: ٨/ ٣٤٩، رشيديه)

(۲) "(قوله: والأولى غسله) اعلم أنه ذكر فى المنية أنه لو أدخل يده فى الدهن النجس أو اختضب المرأة بالحناء النجس أو صبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسل كله ثلاثاً، طهر. ثم ذكر عن المحيط أنه يطهر إن غسل الثوب حتى يصفو الماء و يسيل أبيض". (ردالمحتار، باب الأنجاس: ١/ ٣٢٩، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب السابع فى النجاسة وأحكامها: ١/ ٤٢، رشيديه)

(وكذا فى البحرالرائق، باب الانجاس: ١/ ٤١١، رشيديه)

مکروہ ہے: "فیکرہ التلثم و تغطیۃ الأنف و الفم فی الصلوۃ؛ لأنہ یشبہ فعل المجوس، اھ". مراقی الفلاح: ۱/ ۲۰۵ (۱)...... تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باہر نکالنا چاہیے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/شوال/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مفتی مدرسہ ہذا۔

پتلون پہن کر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۹۸]: پتلون پہن کر (جو انگریزی لباس میں سے ہے) نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پتلون جس جگہ کفار کا مخصوص شعار ہے اس جگہ اس کو پہننا ناجائز ہے اور پہنکر نماز مکروہ ہوتی ہے: "ھکذا یفھم مما ذکروا أنہ: "لو صلی فی ثوب حریر و ثوب مغصوب، لم تصح صلاتہ فی إحدی الروایتین عن أحمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ، و فی أخری تصح مع التحریم، و عندنا یصح و یکرہ، کذا فی مطالب المؤمنین عن تتمہ المنظومۃ اھ". نفع المفتی والسائل للعلامۃ اللکنوی، ص: ۹۰ (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۴/۱۱/۵۶ھ۔

---

(۱) (مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، فصل فی المکروھات: ۳۵۰، قدیمی)

"عن عطاء عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "نھی عن السدل فی الصلاۃ، وأن یغطی الرجل فاہ". رواہ أبو داؤد". (إعلاء السنن، باب النھی عن السدل وعن تغطیۃ الفم فی الصلاۃ: ۵/۹۳، إدارۃ القرآن کراچی)

(و کذا فی الفتاویٰ العالمکیریۃ، الفصل الثانی فیما یکرہ الصلاۃ وما لا یکرہ: ۱/۱۰۷، رشیدیہ)

(۲) "(أو کمّہ)؛ لأن التغطیۃ بلا ضرورۃ مکروھۃ، (و إخراج کفیہ من کمیہ عند التکبیر) للرجل، إلا لضرورۃ کبردٍ". (تنویر الأبصار مع الدر المختار: ۱/۴۷۸، سعید)

(و کذا فی الفتاویٰ العالمکیریۃ، الفصل الثالث فی السنن وآدابھا: ۱/۷۳، رشیدیہ)

(۳) (نفع المفتی و السائل، الثیاب التی تکرہ الصلاۃ فیھا، وما یتعلق بہ، من مجموعۃ رسائل اللکنوی: =

کوٹ پتلون کے ساتھ نماز

سوال[۳۰۹۹]: کوٹ وپتلون یا صرف پتلون پہن کر جبکہ ٹخنہ سے اونچا ہو، اور رکوع وسجود میں زحمت نہ ہوتی ہو اور سر پر انگریزی بال رکھ کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تو نہیں ہوتی، جس طرح کہ کہنی کھلی ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کراہت ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

نماز میں لنگی یا پائجامہ درست کرنا

سوال[۳۱۰۰]: یہاں اکثر مولوی حضرات نماز پڑھاتے وقت دونوں ہاتھ سے سجدہ میں جاتے وقت اپنی لنگی یا پائجامہ کو اوپر اٹھاتے ہوئے سجدہ میں جاتے ہیں اور قعدہ کی حالت میں دونوں ہاتھ سے اپنا کرتہ یا قمیص ٹھیک کرتے ہیں جو نماز کی حالت ذرا سا ادھر اودھر رہتا ہے۔ یہ فعل ہر رکعت میں صادر ہوتا ہے، اس حالت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ اور نماز میں ہمیشہ ادھر ادھر جھانکتے رہتے ہیں، کبھی داہنے جانب کبھی بائیں جانب، کبھی ادھر کبھی اُدھر، کبھی اوپر کی جانب، ایسے شخص کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

= ۴/۱۱۴، إدارة القرآن كراچى)

"(قوله: و لا يضر التصاقه): أى بالألية مثلاً، و قوله: و تشكله -من عطف المسبب على السبب- وعبارة شرح المنية: أم لو كان غليظاً لايرى منه لون البشرة، إلا أنه التصق بالعضو و تشكل بشكله، فصار شكل العضو مرئياً، فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوة لحصول الستر. قال: وانظر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقاً أو حيث وجدت الشهوة؟ قلت: سنتكلم على ذلك في كتاب الحظر، والذى من كلامهم هناك هو الأول". (رد المحتار، باب شروط الصلاة: ۱/۴۱۰، سعيد)

(وكذا فى حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۲۱۰، قديمى)

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "پتلون پہن کر نماز پڑھنا"۔)

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز اس طرح بھی ادا ہوجائے گی، مگر یہ چیزیں وقارِ نماز کے خلاف ہیں، اصل یہ ہے جس کے قلب میں خشوع ہوتا ہے اس کے جسم پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے (١)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جوتے پہن کر نماز کا حکم

سوال [٣١٠١]: نئی جوتی پہن کر عید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اہلِ حدیث کے نزدیک کوئی حدیث ہے کہ جس سے صلوۃ مذکورہ کا جواز ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جوتی پہن کر نماز پڑھنا ثابت ہے (٢)، اُس وقت عامۃً راستوں کا وہ حال نہیں تھا جو کہ جگہ جگہ غلاظت کی وجہ سے اب ہوگیا ہے، نیز مسجد میں کنکر پڑی ہوئی تھی، دری، فرش وغیرہ بچھا ہوا نہیں تھا جیسا کہ اب ہے (٣)

---

(١) "وکره کفه: أی رفعه ولو لتراب کمشمّرٍ کُمٍّ أو ذیل، وعبثه به: أی بثوبه سواء کان من بین یدیه أو من خلفه عند الانحطاط للسجود، اهـ". (ردالمحتار: ١/٦٤٠، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق: ٢/٣٣، رشیدیه)

(وکذا فی التبیین: ١/٤١٠، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(٢) "عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی الله تعالیٰ عنه رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی حافیاً و متنعلاً". (سنن أبی داؤد، باب الصلاة فی النعل: ١/٩٦، دارالحدیث، ملتان)

(٣) "وأما المسجد النبوی، فقد کان مفروشاً بالحصی فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بخلافه فی زماننا، و لعل ذلک محمل مافی عمدة المفتی من أن دخول المسجد متنعلاً من سوء الأدب، فتأمل. قلت: دل هذا الحدیث علی أن الصلاة فی النعال کانت مأمورةً لمخالفة الیهود، و أما فی زماننا فینبغی أن تکون الصلاة مأمورةً بها حافیاً لمخالفة النصاری، فإنهم یصلون متنعلاً لا یخلعونها عن أرجلهم".

(بذل المجهود، باب الصلاة فی النعل: ١/٣٥٨، مکتبه امدادیه ملتان)

(وکذا فی رد المحتار، مطلب فی أحکام المسجد: ١/٦٥٧، سعید)

اس لئے اب فقہاء نے جوتا پہن کر مسجد میں داخل ہونے کو مکروہ لکھا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر جوتا پاک ہو تب بھی یہ احترامِ مسجد کے خلاف ہے (۱)۔ عیدگاہ میں اگر گھاس پر نماز پڑھی جائے تو وہاں توسع ہے مگر فتنہ سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/ ۱۰/ ۸۹ھ۔

کمبل سے بغیر ہاتھ نکالے نماز ادا کرنا

سوال [۳۱۰۲]: سردی کے ایام میں صرف چادر، کمبل اوڑھکر نماز ادا کرنا اس طرح کہ صرف چہرہ کھلا رہے اور دونوں ہاتھ کمبل کے اندر رہیں، کیسا ہے؟ یا دونوں ہاتھوں کا باہر کھلا رہنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں ہاتھوں کا اس طرح رکھنا کہ رکوع سجدہ کی حالت میں بھی اندر ہی رہیں نہیں چاہیئے، سخت سردی کی حالت میں گنجائش ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/ ۷/ ۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/ شعبان/ ۶۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۴/ شعبان/ ۶۱ھ۔

گھڑی کی چین کے ساتھ نماز

سوال [۳۱۰۳]: گھڑی کی چین جو لوہے، اسٹیل یا پیتل کی ہو اس کا پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

---

(۱) "ودخول المسجد متنعلاً مکروہ، کذا فی السراجیة". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ: ۵/ ۳۲۱، رشیدیه)

(۲) "(أو کمّه)؛ لأن التغطیة بلا ضرورة مکروهة، (إخراج کفیه من کمیه عند التکبیر) للرجل، إلا لضرورةٍ کبرد". (تنویر الأبصار مع الدر المختار، باب شروط الصلاة: ۱/ ۴۷۸، سعید)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الفصل الثالث فی بیان سنن الصلاة وآدابها وکیفیتها: ۱/ ۷۳، رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/ ۵۳۱، رشیدیه)

الجواب حامداًومصلیاً:

درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۴/۸۹ھ۔

تصویر پر سجدہ

سوال[۳۱۰۴]: ۱…… تصویر پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲…… مسجد کی دیواروں پر اندرونی حصہ میں پھول پتی اور چاند کی تصویر بنانا درست ہے یا نہیں؟

مصلیٰ پر تصویر

سوال [۳۱۰۵]: ۳…… جائے نماز پر پھول پتی یا چاند کی تصویر بنی ہوئی ہے، جس حصہ پر پیشانی رکھی جاتی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

۱…… اگر مصلے پر جاندار کی تصویر ہو تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے(۲)۔

---

(۱) "ولا یکرہ فی المنطقة حلقة حدیدأونحاس وعظم …… والحاصل أن کلّ مافعل تجبراً، کرہ، ومافعل لحاجة، لا، عنایة". (الدرالمختار، فصل فی اللبس: ۱/۳۵۹، ۳۶۳، سعید)

(وکذا فی بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان: ۶/۵۲۱، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، الباب السابع فی اللبس وما یکرہ من ذلک وما لایکرہ: ۵/۳۳۴، رشیدیہ)

(۲) "عن أبی طلحة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "لا تدخل الملائکة بیتاً فیه کلب ولا صورة". (الصحیح لمسلم، باب تحریم صورة الحیوان واتخاذھا: ۲/۲۰۰، قدیمی)

"(کرہ عکسه عند عدم العذر، ولبس ثوب فیه تماثیل) ذی روح، وأن یکون فوق رأسه أوبین یدیه أو (بحذائه) یمنةً أو یُسرةً، أومحل سجودہ (تمثال) ولو فی وسادة منصوبة، لامفروشة".

(الدرالمختار، باب مایفسد الصلاة ومایکرہ فیھا: ۱/۶۴۸، سعید)

(وکذا فی البحرالرائق، باب مایفسد الصلاة ومایکرہ فیھا: ۲/۲۹، رشیدیہ)

۳،۲ ...... پھول پتی، چاندوغیرہ کی تصویر دیوار، چھت اور مصلے وغیرہ پر درست ہے، اس کا شبہ نہ ہو کہ چاند کی پرستش کی جارہی ہے، بہتر یہ ہے کہ مصلے پر کوئی تصویر نہ ہو، بالکل سادہ ہو(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹۰/۲/۵ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

خانہ کعبہ کی تصویر والے مصلے پر نماز

سوال[۳۱۰۶]: جائے نماز پر خانہ کعبہ کی تصویر ہے ان پر نماز پڑھنا کیسا ہے آیا؟ اس تصویر کو دوسرا کپڑا چڑھا کر چھپا دیا جائے یا کیا کیا جائے؟ اگر فروخت کرتے ہیں تو چوتھائی قیمت ملتی ہے اور مسجد کا نقصان ہے۔

سائل: سیٹھ حاجی قاسم، حاجی ہاشم، راج کوٹ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں ان مصلوں پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، نہ ان پر کپڑا چڑھانے کی ضرورت ہے، نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے، في غنية المستملي: "وأما صورة غير ذي روح، فلا خلاف في عدم كراهة الصلاة عليها أو إليها"، ص: ۳۱٤ (۲)۔ اور اس تصویر سے خانہ کعبہ کی

---

(۱) "عن سعيد بن أبي الحسن قال: جاء رجل إلى ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما فقال: إني رجل أصوّر هذه الصور فأفتني فيها، فقال له: ادْنُ مني، فدنا منه، ثم قال: أدن مني، فدنا حتى وضع يده على رأسه، وقال: أنبئك بما سمعت من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "كل مصور في النار يُجعل له بكل صورة صوّرها نفساً، فتعذبه في جهنم". وقال: إن كنت لابدّ فاعلاً فاصنع الشجر ومالانفس له فأقرّ به نصر بن علي". (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان وتحريم اتخاذما فيه صور الخ: ۲/۲۰۲، قديمى)

"(أو لغير ذي روح لا) يكره؛ لأنها لاتُعبد، وخبر جبريل عليه السلام مخصوص بغير المهانة كما بسطه ابن الكمال". (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۴۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۸، رشيديه)

(۲) (غنية المستملي في شرح منية المصلي (الحلبي الكبير)، فصل في كراهية الصلاة، ص: ۳۵۹، سهيل اكيڈمی)

(وأيضاً تقدم تخريجه تحت عنوان: "مصلی پر تصویر")

تعظیم میں بھی کوئی فرق نہیں آتا، کیونکہ تصویر کا حکم عینِ شئ کا حکم نہیں ہوتا، دوسرے خود خانہ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہاں بھی زمین پیروں کے نیچے ہوتی ہے، جب وہ تعظیم کے منافی نہیں تو تصویر کا پیروں کے نیچے ہونا بطریقِ اولیٰ تعظیم کے منافی نہ ہوگا (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۲/۶/۵۲ھ۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/۲/۵۲ھ، الجواب صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ۔

منقش مصلے پر نماز

سوال[۳۱۰۷]: مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری نے ایک تحقیقی مضمون سپردِ قلم کیا ہے، جس میں اٹلی کی جائے نمازوں کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ ان پر نماز نہ پڑھی جائیں، اس مضمون کے بعد سے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے ہیں، ایک کا خیال ہے کہ ایسے مصلوں پر نماز بالکل نہ پڑھی جائے جس کی وجوہ حسبِ ذیل ہیں:

۱- ایسے منقش جائے نمازوں پر خیال پراگندہ ہوتا ہے، خشوع میں فرق پڑتا ہے۔

۲- اٹلی کی تیار شدہ جائے نمازوں پر نقش ونگار صیہونی سازش کے ماتحت بنائے جاتے ہیں جس کا مقصود شعائرِ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔

۳- ان حضرات کی طرف سے استدلال میں وہ حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں جن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منقش پردہ کو واپس کردینے کا واقعہ مذکور ہے۔

اس کے برخلاف دوسرے گروپ کا کہنا کہ ایسے منقش مصلوں کا استعمال پورے عالمِ اسلام میں ہے، خیال کی پراگندگی کا کوئی ادنیٰ تصور بھی نہیں ہوتا، بلکہ ایسے منقش مصلے بہت سے خوش مزاج اور نفاست پسند لوگوں کی مزید دلجمعی اور خشوع وخضوع کا باعث ہوتے ہیں، اس لئے یہ محض ذوقی اور وجدانی چیز ہے،

---

(۱) "ولو صلى في جوف الكعبة أو على سطحها. جاز إلى أي جهة توجه". (الفتاوى العالمكيرية، الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۱/۲۱، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، باب الصلاة في الكعبة: ۲/۲۵۴، سعيد)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفرائض: ۱/۴۲۶، ادارة القرآن، كراتشى)

لہٰذا اسے فتوے کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ بات بھی سمجھنے میں نہیں آئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خشوع وخضوع پر یہ نقش ونگار کیونکر اثر انداز ہوسکتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات تو اس سے بہت بالاتر تھی۔ لہٰذا اب آنجناب سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں فیصلہ کن بات تحریر فرمائیں، تاکہ باہمی فساد ونزاع کا دروازہ بند ہو۔

عبدالقدوس آزاد پارک دارانسی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مصلے پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہوجائے گی، اس کے نقش ونگار کی وجہ سے اگر خشوع میں فرق آئے تو تحفظ کے لئے اس پر ایک سادہ کپڑا بچھا لیا جائے (۱)۔ آج کل اٹلی کے علاوہ دیگر مقامات کے بنے ہوئے مصلے بھی عامۃً نقش ونگار سے خالی نہیں ہوتے، بسا اوقات بڑی دری میں بھی نقش ونگار ہوتے ہیں، اکثر آدمیوں کا دھیان بھی اس نقوش کی طرف نہیں جاتا، اس پر خانہ کعبہ یا مسجد کا نقش بھی عامۃً ہوتا ہے، تو یہ بھی اٹلی کے مصلے کے ساتھ خاص نہیں۔ دوسرے مسجد یا کعبہ کے نقش پر عامۃً کھڑے نہیں ہوتے بلکہ وہ نقش سجدہ گاہ کی طرف ہوتا ہے جس سے اس کو پامال کرنا لازم نہیں آتا جو احترام کے خلاف ہو۔ نیز تصویر ونقشِ کعبہ کو بعینہٖ کعبہ کا حکم دینا بھی صحیح نہیں، ورنہ اس کی طرف رخ کرکے کیا نماز کو بھی صحیح کہا جائے، اگرچہ وہ کسی بھی سمت میں ہو، اگر بغور دیکھا

---

(۱) "(ولا بأس بنقشه خلا محرابه)، فإنه يكره؛ لأنه يلهي المصلي، ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصاً في جدار القبلة. قال الحلبي: وفي حظر المجتبى: وقيل: يكره في المحراب دون السقف والموخر انتهى. وظاهره أن المراد بالمحراب جدار القبلة فليحفظ".

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "(قوله: لأنه يلهي المصلي): أي فيخل بخشوعه من النظر إلى موضع سجوده ونحوه، وقد صرح في البدائع في مستحبات الصلاة: ينبغي الخشوع فيها، ويكون منتهى بصره إلى سجوده الخ .... وكذا صرح في الأشباه: أن الخشوع في الصلاة مستحب، والظاهر من هذا أن الكراهة هنا تنزيهية، فافهم". (الدر المختار مع رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۵۸، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، فصل: كره استقبال القبلة بالفرج: ۱/۴۲۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۶۵، رشيديه)

جائے تو وہ کعبہ کا نقش ہوتا بھی نہیں، محض ایک صنعت کاری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۸/ ۹۳ھ۔

ایضاً

سوال [۳۱۰۸]: کچھ روز قبل مفتی عزیز الرحمن بجنوری نے ایک فتویٰ شائع کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ اٹلی کا محمل جائے نماز (مصلی) جو عام طور سے حجاج اپنے ہمراہ حجاز سے لاتے ہیں اور اس پر حرمین شریفین کی تصویر ہوتی ہے، اس کا استعمال نماز کے لئے درست نہیں اور اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ یہ یہودیوں کی سازش ہے اور اس کا مقصد نماز میں دھیان بانٹنا اور مناجات کی لذت سے غافل کردینا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے اس مسئلہ پر بنارس میں دو گروہ ہوگئے ہیں بعض لوگ مفتی صاحب کے فتوے کی بناء پر اس قسم کے مصلے کو مساجد سے نکالنے پر مصر ہیں، اور کم لوگ عمومِ بلویٰ مصالحِ مرسلہ جیسی اصطلاحات کا استعمال کرکے اس مصلے کو کراہت سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ میرے پاس بھی اس سلسلہ میں ایک استفتاء آیا ہے لیکن میرے سامنے اس سلسلہ میں کوئی واضح بات نہیں ہے، براہ کرم اپنی رائے سے نوازیں تاکہ یہاں کا بتایا ہوا مسئلہ مرکز کے خلاف نہ ہوجائے۔

سائل: مولانا ابوالقاسم نعمانی، جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب، وارانسی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حرمین شریفین سے لائے ہوئے مصلے کے متعلق یہودیوں کی سازش اور نیت کا مجھے علم نہیں، اس پر جو تصویر ہے وہ ذی روح کی نہیں اس لئے تو اس حکم میں یہ داخل نہیں جس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے جس میں "تشبہ بعبادة الأوثان" لازم آتا ہو(۱)۔ رہا نقش ونگار کا قصد اس میں ہی کیا منحصر ہے، وہ تو آج عام ہے، مسجد کے در ودیوار، صفوف، دری، جائے نماز، لباس کی بناوٹ، کرتہ، گھڑی، لنگی، تسبیح کون سی چیز ایسی ہے جو دل ہٹا کر مخل خشوع نہ ہو لیکن اس کے باوجود اکثر نفوس ایسے ہیں کہ ان کو ایسے نقوش کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا۔

مولانا ارشاد احمد صاحب نے بھی یہاں بیان کیا تھا کہ یہود کا مقصود یہ ہے کہ نماز میں حرمین کو مسلمانوں کے قدموں سے روندا جائے، اس لئے وہ یہ تصویر بناتے ہیں۔ مجھے ان کی اس نیت کا بھی علم نہیں اور ایسے مصلے پر

---

(۱) (قد مضی تخریجه تحت عنوان: "مصلی پر تصویر"، وعنوان: "منقش مصلی پر نماز"۔)

قدم کی جگہ یہ تصویر ہوتی بھی نہیں، بلکہ سجدہ کی جگہ ہوتی ہے، علاوہ ازیں تصویر، وہ بھی جعلی! جس کو اصل کے ساتھ مشابہت بھی نہیں، اصل کے حکم میں کس طرح ہوسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۷/۹۳ھ۔

جس مصلی پر بیت اللہ کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنا

سوال [۳۱۰۹]: جس مصلی پر بیت اللہ کی تصویر ہو اور یہ کہ اس تصویر کو یہودی اہانت کے لئے بناتے ہیں تو اس مصلی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تصویر کا حکم اصلی کا حکم نہیں ہوتا، اس مصلی پر نماز پڑھنا ایسا نہیں جیسے بیت اللہ پر نماز پڑھنا، لہذا اس سے بیت اللہ کی اہانت نہیں ہوتی (۱)، یہودیوں کی نیت ناکام رہتی ہے، بہتر یہ ہے کہ ایسے مصلے کو خریدا ہی نہ جائے تاکہ وہ بنانا ہی چھوڑ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱۱/۸۹ھ۔

روپیہ پیسہ کے ساتھ نماز کا حکم

سوال [۳۱۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مسئلہ ذیل میں:

تصویر گھر میں رکھنے کی جو ممانعت احادیث میں ہے، اکثر لوگ اس پر حجت قائم کرتے ہیں کہ وہ ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر کی ممانعت ہے فوٹو کی نہیں ہے، دوسرے یہ کہتے ہیں کہ جس پر ذی روح کی تصویر ہو جیسے روپے پیسے، اسے پاس رکھنا اور پاس ہوتے ہوئے نماز کیسی ادا ہوسکتی ہے؟ ہر دو باتوں کا جواب خوب اچھی طرح سے دیجئے۔ فقط والسلام۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر اور فوٹو سے بنی ہوئی دونوں کا شرعاً ایک حکم ہے، پیسے روپے پر اول تو تصویر چھوٹی ہے جس کا کوئی اعزاز نہیں ہوتا، دوسرے جیب یا کسی اور کپڑے میں نماز کے وقت مخفی رہتی ہے، سامنے

---

(۱) (قد مر تخریجہ تحت عنوان: "تصویر دار مصلے پر نماز"۔)

نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵۴/۱۰/۲۵ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ۔

تصویر یا بیڑی سگریٹ، جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

سوال [۳۱۱۱]: تہبند شیر مارکہ جس پر کہ شیر کی تصویر ہوتی ہے اور جو اپنا فوٹو جیب میں ڈال کر نماز پڑھتے ہیں اور نوٹ بھی جیب میں ڈالے رہتے ہیں اس پر ''اشوک'' (درخت) کی تصویر ہوتی ہے، کیا ان سب باتوں سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور بیڑی سگریٹ جو کہ نشہ والی چیز ہوتی ہے ان کو جیب میں رکھ کر نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تہبند وغیرہ پر شیر یا کوئی اور تصویر ہو تو اس کو دھلوا کر صاف کروایا جائے تب تہبند وغیرہ کو استعمال کیا جائے، فوٹو اتروانا ہی جائز نہیں ہے (۲)، جیب میں نہ رکھا جائے۔ بیڑی سگریٹ وغیرہ بدبودار چیزیں مسجد میں

---

(۱) ''(قوله: لا المستتر بكيس أو صرة) بأن صلى ومعه صرة أو كيس فيه دنانير أو دراهم فيها صور صغار، فلا تكره لاستتارها، بحر''. (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۶۴۸/۱، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب مايفسد الصلاة مايكره فيها: ۴۸/۲، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها: ۲۸۴/۱، امداديه، ملتان)

(۲) ''عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصورة في البيت، ونهى أن يصنع ذلك''. (سنن ترمذي، أبواب اللباس، باب ماجاء في الصورة: ۳۰۵/۱، سعيد)

''وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصَنعتُه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةً لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها''. (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۶۴۷/۱، سعيد)

قال ابن نجيم: ''قوله: (ولبس ثوب فيه تصاوير) ؛لأنه يشبه حامل الصنم، فيكره. وفي الخلاصة: وتكره التصاوير على الثوب صلى فيه أولم يصل''. (البحر الرائق، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۴۷/۲، رشيديه)

لانا منع ہے۔ ان سب صورتوں سے نماز میں بھی کراہت آئے گی (۱)۔ نوٹ پر جو تصویر ہے وہ قانونی مجبوری ہے اور ضرورت کی بناء پر جیب میں ہو تو نماز میں کراہت نہیں آئے گی (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ہاتھ پر تصویر گدی ہوئی ہونے کی حالت میں نماز

سوال [۳۱۱۲]: کسی شخص کے ہاتھ پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو اس کی نماز میں فرق آئے گا یا نہیں؟ اور اگر فرق آئے گا تو جواز کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ تصویر تو بغیر کھال یا گوشت کاٹے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب کہ اس تصویر کو ختم کرنا دشوار ہے تو مجبوری ہے نماز درست ہوگی، ہو سکے تو کپڑے یا دستانہ سے ہاتھ ڈھانپ لیا کرے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "(قوله: وأكل نحو ثوم): أي كبصل ونحوه مماله رائحة كريهة، للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد .... ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولاً أو غيره .... وكذا لك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة".
(ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في الغرس في المساجد: ۱/ ۶۶۱، سعيد)

(۲) "(قوله: لا المستتر بكيس أو صرة) بأن صلى ومعه صرة أو كيس فيه دنانير أو دراهم فيها صور صغار، فلا تكره لاستتارها، بحر". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۴۸، سعيد)
(وكذا في البحر الرائق، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۴۸، رشيديه)

(۳) "ظاهره عدم الكراهة ولو كانت بالوشم". (رد المحتار، مطلب: إذا تردد الحكم بين السنة والبدعة، كان ترك السنة أولى: ۱/ ۶۴۸، سعيد)

"وفي الفتاوى الخيرية من كتاب الصلاة: سئل في رجل على يده وشم، هل تصح صلاته، وإمامته أم لا؟ أجاب: نعم، تصح صلاته وإمامته بلا شبهة، والله أعلم". (رد المحتار، مطلب في حكم الوشم: ۱/ ۳۳۰، سعيد)

"وفي المحيط: رجل في يده تصاوير وهو يؤم الناس، لا تكره إمامته؛ لأنها مستورة بالثياب، فصار كصورة في نقش خاتم، وهو غير مستبين". (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/ ۴۸، رشيديه)

آئینہ دار مسجد میں نماز

سوال[۳۱۱۳]: ایک مسجد سہارنپور میں متصل چوکی پولیس واقع ہے، مسجد کے اندر حصہ گنبد کے نیچے غربی، جنوبی اور شمالی دیواروں پر ایسے شیشے کے بیل بوٹے تیار کرائے گے ہیں جس میں چہرہ اور عکس نظر آتا ہے جو کہ مثل شیش محل کے ہوگیا ہے۔ اس صورت میں مسجد کے اندر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی مسجد میں نماز جائز ہے، نمازی کو چاہیئے کہ نظر نیچی رکھے تاکہ خشوع حاصل ہو اور دھیان نہ بٹنے پائے ورنہ اگر اس طرف توجہ کی اور خشوع نہ رہا تو نماز مکروہ ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/ ۵/ ۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر العلوم، ۱۶/ ۵/ ۵۷ھ۔

آئینہ سامنے ہوتو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال[۳۱۱۴]: مسجد میں ڈیکولم کے بنے ہوئے دروازے لگے ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے نمازیوں کے اپنے عکس اس میں پڑتے ہیں جیسے سامنے آئینہ ہوتو کیا اس سے نماز میں کوئی حرج ہوتا ہے اور یہ مناسب ہے یا نہیں؟

---

(١) "[تتمه] بقي في المكروهات أشياء أخر .... منها: الصلاة بحضرة ما يشغل البال ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب .... (قوله: لأنه يلهي المصلي): أي فيخل بخشوعه من النظر إلى موضع سجوده ونحوه، وقد صرح في البدائع في مستحباب الصلاة: أنه ينبغي الخشوع فيها، ويكون منتهىٰ بصره إلى موضع سجوده الخ، وكذا صرح في الأشباه: أن الخشوع في الصلاة مستحب، والظاهر من هذا أن الكراهة هنا تنزيهية فافهم". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ١/ ٦٥٣، ٦٥٨، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ٢/ ٢٥، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، فصل: كره استقبال القبلة بالفرج الخ: ١/ ٤٢٠، دار الكتب العلمية بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہایت غلط صورت حال ہے، اس سے حفاظت کی کوئی تدبیر اختیار کی جائے، گذشتہ نمازوں کا اعادہ نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۹۵ھ۔

دیوارِ قبلہ پر نظر پڑنا

سوال [۳۱۱۵]: اگر رکوع یا سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے وقت امام یا منفرد یا مقتدی کی نگاہ دیوار پر اتفاقاً پڑ جائے تو کیا نماز مکروہ ہوگی؟ اور اگر قصداً ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سامنے کی دیوار پر نظر پڑ جانے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی، قصداً ایسا کرنا خلافِ مستحب ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۹۱ھ۔

---

(۱) "بقي في المكروهات أشياء اخر .... منها الصلاة بحضرة ما يشغل البال و يخلّ بالخشوع كزينة ولهو و لعب". (ردالمحتار، مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه الخ: ۱/۶۵۴، سعيد)

(وكذا في مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص: ۳۶۰، قديمی)

"تنبیہ: شیشے میں دکھائی دینے والی صورتیں تصویر کا حکم نہیں رکھتیں، کیونکہ یہ عکس ہے، البتہ کراہت کی وجہ دوسری ہے، وہ عکس مخلِ خشوع اور دل کی مشغولی کا باعث ہو"۔ (خير الفتاوى: ۲/۴۳۱) (و أحسن الفتاوى: ۳/۴۱۲)

(۲) "فلما نزل قوله تعالى: ﴿قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون﴾. [المؤمنون: ۱، ۲] "رمى بصره نحو مسجد: أي موضع سجوده .... و فسره الطحاوي في "مختصره" فقال: يرمي ببصره إلى موضع سجوده في حالة القيام، و في حالة الركوع إلى رؤس أصابع رجليه، وفي حالة السجود إلى أرنبة أنفه، و في حالة القعدة إلى حجره؛ لأن هذا كله تعظيم و خشوع". (بدائع الصنائع، فصل فيما يستحب و يكره فيها: ۲/۷۳، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الثالث في سنن الصلوة وآدابها: ۱/۷۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، فصل في بيان آداب الصلاة: ۱/۵۲۹، إدارة القرآن كراچی)

غیر مسلم کے معبد یا زمین میں نمازِ عید وغیرہ

سوال[۳۱۱۶]: کفار کے معبد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۱...... ہمارے یہاں ایک قوم ہے جن کو "برما" کہا جاتا ہے، انہوں نے پہاڑ پر مندر بنا کر کے وہاں بت رکھے ہیں اور یہاں بھی ایک جاوی پہاڑ ہے جس کے نیچے ایک پہاڑ ہے اور اس کے نیچے ایک میدان ہے جس میں نماز پڑھنے سے جاوی نمازوں کے سامنے یعنی قبلہ کے جانب ہوگی اور میدان سمیت پہاڑ کو جاوی پہاڑ کہا جاتا ہے وایضاً میدانِ مذکور کفار کی ملک میں ہے۔ تو ایسے میدان میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲...... اگر میدان کفار کی ملک میں نہ ہو، یا میدان اور جاوی کے درمیان کوئی گھر حائل ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل اور واضح کر کے ممنون فرما دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ ہے: "وتكره الصلاة في سائر محال الشياطين، ومنها الوادي الذي نام فيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن صلاة الصبح، ومنها كل محلٍ حل به غضب كأرض ثمود وبابل وديار قوم لوط، اهـ. قلت: وبهذا يعلم كراهة الصلاة في البِيَع والكنائس لما فيها من التماثيل، فتكون مأوى الشياطين، كما أفاده العيني في شرح البخاري في بحث المساجد من كتاب الصلاة(۱)۔ "وتكره في أرض الغير بلا رضاه بأن كانت لذمي مطلقاً؛ لأنه يأبى، أو لمسلم وهي مزروعة أو مكروبة ولم يكن بينهما صداقة ولا مودة، أو كان صاحبها سيئ الخُلق، اهـ". طحطاوي على مراقي الفلاح: ۱۹۷(۲)۔ قال ابن عابدين: "قال في البحر: والظاهر أنها

---

(۱) "لم أجده هذه العبارة في عمدة القاري وقد وجدت بمعناها بلفظ: "ويذكر أن علياً رضي الله تعالىٰ عنه كره الصلاة بخسف بابل...... وأما الصلاة في الكنيسة والبيعة فكرهها الحسن البصري...... وفيه الدلالة على كراهة الصلاة في موضع الخسف، والعذاب، والباب معقود عليه". (عمدة القاري، باب الصلاة في مواضع الخسف والعذاب: ۴/۲۷۹، ۲۸۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

"وقال عمر رضي الله تعالىٰ عنه: "إنا لا ندخل كنائسكم من أجل التماثيل التي فيها الصور".
(عمدة القاري، باب الصلاة في البيعة: ۴/۲۸۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في المكروهات، ص: ۳۵۸ قديمي)

تحریمیة؛ لأنها المرادة عند إطلاقهم، اھ". شامی: ۱/۳۵۳ (۱)۔

۲..... جب کہ وہ میدان مسلمانوں کی ملک ہو اور وہ لوگ خود اپنی زمین میں نماز پڑھیں اور سامنے کوئی بت وغیرہ نہ ہو بلکہ کوئی مستقل مکان مثلاً ستون وغیرہ حائل ہو تو وہاں نمازِ عید مکروہ نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۹/۶۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۱۹/شوال/۶۶ھ، صحیح: عبداللطیف، ۲۰/شوال/۶۶ھ۔

مسجد کے لئے بنیاد کھودتے ہوئے میت کی کچھ ہڈیاں ظاہر ہوئیں، وہاں نماز کا حکم

سوال [۳۱۱۷]: ایک قبرستان میں ایک بہت پرانی مسجد تھی، اس مسجد کو منہدم ہوئے بہت زمانہ ہوا، لیکن اس کے کچھ منہدمہ نشانات باقی تھے، انہیں نشانات کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے نئی مسجد کی بنیاد ڈالی ہے، لیکن بنیاد کے کھودتے وقت کچھ ہڈیاں بھی ملیں نیو کافی بلند ہوچکی ہے، گمان یہ ہے کہ قبریں بھی اس میں ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ کہ اس میں نماز عید یا اور کوئی نماز کسی طرح درست ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہاں مدت دراز سے مُردے دفن نہیں ہوتے اور قبروں کے نشانات بھی باقی نہیں تو وہاں نمازِ عید یا کوئی نماز ممنوع نہیں، اگرچہ نیو کھودنے میں کچھ ہڈیاں بھی ظاہر ہوگئیں، ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ بعض میت کی ہڈیاں برسہا برس کے بعد کھودتے وقت ظاہر ہوجاتی ہیں مگر ان کی وجہ سے اس تمام زمین میں نماز کی ممانعت

---

(۱) (رد المحتار، مطلب: تکرہ الصلاۃ فی الکنیسة: ۱/۳۸۰، سعید)

(۲) "ولو کانت الصورة صغیرةً کالتی علی الدراهم أو کانت فی الید أو مستترة أو مهانة مع أن الصلاة بذلک لا تحرم، بل ولا تکره؛ لأن علة حرمة التصویر المضاهاةُ لخلق الله تعالیٰ، وهی موجودة فی کل ما ذُکر. وعلة کراهة الصلاة بها التشبه، وهی مفقودة فیما ذکر، کما یأتی، فاغتنم هذا التحریر". (ردالمحتار، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱/۶۴۷، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۲/۲۸، رشیدیه)

وقال فی التاتارخانیة: "أما إذا کانت مستورة، فلا بأس به". (باب ما یکره للمصلی و ما لایکره: ۱/۵۶۳، إدارة القرآن کراچی)

کا حکم نہیں ہوتا:

"جاز زرعه والبناء عليه إذا بلي وصار تراباً". شامی(۱)۔ "في زادالفقير: وتكره الصلوة في المقبرة، إلا أن يكون فيها موضعٌ أعِدّ للصلوة لانجاسة فيه ولاقذر. فيه، قال الحلبي؛ لأن الكراهة محللة بالسنة، وهومنتفي حينئذٍ". طحطاوی(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۸۶ھ۔

قرآن کریم سجدہ کے سامنے ہو

سوال[۳۱۱۸]: امام صاحب ظہر کی نماز سے قبل مسجد میں پہلی صف میں قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے، جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت قرآن مجید بند کرکے مصلی کے بالکل سامنے رکھ دیا گیا اور نماز میں مشغول ہوگئے، اب سجدہ ایسی جگہ ہورہا ہے کہ قرآن مجید بالکل سر کے سامنے ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا مقامِ سجدہ کے بالکل سامنے قرآن مجید رکھ کر سجدہ کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز باجماعت میں جب کلام مجید امام کے سر کے آگے نہیں ہے تو کسی اشتباہ کا بھی موقع یا اندیشہ نہیں

---

(۱) (ردالمحتار، الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲/۲۳۸، سعيد)

"ولوبلى الميت وصار تراباً، جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون الخ: ۱/۱۶۷، رشيديه)

"ولوبلى الميت وصار تراباً، جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه". (تبيين الحقائق، باب الجنائز: ۱/۵۸۹، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۲) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص: ۳۵۶، قديمي)

"أوكان في المقبرة موضعٌ أعِدّ للصلاة ولاقبر ولانجاسة، فلابأس". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۲۵۴، سعيد)

"إذا غسل موضعاً في الحمام ليس فيه تمثال وصلى فيه، لابأس به، وكذا في المقبرة إذا كان فيها موضع آخر أعِدّ لصلاة، وليس فيه قبر ولانجاسة". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۵۸، رشيديه)

ہے، یہ عمل بلاشبہ درست ہے، بلکہ سجدہ کے سامنے رکھا ہو تب بھی مضائقہ نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱/۴/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱/۴/۹۰ھ۔

نمازی کے سامنے چراغ جلنا

سوال [۳۱۱۹]: اگر نمازی کے آگے چراغ جلتا ہو تو نماز میں کچھ کراہت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

چراغ سامنے رکھ کر نماز پڑھنا

سوال [۳۱۲۰]: ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ مسجد میں نماز پڑھتے وقت چراغ جلاتے ہیں، آگے رکھتے ہیں ایک یا آدھا ہاتھ دوری پر، اور نماز پڑھتے ہیں مگر کوئی عالم کہتے ہیں کہ اس چراغ کو آگے نہ رکھیں بلکہ دائیں یا بائیں یا پیچھے رکھ کر نماز پڑھو۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان برکز العنزة، ویصلی إلیہا". رواہ مسلم ".

"قولہ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الخ"، قال المؤلف: "فی البحر الرائق: أی لا یکرہ أن یصلی و أمامہ مصحف أو سیف، سواء کان معلقاً أو بین یدیہ، أما المصحف، فلأن فی تقدیمہ تعظیمہ، و تعظیمہ عبادة، والاستخفاف بہ کفر، فانضمت ہذہ العبادة إلی عبادة أخری، فلا کراہة". (إعلاء السنن، باب عدم کراہة الصلاة إلی السیف و نحوہ: ۵/۹۷، إدارة القرآن، کراچی)

(و کذا فی تنویر الأبصار مع الدر المختار، باب ما یفسد الصلاة و ما یکرہ فیہا: ۱/۶۵۱، سعید)

(و کذا فی الفتاوی العالمکیریة، الفصل الثانی فیما یکرہ الصلاة و ما لا یکرہ: ۱/۱۰۸، رشیدیہ)

(۲) "(ولا یکرہ صلوة إلی ظہر قاعد) یتحدث ولا إلی مصحف أو سیف مطلقاً أو شمع أو سراج أو نار توقد؛ لأن المجوس إنما تعبد الجمرة لا النار الموقدة، قنیة". (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاة و ما یکرہ فیہا: ۱/۶۵۲، سعید)

(وأیضاً سیأتی تخریجہ تحت عنوان: "چراغ سامنے رکھ کر نماز پڑھنا"۔)

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز جماعت میں چراغ اگر سامنے ہو جیسا کہ عامۂ مساجد میں جدار غربی میں رکھا ہوتا ہے تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی، اگر داہنے یا بائیں یا پیچھے رکھا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہیں (١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ١٦/٩/٨٥ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

نماز اندھیرے میں ہو یا روشنی میں

سوال[٣١٢١]: ایک مسجد میں بجلی کی روشنی کا معقول انتظام ہے اور رات میں برابر روشنی ہوتی ہے، لیکن فرض نماز کے وقت امام صاحب روشنی بُجھا کر نماز باجماعت بلکہ نماز تراویح بھی پڑھتے ہیں، دریافت کرنے پر فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکثر اندھیرے میں نماز ادا فرمائی ہے۔ یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیل نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں نماز ادا فرمائی ہے، نیز یہ سوال ہے کہ روشنی کی موجودگی میں روشنی بجھا کر اندھیرے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ وضاحت کے لئے عرض ہے کہ مسجد کے اگلے حصہ میں بھی روشنی کا انتظام ہے اور بلب ایسے کنارے پر لگا ہوا ہے کہ اگر وہ روشن ہو تو اس کی روشنی مسجد کے اندرونی حصہ میں نہیں پہنچ سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مسئلہ شرعی نہیں، بتی بجھا کر اندھیرے میں نماز پڑھنے کی کوئی تاکید نہیں، بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت روشنی کرنا ضروری اور اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، بلاضرورت اور ضرورت سے زائد روشنی کرنا

---

(١) ''ولا الی مصحف او سیف مطلقا او شمع او سراج أو نار توقد؛ لأن المجوس إنما تعبد الجمر لاالنار الموقدة''. (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ١/٦٥٢، سعید)

''و لو توجه إلی قندیل أو إلی سراج، لم یکره، کذا فی محیط السرخسی، و هو الأصح، کذا فی خزانة الفتاوی''. (الفتاویٰ العالمکیریة، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة و ما لا یکره: ١/١٠٨، رشیدیه)

(و کذا فی البحر الرائق، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ٢/٥٦، رشیدیه)

اسراف میں داخل اور ممنوع ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال [۳۱۲۲]: اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا منع نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

---

(۱) "عن ميمونة مولاة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنها قالت: يا رسول الله! أفتنا فى بيت المقدس، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ائتوه فصلوا فيه وكانت البلاد إذ ذاك حرباً، فإن لم تأتوه و تصلوا فيه، فابعثوا بزيتٍ يسرج فى قناديله". (سنن أبى داؤد، باب فى السرج فى المساجد: ۱/۶۶، دار الحديث ملتان)

"و لو وقف على دهن السراج للمسجد، لا يجوز وضعه جميع الليل، بل بقدر حاجة المصلين و يجوز إلى ثلث الليل أو نصفه إذا أحتيج إليه للصلاة فيه، كذا فى السراج الوهاج. ولا يجوز أن يترك فيه كل الليل إلا فى موضعٍ جرت العادة فيه بذلك". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الحادى عشر فى المسجد و ما يتعلق به: ۲/۴۵۹، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، فصل فى أحكام المسجد: ۵/۴۲۰، رشيديه)

(۲) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها زوج النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنهاقالت: كنت أنام بين يدى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؛ و رجلاىَ فى قبلته، فإذا سجد غمزنى، فقبضت رجلىّ، فإذا قام بسطتها. قالت: والبيوت يومئذٍ ليس فيها مصابيح". (صحيح البخارى، باب التطوع خلف المرأة: ۱/۷۳، قديمى)

قال فى الفتاوىٰ العالمكيرية: "رجل صلى فى المسجد فى ليلة مظلمة بالتحرّى، فتبين أنه صلى إلى غير القبلة، جازت صلاته؛ لأنه ليس عليه أن يقرع أبواب الناس للسؤال عن القبلة". (الباب الثالث فى استقبال القبلة: ۱/۶۴، رشيديه)

(وكذا فى الدر المختار، باب شروط الصلاة: ۱/۴۳۳، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق، باب شروط الصلاة: ۱/۵۰۰، رشيديه)

اگر امام کا چہرہ شمال یا جنوب کی طرف گھوم جائے

سوال[۳۱۲۳]: اگر امام نماز میں اتنا جھومتا ہو کہ قبلہ کیطرف سے اس کا منہ پھر جائے تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر بالکل شمال یا جنوب کی طرف منہ ہو جاتا ہو جیسا کہ سلام پھرتے وقت تو یہ مکروہ تحریمی ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۷/۴/۹۲ھ۔

امام مصلے پر مقتدی فرش پر ہونا مکروہ ہے یا نہیں؟

سوال[۳۱۲۴]: اکثر امام مصلے پر نماز پڑھاتے ہیں اور مقتدی فرش پر بغیر مصلے کے نماز امام کے ساتھ ادا کرتے ہیں، کیا ایسی جماعت میں مقتدیوں کی نماز میں کچھ کراہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں، بلکہ زمین کی نماز بنسبت مصلے کے افضل ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۳/۱۱/۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۳/ ذیقعدہ/ ۶۱ھ۔

---

(۱) ''عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''يا بنيّ! إياك والالتفات في الصلاة، فإن الالتفات في الصلاة هلكة، فإن كان لا بد، ففي التطوع، لا في الفريضة''.
(سنن الترمذي: ۱/ ۱۳۰، سعيد)

''(قوله: وتحويل صدره) أما تحويل وجهه كله أو بعضه، فمكروه، لا مفسد على المعتمد''.
(رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۱/۶۲۶، سعيد)
(وكذا في البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۲/۳۷، رشيديه)

(۲) ''ولكن الأفضل عندنا السجود على الأرض أو على ما تنبته كما في نور الإيضاح ومنية المصلي''.
(رد المحتار، فصل في بيان تاليف الصلاة إلى انتهائها الخ: ۱/ ۵۰۲، سعيد) =

کیا مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے؟

سوال [۳۱۲۵]: بعض مسجدوں میں ظہر وعصر کی نماز مسجد کے نیچے کے درجے میں ہوتی ہے اور بوجہ گرمی کی شدت کے مغرب، عشاء، فجر کی نماز موسمِ گرما میں صرف مسجد کی چھت پر ادا ہوتی ہے جبکہ مسجد کی چھت پر محض چہار دیواری کھینچی ہے نہ کوئی محراب ہے نہ کوئی سائبان، ایسی حالت میں کھلی ہوئی چھت پر نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور چھت تابع، مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے، اصل مسجد چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے، البتہ اگر جگہ کی قلت ہو تو چھت پر کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں، اور جب گرمی ناقابلِ برداشت ہو تب بھی چھت پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے(۱)۔ محراب کا نہ ہونا مضر نہیں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۲۴/ ۶/ ۱۱ھ۔

= "(ولا بأس بالصلوة على الطنافس واللبود وسائر الفرش إذا كان المفروش رقيقاً) بحيث يجد الساجد عليه حجم الأرض (و) لكن الصلوة (على الأرض) بلا حائل (و) على (ما أنبته الأرض) كالحصير والبوريا (أفضل)؛ لأنه أقرب إلى التواضع". (الحلبي الكبير، فروع: في الخلاصة، ص: ۳۲۰، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلوة، فصل فيما لايكره للمصلي، ص: ۳۷۱، قديمی)

(۱) "الصلاة على الرفوف في المسجد الجامع من غير ضرورة مكروهة، وعند الضرورة بأن امتلأ المسجد ولم يجد موضعاً يصلي فيه، فلا بأس به". (التاتار خانية، كتاب الصلاة، ما يكره للمصلي وما لا يكره: ۱/ ۵۲۹ إدارة القرآن كراچی)

"ولو صلى على رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكاناً، كره، كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة". (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/ ۵۷۰، سعيد)

(۲) "عن يحيى بن بشير بن خلاء عن أمه أنها دخلت على محمد بن كعب القرظي فسمعته يقول: حدثني أبو هريرة -رضي الله تعالىٰ عنه- قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "توسطوا =

ایضاً

سوال [۳۱۲۶]: مسجد کے اوپر جو چھت ہوتی ہے اس پر گرمیوں میں مغرب وعشاء وصبح کی نماز ٹھنڈک کی غرض سے اور جاڑوں میں دھوپ کی غرض سے نماز پڑھنا کیسا ہے زید کہتا ہے مکروہ ہے اور شامی کا حوالہ دیتا ہے زید کا قول کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے اندر کنویں پر نماز

سوال [۳۱۲۷]: ہمارے موضع میں ایک مسجد تعمیر ہورہی ہے، اس میں کنواں فرش کے درمیان آگیا ہے، کنویں کے اوپر پتھر رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

= الإمام، وسدوا الخلل". (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب مقام الإمام من الصف: ١/٩٩، دار الحديث ملتان)

"(قوله: إن علل بالتشبه الخ)........ قلت: أي لأن المحراب إنما بني علامةً لمحلّ قيام الإمام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة.......... وفي التاتارخانية: ويكره أن يقوم في غير المحراب إلا لضرورة". (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ١/٦٤٦، سعيد)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، ما يكره للمصلي وما لا يكره: ١/٥٦٨، إدارة القرآن، كراچي)

(١) "ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد، ويلزمه كراهة الصلاة أيضاً فوقه، فليتأمل". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد: ١/٦٥٦، سعيد)

(وأيضاً مر تخريجه تحت عنوان: "مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے"۔)

(٢) "إذا كان السرداب أو العلو موقوفاً لمصالح المسجد، فإنه يجوز؛ إذ لا ملك فيه لأحد، بل هو من تتميم مصالح المسجد، فهو كسرداب مسجد بيت المقدس". (البحر الرائق، فصل في أحكام المسجد: ٥/٤٢١، رشيديه) =

کیا نماز کم عرض کی دری پر مکروہ ہے؟

سوال[۳۱۲۸]: ایسی کم عرض کی دری پر جس پر پیر اور انگوٹھے تو آتے ہیں باقی ہاتھ اور سر سجدہ میں فرش پر ٹکتا ہے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی حالت میں نماز بلا کراہت جائز ہے کیونکہ زمین پر نماز پڑھنا بنسبت دری کے **افضل** ہے اور سر جو کہ اشرف ہے وہ زمین پر ہی رہنا افضل ہے۔ "ولاباس بالصلوة على الطنافس واللبود وسائر الفرش إذا كان المفروش رقيقاً، ولكن على الأرض وعلى ما أنبته الأرض أفضل". منيته وكبيرى، ص:٣٤٧(١)۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/شوال/۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۶/شعبان/۵۴ھ۔

نجاست بقدرِ عفو کے ساتھ نماز کا حکم

سوال[۳۱۲۹]: اگر کسی کی لنگی میں ایک قطرہ پیشاب کا ٹپکا جو پھیلاؤ میں ایک روپیہ سے کم ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھ لیتا ہے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

=(وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف: ۳۵۷/۴، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، فصل: ومن بنى مسجداً الخ: ۴۷۱/۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) (الحلبي الكبير، فروع: في الخلاصة، ص: ۳۲۰ سهيل اكيڈمی لاهور)

"والحاصل أنه لا كراهة في السجود على شيء مما فرش على الأرض مما لا يتحرك بحركة المصلي بالإجماع الخ، ولكن الأفضل عندنا السجود على الأرض أو على ما تنبته، كما في نور الإيضاح ومنية المصلي". (رد المحتار، فصل في بيان تاليف الصلاة إلى انتهائها الخ: ۵۰۲/۱، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل فيما لا يكره للمصلي، ص: ۳۷۰، قديمي)

(۲) "(قوله: وإن كره تحريماً) أشار إلى أن العفو بالنسبة إلى صحة الصلاة به …… والأقرب أن =

تقاضائے ریح کے وقت نماز

سوال[۳۱۳۰]: مرض ریح میں کیا حکم ہے، کہتے ہیں غلبۂ ریح کو روکنا نماز کی حالت میں مکروہ تحریمی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس وقت پاخانہ، پیشاب، ریح کا تقاضا ہو اور طبیعت میں تشویش ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے، پہلے ان اشیاء سے فراغت پالے اس کے بعد اطمینان سے نماز پڑھے (۱)۔ اگر کوئی شخص معذور ہو کہ ریح کا مرض ہے اور اتنا وقت اس کو نہیں ملتا کہ وضو کرکے بلا ریح نماز پڑھ سکے تو وہ مستثنیٰ ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۳/ ربیع الثانی/ ۵۵ھ۔

= غسل الدرهم و ما دونه مستحب مع العلم به والقدرة على غلسه، فتركه حينئذ خلاف الأولى، نعم! الدرهم غسله آكد مما دونه، فتركه أشد كراهةً .... ففي المحيط: يكره أن يصلي و معه قدر درهم أو دونه من النجاسة عالماً به لاختلاف الناس فيه". (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۷، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، فصل في بيان المقدار الذي يصير به المحل نجساً: ۱/۲۲۹، دارالكتب العلمية)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الأنجاس: ۱/۲۰۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) "(قوله: وصلاته مع مدافعة الأخبثين الخ): أي البول والغائط، قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أوقبله، فإن شغله، قطعها إن لم يخف فوت الوقت، وإن أتمّها أثم، لمارواه أبوداود: "لا يحل لأحد يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلي وهو حاقن حتى يتخفف": أي مدافع البول، ومثله الحاقب: أي مدافع الغائط والحازق: أي مدافعهما. وقيل: مدافع الريح اهـ وماذكره من الإثم صرح به في شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية". (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة اهـ، مطلب في الخشوع: ۱/۶۴۱، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۴۱۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) "(وصاحب عذر من به سلسل) بول لايمكنه إمساكه (أواستطلاق بطن أو انفلات ريح أومستحاضة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لايجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث (ولو حكماً)؛ لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم". (تنوير الأبصار مع الدرالمختار، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور: ۱/۳۰۵، سعيد) .... =

طبعی کراہت کی وجہ سے نماز میں کراہت

سوال[۳۱۳۱]: بکر امام کے مصلے پر آ کر سوتا ہے جس سے پسینہ کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے، امام کو اس فعل سے طبعی کراہت ہے تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور بکر کا یہ طریقہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

طبعی کراہت کی وجہ سے نماز تو مکروہ نہیں ہوئی (۱) لیکن بکر کا یہ عمل غلط ہے اس کو اس سے باز آنا چاہیے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۲/۸۹ھ۔

منفرد کے لئے تکبیر کا جہر

سوال[۳۱۳۲]: منفرد مغرب، عشاء اور فجر کی فرض نمازوں میں "سمع اللہ لمن حمدہ" اور

=(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس اهـ: ۱/۴۱، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الحيض: ۱/۱۸۰، دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

(۱) "(قوله: والعرق كالسؤر، و سؤر الآدمي والفرس و ما يؤكل لحمه طاهر)، أما الآدمي، فلأن لعابه متولد من لحم طاهر، و إنما لا يؤكل لكرامته، و لا فرق بين الجنب والطاهر والحائض والنفساء والصغير والكبير والمسلم والكافر والذكر والأنثى". (البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۱/۲۲۲، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الطهارة: ۱/۲۲۸، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطهارة: ۱/۱۰۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) "وعن عبد الله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه". هذا لفظ البخاري، و لمسلم قال: "إن رجلاً سأل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أيّ المسلمين خير؟ قال: "من سلم المسلمون من لسانه و يده". (مشكوة المصابيح، ص: ۱۲، قديمي)

"ويكره الإعطاء مطلقاً، وقيل: إن تخطى .... وأكل و نوم إلا لمعتكف و غريب".

(الدرالمختار، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۱/۶۶۱، سعيد)

(وكذا في إعلاء السنن، باب كراهة دخول من أكل الثوم والبصل الخ: ۵/۱۳۸، إدارة القرآن كراچی)

تکبیریں آہستہ کہے یا بلند آواز سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

منفرد نمازوں میں ان نمازوں میں تکبیر وتسمیع آہستہ کہے: "وجهر الإمام بالتكبير لحاجته إلى الإعلام بالدخول والانتقال، قيد بالامام، والمأموم والمنفرد ليس لهم الجهر به؛ لأن الأصل في الذكر الإخفاء، ولاحاجة له إلى الجهر". ۱/۳۰۳"(۱)۔ "وجهر الإمام بالتكبير وكذا بالتسميع والسلام، وأما المؤتم والمنفرد فيسمع نفسه، الخ". درمختار: ۱/۳۱۹(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۳/۹۱ھ۔

منفرد کو تکبیرات بالجہر کہنا

سوال[۳۱۳۳]: کوئی شخص فرض یا نفل نمازرات کو منفرداً ادا کرتا ہے تو اس کو قرات بالجہر وبالمخافت میں اختیار دیا گیا ہے، باقی وظیفۂ صلوۃ مثلاً: "سمع الله لمن حمده" اور "الله أكبر" وغیرہ اختیار ہے یا نہیں؟ جواب مع الدلیل تشریح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"ويسن جهر الإمام بالتكبير والتسميع لحاجته إلى الإعلام بالشروع والانتقال، ولاحاجة للمنفرد كالمأموم، اهـ". مراقی الفلاح بر طحطاوی، ص: ۱۵۲(۳)۔ "ماعدا القرأة من الأذكار إن وجب للصلوة كتكبيرة الافتتاح، يجهر به، وكذا ما وضع للعلامة كتكبيرة

---

(۱) (البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/۵۲۸، رشيديه)

(۲) (الدر المختار، باب صفة الصلاة: ۱/۴۷۵، سعيد)

"والذكر إن كان وجب للصلاة، فإنه يجهر به كتكبيرة الافتتاح، و ما ليس بفرض فما وُ للعلامة، فإنه يجهر به كتكبيرات الانتقال عند كل خفض و رفع إذا كان إماماً، و أما المنفرد وال فلا يجهران به". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثاني في واجبات الصلوة: ۱/۷۲ رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، باب صفة الصلاة: ۱/۵۸۷، رشيديه)

(۳) (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل في بيان سننها، ص: ۲۶۲ قديمي)

الانتقالات للإمام، أما المنفرد والمقتدی، فلا یجہران، الخ"۔ طحطاوی در مختار: ۱/۲۳٤(۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ منفرد کو "سمع الله لمن حمده" اور "الله أكبر" آہستہ کہنا چاہیے کیونکہ جہر کی علت اعلام ہے اور یہاں مفقود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/۳/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۴/صفر/۵٦ھ۔

☆……☆……☆……☆……☆

---

(۱) (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، فصل: یجهر الإمام: ۱/۲۳۴، دار المعرفۃ بیروت)

"والذکر إن کان وجب للصلاۃ، فإنه یجهر به کتکبیرۃ الافتتاح، و ما لیس بفرض فما وُضع للعلامة، فإنه یجهر به کتکبیرات الانتقال عند کل خفض و رفع إذا کان إماماً، و أما المنفرد والمقتدی، فلا یجهران به"۔ (الفتاویٰ العالمکیریة، الفصل الثانی فی واجبات الصلاۃ: ۱/۷۲، رشیدیه)

باب السترة

(سُترہ کا بیان)

راستہ میں بغیر سُترہ کے نماز

سوال [۳۱۳۴]: عام رہ گذر پر اگر سُترہ نہ ہو سکے تو نماز قضا کر دینی چاہیے یا کیا صورت اختیار کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز قضا کر دینا جائز نہیں، اگر سترہ کا انتظام نہ ہو(۱) اور گذرگاہ سے الگ جگہ نہ ہو جیسے کہ بعض دفعہ پلیٹ فارم پر ایسی نوبت آتی ہے تو نماز پھر بھی وقت پر ہی پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۲/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۲/۹۰ھ۔

کیا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟

سوال [۳۱۳۵]: مسجد میں سامنے کی بائیں طرف ایک جنگلہ باہر کی زمین سے سترہ گرہ کی اونچائی پر، چار فٹ لمبا اور اڑھائی فٹ چوڑا لگا ہوا ہے اور دوسرا جنگلہ امام کے سامنے محراب میں باہر کی زمین سے ڈیڑھ گز

---

(۱) "(ويغرز ندباً)" قوله ندباً، لحديث: "إذا صلى أحد كم، فليصل إلى سترة، ولا يدع أحداً يمرّبين يديه". رواه الحاكم وأحمد وغيرهما، وصرح في المنية بكراهة تركها، وهي تنزيهيّة. اهـ".
(ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيما: ۶۳۶/۱، سعيد)

"والمستحب لمن يصلي في الصحراء أن ينصب عوداً، أو يضع شيئاً أدناه طول ذراع". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فيما يستحب للصلوة ومايكره: ۸۴/۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۰/۲، رشيديه)

کی اونچائی پر، سترہ انچ لمبا، گیارہ انچ چوڑا روشنی کے واسطے لگا ہوا ہے، سامنے عام راستہ ہے جہاں جنگلہ لگا ہوا ہے، عورت مرد سامنے سے چلتے ہیں۔ ایسی حالت میں باجماعت یا منفرداً جنگلہ کے سامنے نماز پڑھنے میں نماز میں نقصان تو نہیں آتا؟ حکم شرعی سے مطلع فرمایا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر جنگلہ کی سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ یعنی دو بالشت کی مقدار اونچی ہیں، نیز انگلی کے برابر موٹی ہیں تو مردوں اور عورتوں کو اس کے سامنے سے گزرنا جب کہ مسجد میں سے جنگلہ کی برابر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو، خواہ تنہا ہو خواہ جماعت کے ساتھ، بلا کراہت جائز ہے، اگر سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ نہیں بلکہ کم اونچی ہیں تو ایسی حالت میں قریب ہو کر سامنے سے گزرنا گناہ ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لو يعلم أحد كم ما له في أن يمرّ بين يدى أخيه معترضاً في الصلوة، كان لأن يقيم مائة عام خيرٌ له من الخطوة التي خطاها"(۱)۔ وبهذا عُلم أن الكراهة تحريمية لتصريحهم بالإثم، اهـ. المستحب أن يكون مقدارها (أى السترة) ذراعاً فصاعداً، وينبغي أن تكون غلظ الإصبع". بحر، ص: ۱۶،۱۵(۲)۔ **فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔**

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

---

(۱) (سنن ابن ماجة، ص: ۶۸، كتاب الصلاة، باب المرور بين يدى المصلى، مير محمد كتب خانه، كراچى)

(وصحيح البخارى: ۱/۷۳، كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدى المصلى، قديمى)

(والصحيح لمسلم: ۱/۱۹۷، كتاب الصلاة، باب سترة المصلى .... الخ، قديمى)

(وسنن الترمذى: ۱/۷۹، كتاب الصلاة، باب فى كراهية المرور بين يدى المصلى، سعيد)

(وكذافى أبى داؤد: ۱/۱۰۸، ۱۰۹، كتاب الصلاة، باب ما ينهى عنه من المرور بين يدى المصلى، امداديه)

(۲) (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۲۶، ۳۰، ۳۱، رشيديه)

"(ويغرز الإمام، اهـ) وكذا المنفرد .... (سترةً بقدر ذراع) طولاً (وغلظ إصبع). "(قوله: بقدر ذراع): بيانٌ لأقلها، والظاهر أن المراد به ذراع اليد كما صرح به الشافعية، وهو شبران".

(ردالمحتار: ۱/۶۳۶، ۶۳۷، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، سعيد) .... =

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ، ۱۰/ ۵/ ۵۵ھ۔

اونچائی پرنماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنا

سوال [۳۱۳۶]: ایک ہاتھ کی اونچائی پرنماز ادا کی جارہی ہو تو سامنے گذرنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح بھی نمازی کے سامنے سے گذرنا مکروہ ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

* * *

= "والمستحب لمن يصلي في الصحراء أن ينصب بين يديه عوداً، أو يضع شيئاً أدناه طول ذراع اهـ. .... ينبغي أن يكون في غلظ أصبع لقول ابن مسعود: "يجزئ من السترة السهم اهـ". (بدائع الصنائع: ۲/ ۸۴، كتاب الصلاة، فصل فيما يستحب ويكره فيما، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۱) "(أو) مروره (أسفل من الدكان أمام المصلي لو كان يصلي عليها: أي الدكان (بشرط محاذاة بعض أعضاء المار بعض أعضائه، وكذا سطح وسرير وكل مرتفع) دون قامة المار، وقيل: دون السترة، كما في غرر الأذكار (وإن أثم المار)". (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۳۴، ۶۳۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/ ۱۰۴، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، فروع: في الخلاصة، ص: ۳۶۷، سهيل اكڈمی لاهور)

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی